دیوان وزیر

۲۱

محمد

دیوان خواجه وزیر

در سنهٔ ۱۸۴۷ طبع شد

اقدس الٰہی نی ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف المتقدمین
استاذ المحققین ملاذ المتبحرین تبسم اللہ صحیفۂ بلاغت دیباچۂ کتاب فصاحت سرآمد
استادان جہان وزیر بادشاہ شاعران مجموعۂ اوراق ذی کمالی شیرازۂ اجزای نازک
خیالی ناخدای سفینۂ علم قوافی و عروض دریکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر
و سخن تیجہ اشکال شعرای زمین صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ و بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود برنا و پیر سخنگوی بی عدیل و نظیر
جناب مولانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ
بغفرانہ مین جمع فرمائی تہی کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہو جائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبۂ قرطاس بہم پونہچائین تو بہی ممکن نہین کہ ایک حرف
اوس دفتر کا تحریر مین آئی منجملہ اوسکی صفت عالی خاندانی مین بہی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تہی شمع بزم شہرت اونکی والا دودمانی تہی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سی ملتا ہی جنہیں بزرگون نی اونکی نقش فقر اور عمل
جہاد نفس سی اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہی اجداد امجاد سادات عظام بزرگان ناتہالی
آمیزش مرزایان دفتر سی نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانای حقیقی جناب غفران مآب تہی عالی وقاران وقت مین جیدہ
و انتخاب تہی فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و رفروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرۂ آفاق تہی استغنا اور توکل اور سخاوت اور وضعداری مین طاق تہے

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین انہین کو حاصل تلامیذ جانتی تہی ذہن فہم رتبہ شناس
اب بہی ونکی یکتائی کی مقر ہین اور جب بہی مانتی تہی اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ ذ
بہی ایسی مشق بہم پونہچائی تہی کہ لکہنو سی شہر مین انتخاب بی مثل اور لاجواب تہی توسن
طبع شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہو گئی تہی شاعری سی بالکل
نفرت ہو گئی تہی انتظام خانہای نقوش سی فرصت نہوتی تہی مہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت نہوتی تہی مگر جب توسن ہندسہ طبع کو ضرب ادہر دیتی تہی لاکہون مضامین
نو آگین یکسر کم مشقون کی غزلون مین بہر دیتی تہی عالی ہمت بہی ایسی تہی کہ اپنی ضرورت
پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتی تہی ذوالقربی والیتامی والمساکین کی حقوق
پہچانتی تہی دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان عالم والی ملک اودہ نی
بکمال سرفرازی اور رعایا نوازی سی یاد فرمایا مگر جناب موصوف نی بعذر علالت
پای قناعت کو اپنی جگہ سی نہ اوٹہایا فقیر کی اندازی مین سو روپی ماہواری سی
اونکا خرچ کم نہ تہا مگر کبہی یہ نہین کہلا کہ کہانسی آیا اور کون دی گیا اکثر لوگ بجا خرچ کی
جب اسکا خیال کرتی تہی دست غیب کا احتمال کرتی تہی زمانہ جناب شیخ صاحب مین
ایک کلیات حجیم نتائج طبع سلیم سی مرتب ہو کر ضائع ہوا جبسے پہر کبہی ویسا شوق
شاعری نہ چمکا اگر کبہی کسی دوست کی فرمایش سی یا تلامیذ کی اصرار و خواہش سی کچہ موزون
فرمایا یا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لی گیا بیشتر غزلون کی مسودونکو بی پروائی سے
رایگان فرمایا یہانتک کہ اکثر زمینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جو ہر طبع

عالی دکہایا جب حسب اتفاق خان والا شان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق
قدرشناس اہل کمال ہمہ چشمہ فیوض و افضال آیدا پسند شاہدان سخن منتخب و ضعہ اران مین
مقبول بارگاہ یزدان جناب محمد عبد الواحد خان مہتمم مطبع مصطفائی حد سی زیادہ
مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پونہچی اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوی حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بہی پاس نہ تہا کچہ کچہ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوئی اوسی روز سی بنای اجتماع دیوان سرزمین
دل مین قائم کی احباب سی فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوین کچہ غزلین
تلف شدہ بہم پونہچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کی لیی دی آئی اکثر زمینین
تجویز فرماکر شعر کہلوائی یہان تک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرماکر نذر خواجہ
صاحب کیا چنانچہ اسطرف جو کچہ جناب مغفور نی نظم فرمایا انہین کی مزید اہتمام سی باقی
رہ گیا جب کبہی خانصاحب ممدوح فرط محبت سی عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتی
تہی بی تکلف ارشاد فرماتی تہی کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدای مشق کی شعرون
سی مجکو نفرت ہی اگر مکارہ زمانہ نی فرصت دی عوارض لاحقہ سی مہلت ہوئی تو دو
مہینہ کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچہ موزون ہوجای گا انشاءاللہ تعالی
عنقریب دیوان معقول ترتیب پای گا مگر اجل نی فرصت نہ دی ایفای وعدہ
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران
ترک فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندی بمقتضای بشریت دل قدرشناسان

سخن پر رنج وغم طاری رہا ایک مدت دیدۂ مرتبہ دانان زمن وقف اشکباری رہا
جب حق سبحانہ تعالی نی صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچہ کچہ افاقہ ہوا فی الجملہ ہوش
آیا پہر خانصاحب ممدوح نی کمال عنایت سی وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام
تصحیح وترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کی سپرد
کر کی گنجینۂ حصول سعادت کا راستا بتایا پہر تو اس خاکساری مقدار اور برگزیدۂ
بارگاہ لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نی کمر ہمت چست باندہی
راحت وآسایش یکقلم ترک کی شہر لکہنؤ مین جسکی پاس کچہ تصنیفات جناب
خواجہ صاحب کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہان سی لائی یا بندہ پونہچا بیشتر
خطوط احباب اطراف وجوانب کو لکہی اکثر مسودات گم شدہ دوستون کی عنایت سے
ملی الحمد للہ کہ بڑی دوا دوش سی دو برس کی کوشش سی یہ نسخۂ دلپذیر کہ نام تاریخی
اسکی ہنگام ترتیب سی انجام طبع تک ملہم غیبی نی قلب فقیر مین القا کیی تہی
یہان بر سبیل تذکرہ لکہی گئی اسامی مادہ سال ترتیب نقوش واضح معجزات
رفعت ریاض کرم مقاصد منظوم شمام فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع
سر غیب منظوم یادگار بوستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو پونہچا اور
تائید خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سی بکمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کی
ساتہ مطبوع ہو کر فیض رسان خاص وعام ہوا ازبسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق
جا بجا سی بہم پونہچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تطبیق

پر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہو الحاظ رہا مناسب یہ ہی جن حضرات کی پاس کچہ کلام اونکا قلمی ہو نسخہ صحیحہ مطبع ہذا سی مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سی امید ہے کہ جب اس گنجینۂ فیض سی استفادہ حاصل فرمائین مہتمون کو دعای خیر سے نہ بہلائین

آج خوش فضل خدا سی ہی طبیعت میری ... لِلّٰہ الحمد ٹہکانی لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوی تارک دنیا سی دنی ... قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد

اس زمانی مین تہی بی شبہ طبیعت اونکی ... خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد

پختہ کاریکو ہر اک بیت مین کرتی تہی صرف ... ریختہ گوئی کی قائم تہی انہین سی بنیاد

کرتی تہی لاکہون ہی مرغان معانی کو شکار ... دام تہی فکر اگر طبیع رسا تہی صیاد

مجتمع پہلی جو فرمایا تہا دیوان جسیم ... اتفاقات زمانہ سی ہوا وہ برباد

زادۂ طبع معلی ہوی کثرت ستی تلف ... سرزمین شعر کی ویران ہوی ہو کر آباد

حق تعالی نی عطا کی تہی جو استغنا بہی ... کچہ نہ تہا رنج کیا کرتی تہی اکثر ارشاد

دو مہینی کی توجہ مین بفضل باری ... جمع ہو جائینگے اشعار مری حد سی زیاد

گو حقیقت مین یہ ارشاد مبارک تہا بجا ... پر نہ مہلت دی اجل نی کہ یہ حاصل ہو مراد

تہی ازل سی یہ سعادت جو مری حصی مین ... بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد

کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض ... حق تعالی سی طلب کرنی لگا مین امداد

اسی الجھن مین پہنسا تہا کہ ہوئی آ کی شریک
میر صاحب نی مری ساتہ بہت محنت کی
پہر تو جوہر نی بہی کچہ ہاتہ بٹایا میرا
الغرض محنت یکسالہ مین ای بیخود زار
سال ترتیب یہ رو رو کی لکہا پہر مین نی

میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد
لائی ہر سمت سی اشعار فصاحت بنیاد
کہ حقیقت مین ہین وہ جوہر مرآت وداد
جمع دیوان ہوا دل دوستونکا ہو گیا شاد
آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد
۱۲۷۱

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر آج
جب دیکہتا ہون ہوتی ہی تفریح بیحساب
حسن صفای یوسف مضمون تو دیکہی
عین الکمال کا بہی خطر اب ہمین نہین
لکہہ کلک فکر سی سن ترتیب ای سفیر

ہر بیت اسکی قصر فلک سی بلند ہی
یہ نسخہ کیا دوای دل دردمند ہی
بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے
ہر نقطۂ حروف بعینہ سپند ہی
دیوان بی مثال یہ عاشق پسند ہے
۱۲۷۱

ایضاً از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن
بنوشت ز کلک موج سال ترتیب

گردید مرتب آن چو بی مثل و نظیر
دیوان درشاہوار بحرین وزیر
۱۲۷۱

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنی گا بلبل اب ہر اک سخندان
رقم کر سال ترتیب ای محمد

کلام غیرت گلشن ہوا جمع
گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع
۱۲۷۱

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیده روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین و المتاخرین استاد راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

درغمش جمله قدردان کلام	خاک ماتم بفرق و دست بسینه
تیره گردید آسمان سخن	منخسف گشت او چنانک چو مه
بحر تاریخ رحلتش این گفت	وای خواجه وزیر عالیجاه ۱۲

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجه وزیر	که در تمامی اهل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او دراستخوان نبی	مگر بمائدهٔ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم	که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را	بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذاشت او چو جهان را نوشت سال قبول	وزیر بادشه شاعران نامی بود ۱۲

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردین	پیش شاه شهید جای وزیر
بود در شعر شاهی دیگر	نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جهان بسوی جنان	ناله کش خلق شد که های وزیر
دل هر کس که هست موزون تر	پر شد از درد جانگزای وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول	بسخن شاه بود وا بے وزیر ۱۲۷۰

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجه وزیر	که بادشاه نشش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش شیخو	قمر جمال و سپهر جلال و مهر ضمیر
رموزدان علوم ائمه بود بهنر	که قائل ست درین علم هر صغیر و کبیر
بشاعران جهان برد گوی سبقت ازین	که بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران	شدند جمله سخندان بماتمش دلگیر
بچشم مادر او چون شود نه تیره جهان	که در زمانه نماند نشان و نام فقیر
شهید سال وفاتش چنین نمود رقم	بشاعران زمان بادشاه بود وزیر ۱۲۷۰

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجه وزیر	شد بچشم دوستان عالم سیاه
مصرعه تاریخ رحلت گفت مهر	ناظم ملک معانی بود آه ۱۲۷۰

ایضاً

خواجه وزیر شاعر خوش فکر خوش بیان	مین او روہ تہی دنوا کا استاد سی مشیر
وہ عازم جنان ہوی تاریخ کہی مہر	ملک سخن ہوا اجی برباد بے وزیر ۱۲۷۰

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود / بیعدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم / در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه باز نالهٔ دلهاست / چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید / سر کشیدست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش / خسرو این زمانه بوده وزیر
۱۲۷۰

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا / خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور / در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن / وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر / شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری / که نهاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم / غم او گشت چون گریبان گیر
باشه کربلا چو الفت داشت / ماتمش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند + / دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین / شد ندا رفت نزد شاه وزیر

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علی خان بهادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہان کو ہوی شاق	خاک بر سر ہوی اس غم سی صغیر و کبیر
کی رقم کلک نی صفحی پہ یہ تاریخ وفات	خواجۂ عالم ارواح ہوی جان وزیر

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر و زمان	بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر
بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع	زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر
ہلال سال وفاتش شنید از رضوان	دو شہ نشین جنان باد یک بعالم زیر

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل و یکتا	دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف
یہ سال ہجر ہی ہجری مین لکھہ اسی عشقی	گیا وزیر ہی ناسخ کی نایب صد حیف

ایضاً

شاعر بی نظیر خواجہ وزیر	در فن شعر بود بس یکتا
زین جہان رفت سوی گلشن خلد	آہ افسوس حیف و اویلا
سال فوتش چو کردم استفسار	دو دشش در بزم اقدس شعرا
این صدا آمد از دل ہر عبد	رضی اللہ عنہ یوم جزا

ایضاً

جنت کو ہوی ہی دنیا سی نزہت سو سی	اس غم سی دل ہی عشقی کیون جاکی نہ کیا

لکه علیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یه — ذیقعده شب جمعه بست و دوم ای ہای

از جناب مرزا اصغر علی خان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجه وزیر شاعر بی مثل روزگار — جان داد و بر زبان جہان رفت ہای ہای
در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت — تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

از عبد الله خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین — ہوش قائم نه خاطرم بر جا
شکوهٔ روزگار میکردم — در حوادث نشسته سر تا پا
که بناگاه از سوی افلاک — تا بگوشم رسید شور بکا
متحیر شدم که خیر شود — این دگر غلغله چه شد پیدا
که بسمعم ندای غیب آمد — ہای خواجه وزیر وا ویلاه
ہوش پرواز کرد از سر من — غم دیگر گرفت جان مرا
گفتم ای دل ہزار افسوس ست — که چنین کس گذشت از دنیا
شاعری بود کز یم فیضش — قطره میکرد دعوی دریا
بعد ناسخ نبود مانندش — در میان معاصرین یکتا
رخت ہستی زد از فنا بہشت — سفری شد بسوی شہر بقا
فکر کردم بسال رحلت او — بمن ارشاد کرد طبع رسا
بر سر نعش او بگو ای مہر — بادشاه سخن وزیر کجا

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی	استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
تسلیم بپالش ہمہ بیدل شدہ افسوس	لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جسوقت خواجہ وزیر	گئی بہر گلگشت باغ نعیم
ہوا محشر آباد شیون سے گہر	گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زبانی کی ارباب معنی کا دل	ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر	بسان سویدا اسے قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا	بنا خامہ حسرت سے نبض سقیم
او سی عالم یاس مین بہر سال	ہوئی مائل فکر طبع سلیم
لکہا خامۂ نوحہ انگیز نے	ہوا کیا سخن یا الٰہی نسیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سے خواجہ وزیر	قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکہی مین نے تاریخ اشرف یہی	مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر	شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بیچراغ	گریہ ہا بر گرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات	اوج بیرون رفت از شعر و سخن ١٢٧٠

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد الله خان مهر

از وفات جناب خواجه وزیر	دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او	هاتف غیب هم جلیسم بود
حرف با نقطه را گرفت و بگفت	حیف لطف سخن تمام نمود ١٢٧٠

از جناب خواجه بادشاه صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجه صاحب مرحوم

قبله و کعبه جناب والد و استاد ہای	اس سرا سی ہو گئی راہی سو ملک بقا
تھی وزیر بادشاہ شاعران و خلق ہین	انتظام ملک معنی اونکی دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتین انکی مجھی آتی ہین یاد	شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم مین مجھ بہین نی فکر سال فوت کی	ہو کی بیدل روح مخزون نی دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامی کی طرح رو کر سفیر	گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا ١٢٧٠

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے	نکیو نکر ہو اقلیم معنی تباہ
مجھی فکر تاریخ تھی ناگہان	ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ ١٢٧٠

ایضاً

ہیہات دنیا سی اٹھی الدہری خواجہ وزیر	اونکی قدم سی لیٹ ہی زیب شبستان جنان
ہی اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھا ای سفیر	باد اجل سی گل ہوئی وہ شمع بزم شاعران ١٢٧٠

از جناب آفتاب الدوله مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سے	جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق بہ صنعت منقوط ہین لکھہ تاریخ	فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر	کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن	گشت را ز عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجۂ وزیر	چھایا ہے دل پہ خلق کی ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کی دی تھی انہین کمال	بیشک تھے اس زمانے مین ذات انکی بے نظیر
کیا اپنے بخت بد کا کرون شکوہ ہمنشین	دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جب سے سنا تھا مین نے یہ افسانۂ ملال	پڑتے تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا	کنج الم مین طبع رسا تھی مری اسیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا	اچھے قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئے جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن	زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال فوت انکا	شہ وزیر و فقیر آہ سبکو ہے یہی راہ

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

بر در گلزار رضوان بهر سیر — بعد مردن رفت چون اول وزیر
هاتف غیب از فلک نشتر بگفت — پیش شاه دین رسید اکمل وزیر

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا — شاعر بی مثل و استاد زمن خواجه وزیر
از حروف با نقط عباس گفت این سال غم — حیف ای والا وقار استاد من خواجه وزیر

از شیخ بهادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

در دا جناب خواجه وزیر اوستاد من — بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بهر مزار مقدسش — کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر

ایضاً

جناب اوستاد و قبلهٔ من — نموده کوچ زین دار جهان حیف
پی سال وفات آن یگانه — نوشتم مرد شاه شاعران حیف

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شهر خموشان گئی وزیر — شهرت تهی اس زمانی مین اونکی بیان کے
اردو کی شعر کا تها مزه اونکی دم تلک — باقی رهی نه منزلت اب اس زبان کے
موجد نی سال ماتم اوستاد یون لکها — لو شاعری تمام هوی سب جهان کے

از مرزا نظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت استاد زبردست از دهر	ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش بنقط	خواجه عهد و زبیٔ ناسخ ۱۲

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجه ای فقیر	کیا کہون دلکو ہوا صدمهٔ عجیب
روح پرطاری غم استاد تہا	فرط غم سی ہو گیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنی مین پیدا ہوی	ہٹ گئی کچہ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نی صدا	خالی کی بائیسوین جمعه کی شب ۱۲

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

جناب خواجه ہستی سی عدم کو ہو گئی راہی	گیا ہمراه اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکہو	ہوا کافور وعنقا یه مزا شیرین زبانی کا ۱۲

از لاله جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

بکربلا شده مدفن جناب خواجه وزیر	که بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا ز روی دل آمد بسال اوجوہر	ببزم شاه شہیدان کند وزیر آرام ۱۲

ایضاً

بادشاه شاعران خواجه وزیر	در لحد چون کرد فکر خوابگاه
گفت جوہر در غمش سال وفات	از شب آدینه ذیقعد آه ۱۲

از لاله دہنپت رای صاحب نزار تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

استاد میری حضرت خواجہ وزیر آہ
راہی سوی بہشت ہوی اس جہان سے

ہی اس الم سی وادی محشر یہ لکھنو
کیون دل کا داغ مہر قیامت اب بنی

گردش ہزار بار جو کہائی فلک تو کیا
پیدا بشر نہون گی کبہی اس کمال کی

درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع
فصیح ذکی خلیق توکل پسند تہے

طوطی ہند شاعر بی مثل و بی بدل
واقف بہت رموز و نکات عروض سے

تہا علم قافیہ مین بہی اس مرتبہ کمال
تہی تنگ قافیی شعرای زمانہ کی

تکسیر کی علوم کو ایسا کیا حصول
امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دی

آگاہ علم دین سی بہی شیدای اہل بیت
زاہد خدا پرست وحید زمانہ تہے

پوچہا جو زاری بدل زار سال فوت
بولا سروش والی ملک سخن اوٹہی ۱۲

ایضاً

بادشاہ شاعران خواجہ وزیر
رفت زین دار فنا سوی جنان

از پی سال وفاتش گفت ندا
بلبل ہندوستان شیرین زبان ۱۲

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ثنہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح ذکی و کامل
علیم علم بیان و معنی برنگ فیضی دو بی نظامی

فروغ بزم سخن چو صائب کلیم ثانی وحید عالم
درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی

حسن چو جستیم سال فوتش بدرد و رنج و ملال و آہ حزن
صدای ہاتف بمن رسیدہ ازحرم گفتہ وزیر نامی ۱۲

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم افروز بیان صاحب سیف و قلم	کشور نظم دبستان همه در زیر نگین
خواجه وزیر متین مالک ملک سخن	رفت زد ار فنا جانب خلد برین
سال ان واقعه خرد گفت بصد درد دل	وای شه شاعران بوده وزیر ای حزین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج	راہی سوی عدم ہوی دیکھو ہمین تعب
دنیا سے اوٹھ گیا مزہ شعر و شاعری	طاری سخنوروں کی ہی دل پر الم عجب
استاد کی ترقی نہ مجھسی ادا ہوی	ہیہات دل کی دل میں ہی آرزو میں سب
شعر و سخن جو مجھکو آتی ہین اونکی یاد	فرط غم و الم سی ہین ہوتا ہون جان بلب
کرتا ہون نالی پڑھکی یہ مصراع سال فوت	ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خانصاحب اشرف تخلص امین ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت چون از جہان خواجہ وزیر	بود بنیاد کلامش را اسم
گفت اشرف ز حروف منقوط	ہای شاگرد رشید ناسخ

از سید محمد علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر زدہر	در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود	ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوی خواجہ وزیر	تھی وہ سرخیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا ... خار ہی نظروں مین اپنی یہ چمن

بسکہ ماتم دار ہی جان حزین ... خانۂ دل بن گیا بیت الحزن

نشتر شریان یہ غم ای ضبط ہی ... مرغ دل ہر دم ہی اس سی نالہ زن

ہُچن کی حروف بانقط لکہ سال فوت ... آہ خالی ہو گیا ملک سخن ۱۲

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتائی ... سرای عالم فانی سی آج کوچ کیا

سن وفات لکہا خامۂ محمد نی ... وزیر ملک معانی کا شبہ تہا واویلا ۱۲

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس وای ویلا ... کہ یکتا بود او لا مثل بر ہر فن وزیر ایوا

محمد سال مرگ او بنشتہ آہ آہ از ل ۱۲ فصلی ... بملک جاودانی گشت سکہ زن زیر ایوا ۱۲ ہجری

ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنے ... گئی یان سی اٹھ ای سوی جنابن حسن

محمد مسیحے ہین تاریخ لکہو ... سخندان بی مثل کیسا اوٹہا اب ۱۲

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر ... ہر یکی را صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون

سال فوتش را چو دل پرسید جان از بیدلی ... گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون ۱۲

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١

٣

ہوا شاہد وا دین نام بسم اللہ سے دیوان کا
عوض مطلع کی کھینچو اینگے نقشہ روے جانان کا
زلیخا کیطرح کس شاہ ملک حسن نی جھانکا
نہیں انبو خطا مین جلوہ حسن روے جانان کا
ہوا جوبن ون خط سے یہی روے جانان کا
حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہی
گلے سی حرف یا تونکی نظر آتی ہین جیسے ہے
کریگا آتش افروزی چمن سودا ہی گیسون
دکھایا اپنی کلفہ ہوکی منہ اوس حور طلعت نے

سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا
ہنی تا مطلع خورشید مطلع اپنی دیوان کا
ہر اک وزن بنا ہی چشم یوسف بیر زندان کا
عیان ہی تخت یہ پریونکی جھرمٹ مین سلیمان کا
ٹرہا اس آنہو سی رحل ہی حسن او قرآن کا
شجر تیری نگین کا بنگیا ہی نخل جان کا
عیان جو ہر ہین شک آینہ ہی جسم جانان کا
دہوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا
اوٹہا گہونگہٹ کہ دروازہ کہلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر اوسنی خلمین سے جو ہمکو آنکھ دکھلائی
پری شیشی مین پڑہتی ہین کلمہ اوسکا جن دیوانہ
تری ہونٹونکی آگی رنگ جب اوسکا نہین جمتا
ہی یہ حسن وہ ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
نہین ہے سرمگی دنبالہ تیری آنکہ مین ہی تیر
ذقن مین دانۂ خال سیہ دیکہا تو مین سمجہا
وہ گریبان ہی جسمین میرا یوسف دل گر پڑا ہی مین
جہان کو قتل کرتی ہین مہر و جامہ زیبی سے
رہا کرتا ہی اپنا دہان شکوہ فرقت مین
دکہایا اوسنے عارض قبر عاشق کے لگی کہدنے
بنینگے دول پہر بازی طفلان ہی گل کے
جلا کے صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر
بہت کچھ ہو کی پائی اسنی راہ خود فراموشی
گرا قطرہ پسینی کا جو اوس روی مخطط سی
ہوی ہین جمع آنسو گر کے ہی شعر خیابان بجہا کیا
فلک پر ہی داغ ای منعمو اپنا گدائی مین
دل دیوانہ آگی چند ہی زلفون مین بستر ہو گی

غزال چشم پر دہ ہو گا ہوا شیر نیستان کا
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا
تو کیا کیا جوش کہلتا ہی لہو لعل بدخشان کا
چہلک جاتا ہی بہر آتی ہی پیالہ ماہ تابان کا
نہ پہرہرا سکی ہی یہ نشان فوج مژگان کا
لطافت سی عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا
کبہی پانی نہ ٹوٹی گا تری چاہ زنخدان کا
نگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکی گریبان کا
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا
سحر ہوتی ہی دروازہ کہلا شہر خموشان کا
اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا
مسی پر لعل لب کی شبہ ہے شام بدخشان کا
دل گم گشتہ آیہی خضر ہی اپنی بیابان کا
اُٹھیگا جنس جان کی ساتھ یہ سیپارہ قرآن کا
گمان ہی اُن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا
بہت ہی مع ریا خواہان نہین تخت سلیمان کا
لقب ہو جائیگا صبح وطن شام غریبان کا

نپایا بوسہ لب اوس بت سی ہی جب تو یہ سمجھا
نہین نصیبا کی قسمت مین چشمہ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی نہین ہی پان کا لاکھا
نکل آیا ہی کھاکر جوش خون لعل بدخشان کا

پریزادون نی دی ہی جو مجکو بعد مرنیکی
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

۲ — ۲۲

مسی سی بھیگئین نہین ہین لب ہی فیروزہ آئینہ رو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہوگیا
چارہ جو ہر مل کی اک آئینہ پیدا ہوگیا

پھٹگیا دامان یوسف کیا ہی سوا ہوگیا
کیون نہ سوزن ہو کہکر دست زلیخا ہوگیا

اب کرامت کیجیی اب معجزی دکھلاییی
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہوگیا

ذکر آیا جب بھوؤنکا گر پڑی ہم سر کی بل
آیتین سجدی کی سنکر فرض سجدا ہوگیا

در پہ اوس خوش چشم کی جا بیٹھی ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہوگیا

خوب محشر کی برپا یار کو دکھلادیا
آج او رفتار جانان کا رفردا ہوگیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میری اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہوگیا

سایہ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہوگیا

طوف کی حیلی مین ہم بھی کہونی کو جائینگی
گریہ [illegible]شی سی کعبہ چشم لیلا ہوگیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
ننگی آہو سایہ اپنا دشت پیما ہوگیا

خود نما جب ہوگیا آئینہ سودای عشق
حلقہ زنجیر مجنون چشم لیلا ہوگیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام می
مست ہین اللہ کی جو منہ سی نکلا ہوگیا

ہوگیا وحشی گھر دیکھی جو ڈھوئی سی دانت
پڑھ گئی گرد تیمم ز دشت پیدا ہوگیا

کیا سنا یا کیا پڑھا یا ای چمن آرا انہین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکھہ لی ہر رنگ مین
قیس کو آہو بہی چشم شوخ لیلا ہوگیا

خاک مین ملجائی وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
پہوٹ جائی آنکھہ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہی
ہمسے گر پوچھو تو چکر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سی تری ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مری دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظارہ معطر آنکھہ کی پردی ہوئے
عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہوگیا

کیا نمک ہی انجمن ای ساقی کہ پر توسی ترے
بادۂ انگور بہی ساغر مین سرکا ہوگیا

سبزۂ عارض نہین پی جہ او سرح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

ہم بغل ہونیکی نہی ابتو سراپا آرزو
ضعف سی قد جہک کی آغوش تمنا ہوگیا

قبلۂ دنیا و دین مفتون ہوا ہی ای وزیر
شوق سی سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا

جسم کیسا یان لباس جسم آدہا ہوگیا
جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہوگیا
پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
چشم کم سی ہمنی دیکھا گھٹ کی قطرا ہوگیا
دانت پر انگلی لگا کر دوگی لیتی ہو کیون

جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم دم طماچا ہوگیا
ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا
ای حباب ابتو تری کوزہ مین دریا ہوگیا
آب گوہر دل کی کیا خنجر دوآبا ہوگیا

سرخ عارض سے تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زریں پہ گویا سبزہ پیدا ہو گیا

سبزہ عارض سے جو نکلا پہاڑ کر پہینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتی ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پہٹنا تہا ستم ایدست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پونہچی خریداران حسن خود فروش
چاہ یوسف کی یہی دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نی بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا مجہ ناتوانکو غم مری خوش چشم کا
ہو کی کا ہیدہ اسی ہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سی دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتہ آگیا یو دست موسی ہو گیا

ہو گیا جامی سی باہر اپنی کپڑی پہاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانیکو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نی
آنچ سی تلوار کی کیا تیر سیدہا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوؤن سی بھر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میری طالع کا ستارہ کسقدر گردش میں ہی
آسمان پر چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میری چلکر رہ گیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب شرہ کڑوا ہو گیا

اٹھو رونیکی صدا گوش بتان تک جایگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

باڑہ کی ڈور ریکاز نار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچی ہین عاشق کی یاد حق کا چیلا ہو گیا

قطعہ

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم گر کہون
جسطرف گذری ہر اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ و ر ایک تم آٹھونکا میلا ہو گیا

وله

گر نہیاں کین اسقدر ہر عضو شعلا ہوگیا
خشک دریا ہوگئی موقوف رونا ہوگیا
ہون وہ لاغر جب کہا اونکی کمر نگین ہے
کر دیا تحریر اپنی بی صدا تقریر کو
آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑگیا
وا کیا جب یار نی آئی صدا مثل صریر
بل بی شوخی دیکھتی ہین جب مرا قد دوتا
آنکہ ہر اک طفل کی اب اے جنون پڑنی لگی
تخم نہانی کیا گئی اوسکو ملایا خاک مین
طوق قمری کی بالیدہ بنا دیوار باغ
اپنی مضمون جا سد سب قلم خوردہ ہوی
اپنی جامی سی گریا ہو ہون اب ممکن نہین
اونکی چلنی کی صفت لکھی تو ہل چل پڑ گئی
مژدہ اے ساقی جنون خیز ابکی آئی ہی بہار
دیدکی قابل ہی اوکبک دری رفتار یار
کھینچ لایا حسن کو بہی عشق اپنی رنگ پر

شبکو ردشن یار کی بازو کا اگا ہوگیا
خاک ہی پانی کہان چہڑا ہا چہڑکا ہوگیا
طائر رنگ حنا بہی رشتہ بر پا ہوگیا
مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا
جامۂ تن اے جنون شبنم کا کرتا ہوگیا
خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا
وسمہ کے کہتی ہین بن کیا انکا دہرا ہوگیا
دہیلی آنکہونکی چلی مجکو جو سودا ہوگیا
ریگ ماہی فرط بیتابی سی دریا ہوگیا
سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا
ہاتہ مین خجلت عصا می دست موسی ہوگیا
ضعف دامنگیر ہی تصویر دیبا ہوگیا
قاصد ایا ہی قلم سی خط روانا ہوگیا
شیشۂ توبہ کو تیرے جام صہبا ہوگیا
ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا
ضعف سی مین زرد وہ سوکہنی سی پیلا ہوگیا

می سی نکلا جام می اپنی لبی مثل حباب — دیکہ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتہ اک پاؤں ہی ہی جسطرح فنا کلک — چلتی پہرتی ہین سلا اگو جسم آدہا ہو گیا

آینہ دیکہا تو اپنی خط پہ آنکہ اوسکی پڑی — کاغذ ہی دام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لب یادسی چوما اگر — ایسا چلا یا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بہر کی دیکہا جام ہمنی بی ہی خالی ہوا — فرقت ساقی مین پیچورا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین — اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵

کوئی ڈرتا تہا نہ اوسکی ترچہی نظر و تیر و زہر — پار گذرا دلکی جب یہ تیر سیدہا ہو گیا

۲۳

تصور یہ رہا آنکہو ںمین اوس لیلی شمائل کا — کہ اپنی آنکہ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری دروازہ کی سائل کا — مُوا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا

بدن مین میرے جتنی خم ہین پانی حبرائی مین — نہ پوچہو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پہنایا یار کو بہی طوق منت کی بہانی سی — فلک نی باری نالہ سن لیا میری سلاسل کا

ادہر میںنی تواضع کی ادہر تعظیم وہنی کی — جہکائی مینی جب گردن تو اوٹہا ہاتہ قاتل کا

بہت جسنی اوٹہایا سر گری نظروںسی قدر اوسکی — نہ دیکہا کوہی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خطکی تصور مین جو پہرتا ہوں — تو شکل خامہ نقش پا مین ہے عالم سلاسل کا

بنی ہی آئینہ میری ہی تصویر ہی اوسکی — کہنچا ہمسی یہ کرتا ہی کچہ نقشہ بہی قاتل کا

کسی نی کمر سی خاک ہونی پر بہی لگت ہے — بڑا ہی بال از خود جب بنا کاسہ ہی گل کا

گلا کاٹون مین اپنی ہاتہ سی بی منت قاتل
مری ناخن سی ہی حل ہو جای عقدہ میری مشکل کا

کریمون سی ہی کنارہ کر کہ قسمت کچہ عجب شی ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکہ ساحل کا

جنون اب تہک گیا ہون پہرتی پہرتی چہین کرنی دے
کہین جاگی نہ پاہی خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کی قطرون سے آواز آئی گہنگرو کی
پہڑک جائی تماشا دیکہکر وہ رقص بسمل کا

کبہی دلمین کبہی آنکہون مین جا دون ان حسینون کو
کہ ماہ و مہر کا ہی کام طی کرنا منازل کا

نکل جائین تڑپ کر مچہلیان دست حنائی کی
لہو بہر جای او قاتل اگر مجہ نیم بسمل کا

چرا کرتی ہین سبزہ کہیت کا کشتون کی جو آہو
سمجہتا ہون نہین ہے یہ بہی اشارہ چشم قاتل کا

پڑہاتی دار پر منصور کی ہمراہ اپنی کو
تماشا دیکہنا منظور تہا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکہ کی سرمی نی مجکو مار ڈالا ہی
ندی آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مری گل کا

زمین بہی نکل جاتی ہی کہ ہی پاؤن کی نیچی سی
مجہی مشکل ہے اہی ساتہ دینا اپنی منزل کا

خوشی آتی ہی وہ راحت مجکو جسمین رنج بہی کچہ ہو
جو تسکین بہی ہو تو یہ ہا ہی مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچہ مشکل نہین مجکو
کہ بس اک پاؤن کی لغزش ہی طی کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہی جسکی سبب پامال رہتی ہے
حنائی ذبح کرنی مین تہا ما ہاتہ قاتل کا

٦

وزیر اب سینی مین دل کی عوض کیا درد رہتا ہے
کہ رویا کرتی ہو پڑہ پڑہ کی تم دیوان بیدل کا

٢٦

نشانہ بعد مردن بہی ہا ہین تیر قاتل کا
بنایا کرتی ہین ناوک فگن تعویذ مری گل کا

جو جیتی تہی تو روتی تہی جو ہی ہین خاک مرقد پر
ہمارا کالبد شاید فقط تہا آب و رنگ گل کا

فقیری مین بھی ایدل آسمان پہ ہی دماغ اپنا
گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم ہی
دلائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نی
برائی بازی طفلان بنی ہی آی سیا اکثر
زبان تیغ او ظالم اگرچہ حال پر سان ہو
غش آیا ہی ہمین بس دیکھتی ہی تیغ ابرو کو
سراپا جان جوش گریہ سی طوفان سا طوفان ہے
خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھے
اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہے
مری اشکونکی دریا کا کبھی شور سنتا ہی
پہن کر کفش نو یارب وہ آکر خوب سا روندی
بنی ریگ روان خاک اپنی اور ڈھونڈھا کیی تجکو
یوہین ہم ساربانی غیرت لیلی کی کرتی ہین
اگر سیلاب اشکونکا بھی گا یون ہی ہی وحشت
بچھائی چاندنی مہتاب نی خورشید مشعل ہو
کیسکی جستجو مین لخت دل آنکھون مین آتی ہین
مری بد مست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی

گدائی بھی کرین تو لیکی کاسہ ماہ کامل کا
نکل جاتا ہی مضمون ہاتہ آکر زخم بسمل کا
سکھایا خندہ گل نی ہمین نالہ عنادل کا
وہ سرگشتہ ہون مین نی پر یہ نقشہ منہ ہی گل کا
دہان زخم سی کہنی لگین ہم مدعا دل کا
ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا
بنہی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا
مہ و خورشید پردہ ہوگا ہو اجکو جلا جل کا
مری افتادگی کی ہاتہ حل ہوتا ہی مشکل کا
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا
مبارک ہو ہی دشمن نے بیرا کھنا مری دل کا
نچھوٹا بعد مردن ہمسی طی کرنا منازل کا
نہین محمل تو مضمون باندھتی رہتی ہین محمل کا
بنیگا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا
فلک رقصان ہو شادی سی جون نام ہو سکی محفل کا
تلاش یوسف گم گشتہ مین ہی قافلہ دل کا
بطامی بھی کہا دی اب تڑپنا مرغ بسمل کا

ستاتی جھڑتی ہین چلنی مین اوسکی کفش زرین سے
قبا ہی آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا ہی ہر روش ہی کبھی جہان انکی
زیادہ چاہ کنعان سے ہے تیرے چاہ بابل کا

لگاؤن طوق کو بسن گلی سے مدعا سمجھا
نہین ہے موجہ قدمون پر مری گرنا سلاسل کا

جھکائی ہین کنوین تعجب نے فرشتے کی کھون منہ سے
تری چاہ ذقن نے منہ کھایا چاہ بابل کا

کھڑی رہتی ہین اسکو عرش کی زنجیر سے باندھے
فلک تک ہے دماغ ابروؤن اونچی وحشت دل کا

مسلمان ہو تو کعبہ مین کہون سنگ اسکو دیکھو
تصور ساتھ ابرو کی کرون خسار کی تل کا

۷ ۲۵

بنی گا نامہ بر زاغ کمان اب ہی قمری زیر اپنا
ہی خط مین صف خال ابرو خمدار قاتل کا

پس مرن دن بھی مشکل ہے یعنی پہچنا یار تک دل کا
لحد ہی نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا

نہ وہ سے کھینچا ہی صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھادیتی ہی فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

صریر کلک فکرت نے سنائی نالہ مجنون
کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کی محمل کا

تو وہ لیلی ہی گر پھرتا ہون تیری تصور مین
دکھائی آبلہ پاؤن نکا میری جلوہ محمل کا

نہ خورشید اگر پھرتی ہین تیغ گردن بھی پھرتا ہے
حسینون کو نہین دشوار ہے کرنا منازل کا

کمال عشق مین راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے
نہین ہی زخم گردن پر یہ ہے احسان قاتل کا

پھنکر دہانی جو ڈاکھیت مین کشتوں کی آن ظالم
ہرا ہو جای پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا لیلی مین کیا ہی لطف مجنون ہے مزہ اسمین
تری آغوش مین عالم جو ہو آغوش محمل کا

خودی بھولا وہ بت دیکھی تماشی جب خدائی کی
دہرا رہتا ہی آگی اسکی آئینہ مری دل کا

تری ہیں منتظر گنتی ہیں ہم آمدن گھڑیاں ای کافر یہ ادنی پردہ ہی عقد انامل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا اوتاریگا پری کو ورنہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون میں وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سی میری گر بیمار ونکی ہو گئین آنکھین تصدق کی لیے کھچوون غزالِ آنکھونکی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینی سی نکلا ہی تماشا دیکھا وابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تہا آسمانکو دخل ایسا شیشہ بازیمین اوڑایا ڈھنگ اسنی بھی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوس بہبوکی نے ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

بڑہاوین اوسکی تیغ جوہر دارکو سمجھا دہان زخم سی سائل ہوا مین تیغ قاتل کا

گلی تیغ وسپر باندہی پہرا کرتا تہا وہ ظالم اکڑ کین بہی نہ تہا خالی ستم سی میری قاتل کا

نمک ایسا ہی وہ مین شور رہو وہی چشمہ شیرین پڑی گر عکس دل وفرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری حرمت کی آگی کیا حقیقت ہی گنہا ہونکی خدایا روبروحق کی کہان تبہ ہی باطل کا

پس از مردن بھی مین رہتا ہون نالان انکی ہاتہو نسے بجاتی ہین پپہیا مجنون لڑکی مری گل کا

بنائی گلزمین شعر مین اب آشیان بلبل سراپا گل کی ہمصورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ ہی اوس معشوقہ تک خط پہونچنی کی کبوتر بعد مرنی کی بنا اکثر مری گل کا

قدم رہتی ہین تب دشت جنونمین اپنی جہانی ہی پہرا دیتا ہی سر جب مجنون نالہ سلاسل کا

۹

فقیرمین زیر آگی پریان پاوونٹہ آتی ہین
یہ نقش بوریا اپنی لیی ہی نقش عامل کا

۲۳

گردم مشق خیال خط جانان ہوگا
کب دہن خط کی نکلنی سی نمایان ہوگا
بعد مرنی کی مری کوئی نہ گریان ہوگا
تیری ہاتھون نہین پری رتبۂ دو چندان ہوگا
حال پوچھو نہ مری رونی کا بس جانی دو
ہاتھ چھین گی سبھی گبر و مسلمان میری
یار جائیگا اودہر دلسی ادہر صبر و قرار
اوسنی تلوارین لگائین ہین مجھی ہنس ہنس کر
اپنی دروازی کی زنجیر سی باندہی مری ہاتھ
چاند ہالی مین مجھی دنکو نظر آتے گا
شاد ہونگا جو مجھی قتل کریگا ظالم
ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر
رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کی وقت
ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سی مری
اور بہی قاتل عالم پہ مری گی خلقت
ہو نہین شاعر نہ بتاین گی مری اعمال نہ بون
پاؤن سو جائینگے تو خواب مین دیکھین گے اوسی

پہر تو جو خط مین لکھونگا خط ریحان ہوگا
یہ وہ چشمہ ہی خضر سی بہی جو پنہان ہوگا
زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا
طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا
ابھی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا
ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا
صبح کی ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا
گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا
آتھو در کا نہ کوئی اوسی دربان ہوگا
میری آغوش مین جب وہ مہ تابان ہوگا
دہن زخم بہی رشک گل خندان ہوگا
میرا لاشہ جو لب گور سی نالان ہوگا
شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوگا
رقص مین صورت طاؤس گلستان ہوگا
کبھی تلوار کی مانند جو عریان ہوگا
آپ مونہ زور دن یہ مرا حشر مین عصیان ہوگا
نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیان میری بدنسی جو ہین نکلی آئین
گر سنہ آج مقرر سگ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبان سحر
کوہی اوس مین بہی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پر
خط جو گردن پہ کہنچی گا خط فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلینگے جو ہماری اعمال
چشم پر آب ہر اک پلہ میزان ہوگا

بس دلا پہلی ہی سی ترک سخن کردیجی
کوچ آخر تو سو ملک خموشان ہوگا

۹

ہوکی مایوس سگ یار پہ پہریگا جو وزیر
استخوان میری ہما کہا کی پشیمان ہوگا

۲۴

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکہ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیری آنی کا پڑا ہی شب ہجران ہوگا
سایہ دیوار کا گھر مین مری پنہان ہوگا

کبھی جنت کی نہ دروازی پہ رضوان ہوگا
ہان جو ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلفو نسی ہوجائیگی صلح
صاف ہوجائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مری لاشی پہ نہ روئیگا کوئی
زخم تن بہی مری حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکہ سی بی تابانہ
اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ای صنم رات جو چہوٹی ہو تو دن بڑہ جائی
زلف کوتاہ جو ہی حسن دو چندان ہوگا

آزما لیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی گل کی نصیحت مجھی ہنسنا نہین خوب
رو دونگا مین جو مرا زخم بہی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بہی کہلائیگا یار
ہو رہی چہوڑ کی تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جو لگی گی مری ہاتھی پہ تیغ
آنکھ پر تیر سے لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یا پریشانی وا ابرو پہ چنی گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین زلفون نی تری گر ین جو بلائین نازل
ای پری تجھسی ترا سایہ گریزان ہوگا

آوگی اپنی اسیرونکی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی در زندان ہوگا

روز اک داغ مری دلکو جو دینگی گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سی ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سی عرش کی زنجیر ہلا دینگی ہم
یونہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سی ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑی ٹکڑی ابھی دامان بیابان ہوگا

یا دین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتی ہی ست دعا پنجہ مرجان ہوگا

یون ہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تون لیگی وہی نظرون مین لا رحمت حق
حشر مین جرم نہ شرمندہ میزان ہوگا

رنج سی رنج دیی یار کی دربانون نی
گذری فردوس سی ہم وان بھی جو دربان ہوگا

استخوان تن سی نکل آئینگے بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

۱۰

اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر
نامہ بر آگی مرا مرغ سلیمان ہوگا

۲۵

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب کی ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد دہ ہی یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا

پر توسی رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونی کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچہی جو وہ دہن کی کہو مین کمر کی بات
کیا ہی جواب ون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جای کبوتر ہو نامہ بر
نامی مین ہمنی عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دہیان تہا خط کی جواب کا

اپنی گناہ آنہین سکتی حساب مین
زاہد کو خوف چاہیی روز حساب کا

اوس گلبدن ہو گئی ہین کبوتر ہی عندلیب
قاصد نکر سے مجہے متوقع جواب کا

چہٹکی ہی چاندنی جو مری سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑہی ہین تری کیون نہ بل کرین
موئی کمر کو کیا ہی سبب پیچ و تاب کا

جز سوز غم جگہ مجہی پہلو مین کون دی
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلونکی زخم کی انگور ہی پکہی
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنی مین نازکی سی غش آیا جو یار کو
چہینٹا دیا پسینے نی رخ پر گلاب کا

اب سبکو روند شوق ہلالی تعرس فلک
عالم ہلال مین ہی کسیکی رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجہی ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین ہنسکی کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چہڑک کی نمک زخم پر مری
ہنگام صبح پہول کہلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتہ سے
مضمون جب مین لکہنی لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو یا دوستیار کو
انداز اوڑا لیا ہی یہ ہمنی رکاب کا

بزم جہان مین ہی کوئی دم یہ می سرور
ہی ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنی خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سی ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جا ہی جدہر منہ ودہر پہری
عالم ہوا ہی مجمین گل آفتاب کا

11

کافر ہوا ہون پیکی می عشق بت وزیر
زنار مجکو چاہیی موج شراب کا

15

اوس مہ کی منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تاری نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پہرا ہی مری ساتھ دشت مین
ہی اس سبب سی اسکی پاؤن مین چہالا حباب کا

مکتب مین غم کی حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یاں زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام می کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چہین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سی جلد ہی
ای میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی پہرا ہی جو دریا کی سیر سی
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مری منہ مین مری دم
صرفہ کری گلی سی جو خنجر کی آب کا

چہرے سے آفتاب قیامت مراد ہی
داماں حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین ہی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو غش گمان ہوا سبکو خواب کا

صحرا مین پاؤن ہی کی مجھی خار کہتی ہین
ہی سبکی دلمین گھر تری خانہ خراب کا

وان ہلی وٹھی تو منزل اوّل ہی گور کی
ہی قصد کوی یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھی تری خنجر مین آب ہی
گر ہو سکی تو کام بڑا ہے ثواب کا

۱۲
بیطرح بجلی آج چمکتی ہی ای وزیر
شاید کہین ہی ذکر مری اضطراب کا
۳۲

کب دی ہمین وہ بھر کی پیالہ شراب کا
اوٹھی نہ جسکی ہاتہ سی ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسی بہرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس دُر دندانکی آب کا
آب گہر سی بھر گیا ساغر حباب کا

یہ روؤن مین فلک سی ملی سطحہ آب کا
پونہچاؤن آسمان پہ ستارہ حباب کا

ہو جونکی طرح نامی ہی سطرین وانہی ہین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

رنگے وانسی کیا ہی مرا کالبد بنا
یا رب یہ کیا سبب ہی مری اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سی تختہ گلاب کا

ای شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہای چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن مین صورت خط زیر لب عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان مین گنتی کٹتی ہین وعدونکی آہ
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نی چاندنی اوسی مشہور کر دیا
دیکھا جو تجکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک ہان زخم سی گویا ہون مثل نے
کیا منہ لگا ہون دیکھیی بینا جواب کا

ای مستِ ناز روی خطِ جام دیکھکر
آتا ہی دھیان نشہ مین خط کی جواب کا

ہنستا تہا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کہل رہا تہا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلونکی تہو میکشے رہے
ہوتا ہی ساتہ خوب شراب و کباب کا

لڑکی جدا ہین گردِ مری بلبلین جدا
ہر سنگ خون سی پہول بنا ہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر
کہینچا ہی جو ہلال نی نقشہ رکاب کا

ریگ وان کسطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

جانی لگا جو بزم سی وہ شہسوار حسن
قطعہ
دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا

مانند موج اسپ نی جب کی شناوری
حلقہ بہنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی ٹہہ ہون
منہ سی لگا ہی یار جو ساغر حباب کا

١٣

تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب
کچہ غم نہین وزیر کو روز حساب کا

١٨

بزم صنم مین رات تہا چرچا شراب کا
روشن ہوا تہا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونی پہ چشم پر آب کا
آنسو کی بوند بہنی کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مری ماہتاب کا
دیکھا ہی منہ کسینی کہان آفتاب کا

چہرنی سی میری پوچہی جو تو اشک گرم کو
ای برق جلکی خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کی سی لیے یار ساقیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونی جائینگی
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین
ساقی گلو ہی صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر سے آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردن ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پہ پروانہ ہین ورق
شیرازہ تار شمع سی باندہو کتاب کا

آتا ہی غش تری دُر دندان کو دیکھکر
چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردشمین تیرا ابرو پہ خم ہی چشم مست
محراب مین بھی دورہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہین رکھو جن مین دشت مین قدم
ہر گردباد دورہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سی بھی آنکھ پھیرلی
ہون منتظر زمانی کی اس انقلاب کا

زنار ہو جبین بن گئین ناقوس ہین حباب
ای بت کیا ہی تعزنی جو نظارہ آب کا

کو ہی صنم مین شوق سی میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سی سیراب کر کی شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہے ثواب کا

۱۴
گردش پہ چشم مست کی دل پس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دور جام سی شیشہ شراب کا
۱۵

آج ہمنے لب جانان دیکھا
ای خضر چشمہ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن ای ماہ
ایک ہفتی مین دوچندان دیکھا

کیا آئینہ قد آدم ہے
جب سراپا مجھی حیران دیکھا

مین وہ بلبل ہون تصویر پیشہ / آنکھ کی بند گلستان دیکھا
دیکھکر پریون کی ہوش اوڑتی ہین / تجھسا کوئی نہین انسان دیکھا
پہلی ہی مر گئے ہم خوب ہوا / نہ غم رحلت یاران دیکھا
لنبی لنبی تری بال آگئی یاد / جبکہ طول شب ہجران دیکھا
کی نگہ چشم فنا سے جسدم / اپنی گھر آپکو مہمان دیکھا
بادشاہی کی تمنا نہ رہے / جب سو گور غریبان دیکھا
ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا / خواب مین بہی نہ گلستان دیکھا
یاد دندان مین ہی کیا دل بیتاب / ہمنی گوہر کو بہی غلطان دیکھا
تجھسے ای صبح وطن ہو کی جدا / صدمہ شام غریبان دیکھا
ایک ہی جھٹکی مین ای دست جنون / پاس دامن کی گریبان دیکھا
اپنی جامی سی ہوا وہ باہر / جسنے تجھکو کبہی عریان دیکھا

۱۵ گر پڑی بجلی جو ہم تڑپی وزیر
رو دئی تو ابر کو گریان دیکھا ۲۱

میکشی مین ہمسی آزردہ جو دلبر ہوگیا / گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا
جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا / کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا
طوق آہن خون سی اک حلقۂ زر ہوگیا / سنگ طفلان مجھکو پارس کی برابر ہوگیا
غنچہ لب کی اثر سی کیا معطر ہوگیا / بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

معجزی ہوتی ہین تجھسی ہر قدم پر اے سہی قد
جاتی جاتی باغ تک سایہ صنوبر ہو گیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیی جامہ مجھی
ایکجنون مین اپنی ہی جامی سی باہر ہو گیا

خندۂ دندان نما کرتا رہی جائین نظر
شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہو گیا

تیغ قاتل کا نہین احسان سر پر شکر ہے
یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہو گیا

نالۂ دل صور ہی خورشید محشر داغ ہی
صاف اب روز جدائی روز محشر ہو گیا

تیری کوچی کا جو رونا یاد آیا خلد مین
مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہو گیا

ابرو و چشم گشتنی کشتی چہرہ ہی دریای حسن
کھل گیا جب گیسوے پر پیچ لنگر ہو گیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا
فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہو گیا

لکھی خط ایسا مین رویا بہکی پہونچا نامہ تک
نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہو گیا

خاک ہو جانی پہ بھی مجھ مست کو ہی مے سے کام
بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہو گیا

لکھی دیوان مین جو اوس روی مخطط کی صفت
صفحۂ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہو گیا

خط کو چھاتی سی لگا کر مر گیا مین شوق مین
قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہو گیا

گردن مینا بنی جب شاخ گل کو چھو لیا
گل کو چشم مست سی دیکھا تو ساغر ہو گیا

عالم سودا مین جب آیا تری رخ کا خیال
پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہو گیا

لکھ گیا جس سطر مین تیری دُر دندانکا وصف
دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہو گیا

اوس سراپا نور کی قصہ مین جو طائر چھپا
ہاتھ سی چھٹتی ہی وہ مرغ منور ہو گیا

۱۷ خار یا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہو گیا ۱۸

کب چھپیگا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جائیگا
یار کی دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جائیگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جائیگا

یا سے ہتی ہین باتین پر نظر آتا نہین
دیکھنا اب آنکھ سی بہتر وہان ہو جائیگا

ہمصفیرو ہو گی جو یہ باغبان سی تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا

چٹکیو مین تم اوڑا دینا نہ ای بت صنم
طائر رنگ حنائی آشیان ہو جائیگا

جب خفا ہوتا ہی یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہی نامہربان کل مہربان ہو جائیگا

آگیا جسدن ہماری گرد باد آہ مین
خیمۂ افتادہ تو اک آسمان ہو جائیگا

گر زمین سی گیا وہ دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

جل کی جو تمنی تہ و بالا زمین کو کردیا
آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہما کی تیر سی
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا

پھر کی پھیری سا ملا و ٹھا یادشت پیمائیکا
اب جو جہ مین ٹھہرا بھی تو سایہ وان ہو جائیگا

وصف روی یار کرنی کو بنیگا ماہ نو
اک مہینی مین مہ تابان زبان ہو جائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہی
منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جائیگا

یا و زلف شعلہ رو مین شبکو گر روشن ہو
اٹھتی اٹھتی شمع کا شعلہ دہوان ہو جائیگا

ہر رگ و پی مین سمائی ہو تمہین کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جائیگا

ہوگا اک پہلو مین داغ اک پہلو وہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

١

کب سیہ کاری سے آؤنگا فرشتوں کو نظر
شمع روشن گر نہ میرا استخواں ہو جائیگا

١٧ یاد گیسو کی رولائیگی چمن میں اے وزیر
سنبلستان میری آنکھوں کو دھواں ہو جائیگا ١۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائیگا
دوست کا ملنا نصیب دشمناں ہو جائیگا

سوز غم سے شمع روشن استخواں ہو جائیگا
جای سبزہ میری مدفن پر دھواں ہو جائیگا

خاک میری لے اوڑا گر اوس پری رو کیطرف
باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہو جائیگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن میں بولا باغباں
اس شجر میں مرغ دل کا آشیاں ہو جائیگا

مہرباں ہے مجھپہ نامہربانی سے تری
دوست تو ہوگا تو دشمن آسماں ہو جائیگا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا اے شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہو ہو کر رواں ہو جائیگا

یار ہے نازک مزاج اور ہیں نالے غمگین کیا کہوں
مطلب دل لب تلک آکر فغاں ہو جائیگا

ڈر ہے ایجراح قاتل سے نہو قطع سخن
ٹانکے لگ کر زخم میرا بے زباں ہو جائیگا

گر پڑا قاصد سے تو لیگا سگ جاناں اوٹھا
میری نامی پر گمان استخواں ہو جائیگا

خواب میں بھی اوسکو دیکھونگا نہ میں فرقت نصیب
پردۂ غفلت یقیں ہے درمیاں ہو جائیگا

ملک ہستی سے وہ جائیگا لکھوٹا یان کا
آگ لگ جائیگی بعد اول ہواں ہو جائیگا

صاف قولوں سے وعدۂ دیدار اگر جھوٹا کیا
صبح کاذب کا تری رخ پر گماں ہو جائیگا

باتوں ہی باتوں میں سر ہو جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہو کر مکرر داستاں ہو جائیگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤنگا وبعد مرگ اے وزیر

(١٨) مجھ مین اور ان مین بہت سا مین خدا جب درمیان ہو جائیگا (١٣)

رخ سی سرخی لف ہوش ماہ نو اوڑ گیا
کھل گئی ہنسنی مین دندان نگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دی تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتی ہی مرا سر اوڑ گیا

ای دل بیتاب تا کی ذلتین کہتا ہی یار
گہر مین کیون آتا ہی میری کیا ترا گہر اوڑ گیا

کب تو اتنا آئی ستی تا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانانکو ہوا سی جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کہ آتی ہی ہی تا رنج فوت
مضطرب ہو کر مری چہاتی کا پتہر اوڑ گیا

کچہ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتہون سی بی پر اوڑ گیا

آنسوونکی ساتہ دم نکلا مرا آنکہونکی راہ
مرغ جان وحشی تہا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفائی رخ نی صاف آئینی کو
خط نی وہ کہلائی جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتہ آیا تہا نہ بندش دی سکا
طرفہ اک طوطی مری قاصد بو مین آکر اوڑ گیا

کسکی وہ حیرت افزا ہی آنکہونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدۂ تر اوڑ گیا

سینہ وونکی جدائی کا سبب پوچہین نہ آپ
کیا بتاؤن آگ سی سیماب کیونکر اوڑ گیا

(١٩) بی سبب کب جلوۂ برق طپان ہی ای وزیر
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا (١٨)

سر مرا کاٹ کی پچہتائیے گا
کسکی پہر جہوٹی قسم کہائیے گا

تہام لون دل کو ذرا ہاتون سے
ابہی پہلو سی نہ اوٹہ جائیے گا

کبھی باران عدم کیا گذری — کچھ لب گور سے فرمایئے گا

یوسف حسن اگر گم ہو گا — آپ یعقوب نظر آیئے گا

کر کے اثبات دہن کیجیئے وصف — دیکھیے منہ کی اب ہے کہایئے گا

کم سخن دینی مین بہت فائدہ ہے — بوسہ اک دیجیے دس پایئے گا

خط پہ خط لکھیے گا ای شاہ سوار — گھوڑی کاغذ کی بہے دوڑایئے گا

مردم چشم سے آئی جو حجاب — آنکہ کی پردی مین چھپ جایئے گا

کیا گریبان نی گلا گھونٹا ہی — ادہر اہی دشت جنون آیئے گا

کھکی پاؤن سی سپ چلے یار کی گھر — ہم جو اوٹھنے لگین سو جایئے گا

کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائے — دربدر کیا مجھے پھروایئے گا

کیون بناوٹ سی اجی ونی ہین آپ — جھوٹی موتی کسے دکھلایئے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا — بھر کی اشک آنکہ مین پی جایئے گا

مصحف رخ کی قسم مین ہے مزہ — ہمسے قرآن یہ اوٹھوایئے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف — خط جو نکلا ہے نہ شرمایئے گا

ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑی — مول لیگا کوئی بک جایئے گا

حضرت کعبہ جو بن جایئ عرش — دل کی وسعت نہ کبھی پایئے گا

۲۰

ہم سے ہے آنکھین گی مسجد مین وزیر
خشت خم سے لیکے جو بنوایئے گا

۱۴

مثل خورشید ہی ای گل یہ تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ بلبوس تو چھوتی سی اوڑجاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائی تن سرخ ترا

خط سی مائل نکبھی ہو رخ گلگونکی بہار
رہی سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مہ مین دیکھا
یاد آیا عرق آلودہ تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس ہسونکا اوپر
خط سی یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین حسب طرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھہ سکتی نہین اس ڈر سی کبھی بھر کی نظر
کہین تجائی نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو بہم ای سعی فاک
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین بدل
خاک اچھا ہو یہ رخ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سی نسبت
کہین خورشید سی روشن ہی تن سرخ ترا

مرتی دم سیب کو کیون نگہ لیا یوسف نی
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سی یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسی کی لائی دہن سرخ ترا

۲۱

خونفشان چشم ہی کس گل کی تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار رہی نہ صبا سی مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سی ایسا ئین وردمند ہوا
کہ سایہ پاؤنکا سر سی مری بلند ہوا

کیا پسند خلائق نی اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کئی دنمین خود پسند ہوا

لکھا اسیرونکو اوسنی جو خط آزادی
ہزار طرح پلیٹا مگر نہ بند ہوا

کسیکی بات نہ پوچھی پس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتہ اوسکی کھنیچ گیا مین ہے
تمہاری بام کا سایہ مجھی کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پہنچنہ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسی یاد آیا وعدۂ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوسن قبا کا بند ہوا

زبان شمع سی نکلی صدا ہی بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنائی گرمی کی
تری ہتیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنی صانع کا
وہ آینہ ہون سکندر کی ناپسند ہوا

ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

تجھا کی زہر مین تو نی لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جگر مرزہر خند ہوا

نچھوڑی مرنی پہ تعظیم وسی ہی وحشی کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزہی اوٹہائی خفا ہوکی اوسنی بہنیچی جو دانت
ہمین تو سودۂ الماس سودمند ہوا

ہر اک جو انکا پیری مین قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہی خالق ایک ہی اہی بت اپنی قسمت ہے
تو بی نیاز ہوا مین نیاز مند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نی گلشن مین
غبار قمریونکا سرو قد بلند ہوا

۲۲ — مری غزل کی صفت کر کی یا کہنی لگا
سخن وزیر کا اب بادشہ پسند ہوا — ۲۴

پس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا
جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سی نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدی مین کی عجز یہ پسند ہوا

نہ آیا محفل می مین گر ایکدن ساقی
دعا کی واسطی دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سی مکھڑیکا عکس مے لا یار
سپہر کی چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پر آئی نا ہر گھڑی دیکھا
فلک سی آج ستارہ مرا بلند ہوا

گھلایا ایسا مجھی عشق خال جانان نے
کہ میری سائی پہ بھی شبہہ سپند ہوا

گرا ہی دیکھہ کی اوس مہروش کا چاہ ذقن
فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین
ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا
شہید دیکھہ کی اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار
بلائین لینی کو دست سبو بلند ہوا

بڑی ہی آہ اسیرونکی دیکھہ ای صیاد
تو اپنی گیسوون سی بستہ کمند ہوا

یہ آرزو ہی تری دیکھنی کی آنکھون کو
دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیری افعی گیسو ہین تہر ہی قاتل
پڑا جو سانپ پہ سایہ وہی گزند ہوا

قطعہ

مٹایا دل سی مری آج رنج عریانی
کیا شہید جو تونی نیاز مند ہوا

بنی ہین صورت امن یہ زخم دامندار
گلی کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھ میں گیسو کو لیکے بولا یار
یہ میری وزد حنا کی لیے کمند ہوا

دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
سمند ناز کو اوسکی شکار بند ہوا

کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکی دام میں میں
پری کیطرح سے شیشی میں آپ بند ہوا

جو کہا یا زہر تو یاد دہان شیرین میں
زبان تک آتی ہی آتی مثال قند ہوا

گری غرور نہ طاعت پہ کہدو زاہد سے
مری کریم کو عذر گنہ پسند ہوا

فسانہ لب شیرین جو تا فلک پہونچا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا

اب آگی دیکھیی ای طفل کیا پڑھائی گا
الف ابھی سے تیری ناز کا سمند ہوا

بحد یہ آیا سگ یار نذر کیجیی کیا
اک استخوان تھا سو وہ اوسکی ناپسند ہوا

٢٢

جو روئی ہم تو گری ٹکڑی استخوانکی وزیر
جنون میں سنگ سے چہرہ بند بند ہوا

١٩

حسرت ایجان کہ ہی لب سے دل زار جدا
مژدہ ای موت کہ عیسی سے ہی بیمار جدا

درپی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچی ہوئی تلوار جدا

چشم سے چشم نہی جو یہ دلدار جدا
چاہیی تھا رہی بیمار سے بیمار جدا

ہی یہ الفت مجھی سفاک نے جب وار کیا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا

اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پہ
کبر زاہد ہی جدا کبر گنہگار جدا

تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ ہوا
ابھی سر کتنی کریگی تیری رفتار جدا

جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل کر جو اوس عیسی کا
ہم جدا رونے لگی نرگس بیمار جدا

تیر ہی ہاتو نسی جو چہوڑو نہین تجہی کیا ہی عجب
لب ہی لب کو تری کرو تیی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنی لگایا کہ صفت کرنی لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹہہ گیا کون کہ ہی گہر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسکی آنکہ
صورت دیدۂ روزن نہو زنہار جدا

غل مچایا ہی جنہ زنجیرون نی ای زندان بان
آج زندان سی ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سی تپلی کیطرح دور نہین
آنکہ کی ڈورے کی صورت نہین زنار جدا

کچہ کشش تیغ نی کی ورکچہ اوسنی جلدے
آخر کار ہوا تن سی سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ بنی اور سنا تا ہی
ونکو ہی ہجر کی شب مجہسی نہین یار جدا

میری آنکہو نمین شب روز پہرا کرتی ہو تم
چشم بد دور زمانی سی ہی رفتار جدا

وصل کا شوق تہی ہی پہنی مری کپڑی جو تو
مثل پیراہن گل پہر نہون نہار جدا

۱۸ اے وزیر اسپہ ہی اب تمگ تحمی شاہد
کہ محمد سی نہین حیدر کرار جدا ۲۴

مر ہی جائی جو ہو گیسو سی دل زار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس سی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک رواں قصر مین آہ جدا
تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل سی وز کہلا کہتی ہین گل کہا یہا کر
یان خزان مین بہی نہین ہین گل بیجا رجدا

کسی جانباز کی گردن نظر آئی گی بہر | یار کی دوش سی جسدم ہوئی تلوار جدا
سایہ سان ہم بہی ہی ساتہ پڑتی جائین | نہون قدمون سی تیری کشتہٴ رفتار جدا
تیغ ابرو ہی یہ کچہ زلف نہین اسی شانی | اونگلیان چہپتی ہی جائینگی دوچار جدا
حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا | یاران دونون سے ہین تیری طلبگار جدا
ہون مین وہ ہجر نصیب آ کی جو ٹہیرون کوئی دم | تیری دیوار سی ہو سایہٴ دیوار جدا
بارہ بندوق کی ہی قلقل مینا مجہکو | موج می ہجر مین دکہلاتی ہی تلوار جدا
وردلب ہے گرہ خال ہا تا دم مرگ | استخوان سی نہین اب داغ کی منقار جدا
ساتہ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن | ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا
زخم آئینہ نہین دیکہین جو روی قاتل | بولی طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا
جذبہٴ شوق شہادت مراد یکہ ای قاتل | ہوگئی میانسی از خود تیری تلوار جدا
مار ڈالی یہ ہزارون کو نہو وس سی گزند | جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا
اوسکی گہر جاؤن تو ضد سی مجہی دربان گہورے | آنکہین دکہلانی لگین روزن دیوار جدا
ہی دلچسپ تن یار کہ او تری نہ قبا | تار سی جب تلک اوسکا نہوا تار جدا

۲۵

حشر کی دن بہی نہ چہٹی زلف ہی دوست ورنہ
اس سلاسل سی نہو گا یہ گنہگار جدا

۲۵

مرگیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا | خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا
ایک ہی مصرع نہ اوسکی وصف مین موزون ہوا | صورت اعتقاد ہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سے سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
اسنے قمری مرگئی بلبل کا او سپر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہوگیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سوکھکر کانٹا ہوی ہر اک مری انگشت پا
ای جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تہا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد واہی لیکن اوڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بہی طائر مضمون ہوا

صاف بندش الستی نی ہر بیت آئینہ بنی
دیکھتی ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلی ہی مرجا پہر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہو گشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکی بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنی گہر مین خجالت رسوائی سی دفن اسنی کیا
حورنی کاٹا مجہی فردوس مین مفتون ہوا

فاتحہ پڑھنی کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سی اپنی شمع ساں جلتی ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہوگیا
ضعف میرا حسن تیرا دن بدن افزون ہوا

پاؤن جب گہا ہماری غیرت مہتاب نے
فرش پا انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہری سی اپنی رنگ سنبل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان باقی نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابرو ہی قاتل ہی رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بہی مفتون ہوا

دیکھتی ہی مجکو بس بہر اگئی چشم رقیب
وصف ابرو مین مہینا بہر فلک نی فکر کی
ہم سی کا ہیدہ انکو اوس نہ رہی اوٹھایا کس لیے
جو سہی قلق تہا جوانی مین ہوا پیری مین ختم
عاشق و معشوق ایکہی خاک سی پیدا ہوے

آج ای تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا
آسمان تنگی لگا چہنے مگر مجنون ہوا
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہو کی ناموزون ہوا
یہ بہی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶

یہ ہمین ہین سیکڑون ہی تیغ کج ڈالین فرنیر
وصف قد مین ایک مصرع سر سی موزون ہوا

۲۲

دم بہی نکلا ساتہ جب آنکہو نسی جاری خون ہوا
جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پرخون ہوا
انگلی جب رکہی الف پر شرم سی نون ہوا
وہ پری ہی دختر رز دیکہکر مجنون ہوا
ہون مین وہ مجنون نہ اس سے طی مراحل ہو سکا
بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
اپنا ثانی دیکہکر شمشاد کو وہ سرو ناز
اسقدر مین جمع ان اوراق چہبکی ٹوٹی ہین جو خار
وادی وحشت ہوا جب روح کا اپنی گذر
ہر قدم پر ٹہوکرین کہاتا ہی لیکن سایہ ہی

شہسوار ر وحکو خون سی وان گلگون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا
تو وہی شاگرد جو استاد سی افزون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشی کا بس افسون ہوا
پہرتی پہرتی صاف شکل آبلہ گردون ہوا
استخوان کہائی سگ لیلی نی جب مجنون ہوا
ہنسکے بولا کیا تو ارد مصرع موزون ہوا
آبلہ ہر ایک شکل دیدہ پرخون ہوا
ماہ نو کانٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہی فقط اژگون خورشید بھی ہی اژگون — کسنی پہیر ہی نا کہ ہو بخت جہان اژگون ہوا

نکلی ہین وہ خال بالائی لب میگون یار — زنبۂ می سی دوبالا آب افیون ہوا

وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا — ساقیا شکل خط می طائر مضمون ہوا

خال اپنی بیقراری کا نہ ٹہیرا بیت مین — طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

سرخ ہو بافوا وسنی ڈالا زلف مین ہم مر گئے — دیکھنا اوسکا ہماری واسطی شبخون ہوا

مرکی ہم زیر زمین بہی ساتہ اپنی لی گئے — نہ ہر داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

چشم وابرو کو بنایا ایک جا استاد نی — صاد کی قابل ہی یہ تحریر اوس سے نون ہوا

گل کہلائی ہین مہ حسن دیکہ ای عندلیب — سنگ جو آکر لگا وہ خون سی گلگون ہوا

خوبرو محتاج ہرگز غیر کی ہوتی نہین — چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہروش کی رخ پہ گرمی سی عرق — چشمۂ خورشید مین ظاہر ڈلمنون ہوا

پاؤن چہوٹنی پر بہی ہرگز نہ وہ کہلا نہین — گلشن شداد کا فرکا رخ گلگون ہوا

٢٧

ہوگیا لبریز می اعجاز ساقی سی وریہ
جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا

١٥

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا — عین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سی مجکو کار رہا — تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر پہنی طفلی مین — عشق تب سے گلی کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہوگیا ہین سبک — خاطر یار پہ بہ بار رہا

ٹہن سے گئے جب کہ تو نہ آئیگا — موت کا ہمکو انتظار رہا
گل لالہ ہمارے مدفن پر — دل سے گئے داغون کا یادگار رہا
ہون وہ گریان کہ میری تربت پر — مدتون ابر اشکبار رہا
سر جہکائی رہا سدا گردون — کیا گیا تہا جو شرمسار رہا
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ — ہین تو وحشت مین باوقار رہا
شعلہ رخسار آئی راتون کو — یون چہپا اغیان سر مزار رہا
صورت گردباد گرد پہرا — ہو کی خاک اوسینہ مین نثار رہا
اوٹہ گیا یار میری پہلو سی — درد پہلو مین یادگار رہا
چلی ٹہکرا کے میری تربت کو — خاک سی بہی مری غبار رہا
نازنی دی نہ رخصت آگی وہی — دو قدم جب قرار مزار رہا

۲۳
چشم میگون کا مست تہا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا
۲۰

صبح کا عالم ہے رخ مین گیسوؤن مین شام کا — طور ہی پہرنی مین تیری گردش ایام کا
وصف وہ کرنی لگا چشم بت گلفام کا — گر کبہی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا
مین نہین گہر مین نشان باقی ہی میری نام کا — ایکنون مثل نگین عالم ہی میری بام کا
ہوتے ہی زاہد کو پینا بادہ گلفام کا — ٹوٹنا پانی سی ثابت ہی سبوی خام کا
روز فرقت نی ہماری منہ دیکہا شام کا — یون پہری ہی ہمسے بہلا ہو گردش ایام کا

پهر تها محفل سی جانا ساقی گلفام کا
شیشے گیا اوڑ اوڑ گیا مینا بهی زرین جام کا

ساته اوسکی مین بهی کهنچ جاتا هون فرط ضعف سے
سایهٔ دیوار هو جاتا هی زینهٔ بام کا

بیقراری دل لگی کیا جانی کدهر کو لی گئی
ڈهونڈهتا پهرتا هی مجکو قافلهٔ آرام کا

ایکدم جا کر جو بیٹها پاؤن میری سو گئی
کوچهٔ محبوب هی کیا هی مقام آرام کا

هجر کی شب تهی مجکو بسکه امید سحر
صبح کی تا رهی یه دهوکا تها چراغ شام کا

زاهدا سب مبتلا هین پنی اپنی حال مین
مین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکهلا دو تم
دیکهنا پهر سی پهر سر پهوڑنا بادام کا

لائی هی کس دشت مین یارب مجهی سرگشتگی
جستجو مین هی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین سار ی تڑپکر مر گئین
باڑه کا ڈورا تها کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکه طفلی مین بهی گهواره نو گرتا بوت یاد
چاهیی آغاز مین کهنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتی هین آنکهو نسی اشک
یاد آجاتا هی ای ساقی چهلکنا جام کا

مانگتا خلعت شهادت کا زبان حال سی
حرف جو لکهتا تو اپنی بسملون کی نام کا

پاس اپنی وه ستمگر بیٹهنی دی کب مجهی
حرف کاغذ سی اوٹهاتا هی جو میری نام کا

قاصدا یه حال هی حسرت بہین جالم پر بس
ضعف سی مشکل هی آنا لب تلک پیغام کا

۲۹
اور بهی بدمست کرتا هی وزیر مست کو
قهقهه شیشونکا ساقی اور چهلکنا جام کا
۲۵

ساغر بنا جو هجر مین گرد ملال کا
شیشه بهی چاهیی عرق انفعال کا

موئی کمر تر ابنی بہیندا جو بال کا
پہنسن چاہی مرغ جان و ان نازک خیال کا

سایہ جو پڑگیا ہی ہمای جمال کا
تون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھائی مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہو روز وصل مرادون وصال کا

تصویر کہینچ جسکی تو لکھا حشر زیر پا
مانی سی جب کہنچا نہ وہ آندا نچال کا

شوخی ہی یہ بھی وسنی جو ستی الگالی ہا
یعنی وہان تنگ پہ دہوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی تبی کی شعلی مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈہال کا

مردی جیی ہین سنکی یہ ہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

از بسکہ ہین تری دُر دندان سی منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سی پوچھتی ہین نشان وہان ہلال
ہرگز نہین جواب ہماری سوال کا

گذری جو توبکنج وہی یان ہی سرگشتہ
ہی ایک حال قصہ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب لا کر دیی ہین رنج
ٹکڑی کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجہی کہا کی جو دیوانہ کر دیا
پہناؤ طوق حلقہ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بسہ تلی کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سی کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتہ آئی اگر تیری ڈہال کا

تو ہمکنار ہو تو بنی یہ مہ تمام
آغوش مین ہماری ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیری دانتو نکی جانب نگہ مرے
تا زنگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی دنکو چاندنی کا تری زخمیو نکو خوف
پرتو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈہال کا

پونہچا مین کیا ہی گہات سی دندان یار تک
کاہیدہ ہو کی بنگیا تنکا خلال کا

غنچی چمن مین چٹکی چلی نازسی نسیم
انداز اوڑا یا جب ترے نونہال چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا
شہرہ ہوا بلند جو تیری جمال کا

برسون تین شعر مین ہونچا ل ہی رہا
مضمون بندہ گیا جو کبہی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکہ دیکہکی رہجائین یا نصیب
لوٹی اوگالدان مزا اوسکی گال کا

جراح میری زخمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملی تجہی قاتل کی ڈہال کا

٣ برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جو ای فریر ١٦
کچہ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا

اپنی محبوب کا کوچہ رہی مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہی گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہراک داغ ہی روشن اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل
ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چہپائین کہ ہوا بہی نہ لگی
شکل فانوس ہو اوس شمع کو اہن اپنا

کیون نہ صحرا ای قیامت ہو یہ دشت وحشت
کم نہین صور سرافیل سی شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخ حسن پہ ایسی ہین
صرف فانوس ہو یہ بہٹ جائی جو دامن اپنا

یار کو حال ہراک طرح سنا دینا ہے
دوست سی کم نہین اپنی لیی دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو اور کی ہاتہ
غیر کی پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بہلا چاہیی کیا زینت تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچے تیغ اوسنے کیا مین نے مقابل دلکو
دوست سے اپنی لڑاتا ہون مین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوگئے ہین وہ اب عشق نہین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتہ دکہلا کے یہ بولا وہ مسلمان زادہ
ہوگیا دست نگر اب تو برہمن اپنا

جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مے صورت چشم
بند کرلیتی ہے دیوار بہی روزن اپنا

دیکہنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین
پہر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

ہمنشین رہتی تہی سنکے وہ لا پردہ گوش
اب تو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

۳۱

آج تک نوح کا طوفان جسے کہتے ہین وزیر
ایک دن ہمنے نچوڑا تہا جو دامن اپنا

۲۳

مری وحشت سے عالم محفل مے ہین صحرا کا
ٹپک کر مے کا قطرہ آبلہ ہو پا ہے مینا کا

ہمین سودا ہے تیری دیکہنے ہے کے تمنا کا
ہوا زنجیر کی حلقون مین عالم چشم مینا کا

قد خم گشتہ نے پہنچا دیا ہے سر کو قدمون پر
گل دستار وحشت مین بنا گہنٹا کف پا کا

ہوا مستے مین جو اپنا گذر گلشن مین اے ساقی
تری ہی دیکہنے والی تہی پہلی تاک کو تاکا

کسی خوش چشم کا وحشی ہون صحرا پہ گر آؤن
پیالہ ہووے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا

گلی سے سرخی پان صورت مے جو نظر آئی
ہوا اشک میکشونکو گردن ساقی پہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہے حیران شکل آئینہ
کہون کیا حال تیرے گیسو و عارض کے شیدا کا

صراحی اگر دن دیکہکر اوسکی یہ جلتا ہے
برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہے مینا کا

اوڑاتین دہجیان ہمنے تو اپنی جیب و دامن کے
اجازت دی جنون ٹکڑے کرین دامن بہی صحرا کا

بجز بحر طویل آتی نہ ہرگز چھوٹی بحروں مین
بڑا مضمون ہے دیدۂ تر اشکوں کی دریا کا

بہا ایسا ہی خون تلووں سے ای خار چبہ چبہکر
برنگ دامن گل اپنی خون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجہی عشق دہان تنگ نے ایسا
دہان زخم تن ہر ایک ہے زن کا بنانا کا

بہلا کیا کوئی گل اپنا ہوا اس گلشن مین بلبل
نہیں جب آشنا پاؤن سے بھی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کر کی کچہ ملنا
اوٹہائی ہین مزا وصلت مین رنجش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کہولے
شکار اوسکو ہوا منظور شاید آج عنقا کا

اب آئی ہی آفتاب اس مہ جبین کی ہی جا خانے
تہ پا ان ہی پہنچ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت سے بہی زلف یار سے ہی سلسلہ کہتی
دہوان زنجیر ہی میری چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتہ مین جا ہی عصا شیشہ کو صہبا کا

پر عنقا سمین ہیں اوسی دہان تنگ عنقا ہے
دہن کی پاس خط نکلا نہیں یہ ہی عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری دشت گردی سے
کہ اوس مین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب رابطہ ہمسی کیا ہی رنج و راحت نے
کہ گل تو آشنا سر کا ہی او کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجہسی عیسی کو نہیں نسبت
کہ باتین بے دہن کرنا نہیں ہی کام عیسی کا

٣٢
وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا
١٩

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود مین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائی تمہین کیا ہو گیا
اوٹہ کی چلی حشر بپا ہو گیا

آنکھون سی طوفان بپا ہوگیا
دیکھتی ہی دیکھتی کیا ہوگیا

ای قد خم گشتہ مری مرحبا
ایک تہا سے کہنے کو دوتا ہوگیا

فرش الٰہی ہے زمین ای جنون
جان سے کے مین برہنہ پا ہوگیا

خط مین جو مضمون خط سبز تہا
تیرا کبوتر بہی ہرا ہوگیا

چہوتی ہے وہ زلف مری روبرو
تجکو جنون باد صبا ہوگیا

ساتہ کسی نے نہ دیا بعد مرگ
ہاتہ جدا پاؤن جدا ہوگیا

پرتو رخسار بنا آفتاب
نقش قدم ماہ لقا ہوگیا

وصل ہوا جب تری شمشیر سی
بند سی ہر بند اپنا جدا ہوگیا

بزم مین کس مست کی ہے آرزو
دست سبو دست دعا ہوگیا

لیکی پونہچ کشتی مے ساقیا
اشکون سی طوفان بپا ہوگیا

کہل گئی بس شکوونکی دفتر ہزار
ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین
کی جو دوا درد سوا ہوگیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا
سامنے پریون کا پرا ہوگیا

خوب ہوا تمنے جو چہڑکا نمک
زخم کی کہانی کا مزا ہوگیا

نامہ وہ بہیجا نہ کوئی پڑہ سکا
خط مری قسمت کا لکہا ہوگیا

دولت دیدار لٹاتا ہے یار
آج فقیرون کا بہلا ہوگیا

صفت مین انگشت نما ہو گیا

آنکھوں مین تیری کیا مین سبکبار ہو گیا
نظروں مین تولنی کی سزاوار ہو گیا

بیوجہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا
بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا

ہر دم کی تاک جھانک سی بیمار ہو گیا
روزن کو دیدہ کا تری آزار ہو گیا

آنکھیں لڑائین تو نی مین بیمار ہو گیا
اچھا ہوا کہ دیدہ کا آزار ہو گیا

رہتی ہی دیدہ چشم تصور سی ہجر مین
تر دیکھ دور ہین سی دلدار ہو گیا

برسات کی ن آئی تو جگنو نکل پڑی ہی
رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا

میٹھی چھری سی تو نی بنایا مگر قلم
خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا

مستی مین پای ساقی بیہوش پر گرا
بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا

کرنی لگا ہی شکوہ جور و جفای یار
دشمن ہماری دوست سی بیزار ہو گیا

ولہ

ابر کیا گھر گھر کی آیا کھل گیا
بس ثبات بحر دنیا کھل گیا

راز دل کتنا چھپایا کھل گیا
حال اس دولت سرا کا کھل گیا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کی آتی ہی لفافا کھل گیا

آنکھ سے رومال سرکا بعد مرگ
چشم تر کا آج پردا کھل گیا

تم جو بولی ہو گیا ثابت دہن
باتوں باتوں مین عقدا کھل گیا

کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری
ناخن خنجر سی عقدا کھل گیا

بی زبانے باتین سنوانی لگی | گالیون پر منہ تمہارا کھل گیا
تہا قلم بند اپنی آزادی کا حال | خط کو جب اوسنی لپیٹا کھل گیا
خط پہ خط لائی جو مرغ نامہ بر | بولی ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

وله

نیچہ سر تک پہونچکر تیز تر ہونی لگا | دیکہہ او قاتل نہان دوران سر ہونی لگا
حال بیتابی دل پیش نظر ہونی لگا | اشک جو نکلا وہ عینک آنکھہ پر ہونی لگا
سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونی لگا | آئی پیری استخوان شمع سحر ہونی لگا
بار کا نخل عداوت بارور ہونی لگا | بڑہ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونی لگا
سختی ایام دوڑی آتی ہی پتہر لیے | کیا مرا نخل تمنا بارور ہونی لگا
دیکہہ او گلچین اسی کہتی ہین فرط اتحاد | تو نی توڑی پہول مین بے بال و پر ہونی لگا
ہو چلا پانی ہی پیلا روی تابان دیکہکر | آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونی لگا
کیا چمن مین شاد ہون مین بلبل نازک مزاج | گر ہوا بہی چہو گئی بی بال و پر ہونی لگا
ہو گیا بی چین مین دشمن کی بہی فریاد سی | دل نی جب نالہ کیا ٹکڑی جگر ہونی لگا
جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے | ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونی لگا
لن ترانی کی صدا زنجیر در سی آئی گی | گرتی گرتی لامکان بندے کا گہر ہونی لگا
آسمان سمجھا جو دیکہا شب ترا قصر بلند | چاند کا دہوکا چراغ بام پر ہونی لگا
او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر | ہو گئی قید مکان جب دل مین گہر ہونی لگا

سخت جانی سی ٹہرین چنگاریان ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملگئی پیدا شرر ہونی لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا ڈر گئی
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونی لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کبہی چمن آیا تجہی
سائی سی ہر ہر قدم پیدا شجر ہونی لگا

کاٹکر سر میری قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑہ کی سر ہونی لگا

زور عریان ہون اگر دیکھی کوئی عریان نہین
لاغری سی پیرہن تار نظر ہونی لگا

دیکہہ ای بت کیا دیا اللہ نی نعم البدل
گہر سی باہر تو جو نکلا دل مین گہر ہونی لگا

خاک مین ملنی لگا دریا جو آنسو تہم گئے
سو کہاکر گرد یتیمی گہر ہونی لگا

وصف کرتا ہی ہین کسکی طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونی لگا

چشم و ابرو سی اشاری کیسلی ہی ساقی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونی لگا

بڑہ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونی لگا

٣٦

جب لگا لکھنی لب جان بخش کی مدحت وزیر
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونی لگا

٢٠

خط سی پنہان عارض رشک قمر ہونی لگا
رات اٹہنی لگی دن مختصر ہونی لگا

کچھ خبر ایسی سنی دل بی خبر ہونی لگا
خط کی ہرزہ زنی دیکھکر ٹکڑی جگر ہونی لگا

کیا ہی لپٹا ہی مری دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونی لگا

بہر گیا جب خون مجہہ بسمل کا تڑپی اسقدر
تیغ سی جوہر جدا مثل شرر ہونی لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سی
ابرو اوٹہکر تیغ قاتل سی سپر ہونی لگا

چاہیی نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون
قبر کو کہدنی لگی تیمار گہر ہونی لگا

حسرت اے پیری کہ اب چلنی کی تیاری ہوے
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونی لگا

قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی دہن
اک جہان دو حرف سی زیر و زبر ہونی لگا

بڑہتی بڑہتی ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر
نیمچہ یون دست قاتل مین سپر ہونی لگا

بلبلون نی آنکہ ڈالی ہی رگ گل جانکر
ٹپکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا

دو ہی باتو نہین ہوی وہ بہی ہین بے زبان
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا

پیار کسکو تیری آنکہون سی بہلا آتا نہین
سرمی کا دنبالہ آغوش نظر ہونی لگا

ہی وہان ہر ایک عنصر اپنی مرکز کیطرف
پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونی لگا

خندۂ دندان نماسی وہ ہلال آئی نظر
رات مجکو شبہۂ شق القمر ہونی لگا

تجہسی اٹہکر ہم جو آئی باغ مین ای خنجر جو
شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونی لگا

اب کہوئی سعی سی بہٹکتی ہین ہم ای خضر اجل
جادۂ راہ عدم موی کمر ہونے لگا

کرتی ہین ہر روز گلگشت ریاض کوہ یار
جیتی جی فردوس مین اپنا گذر ہونی لگا

تنگنای دہر نی تاثیر سی تاثیر کے
روزن دیوار سی کوتاہ گہر ہونی لگا

جب پڑا وحشت مین عکس گوہر ہر آبلہ
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونی لگا

آبلون سی پاون لب دست درافشان بنگئی

٣٧

ہو گئی تیمور بای حرص جب توڑا فزیر
ہاتہ اوٹہایا جاہ سی سر پر چنور ہونی لگا

٢٣

ساقی سی آج نامۂ پیغام ہو گیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
زنار بڑھ کی جامۂ احرام ہو گیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہو گیا
دور پیالۂ گل بادام ہو گیا

کیا بنگیا بگڑ کی مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد سبھی بام ہو گیا

شیشہ کہان ہے دل کا جو تہرا او کرتے ہو
مدت سی نذر سنگ ایام ہو گیا

ہی آب و خاک و نار و ہوا مین بہی تفرقہ
اس رنج اضطراب مین اندام ہو گیا

پونہچا یا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نی
ترک لباس جامۂ احرام ہو گیا

اٹہو رہائی ناخن خنجر کی ہاتہ سی
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا

پتلا ہوا چلال ان آنکہونکی عشق مین
بادام گہل کی روغن بادام ہو گیا

ساغر یہ کسنی گردن مینا پہ کہدیا
طوق گلو مری شیشہ خط جام ہو گیا

دکہلا یا جذب عشق نی کیا حسن انقلاب
لکہا کسیکا نام ترا نام ہو گیا

کیا بی نقط سنا تا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہو گیا

کرتا ہی مچہلیونکی عوض ہو تیرونکو صید
دہا گا تری خلال کا بہی دام ہو گیا

سچ کہتی ہو کہ مین رگ جان سی قریب ہون
تم روح بنگئی تو مین اندام ہو گیا

طفلی مین بہی لکہی تو الف بی شراب کے
ابجد مری سبق کو خط جام ہو گیا

کب ہین حریص بحر توکل کی آشنا
موتی کا ایک قطری ہی مین کام ہو گیا

جب ہاتہ خالی آیا وہ صیاد رو دی ہم
کچہ ایسا تار اشک بٹا دام ہو گیا

سمجہا اشارہ آنکہ کا زاہد ہوین شراب
شیشہ نگاہ کم سی تری جام ہو گیا

گمنام مین ہوا جو ہوئی آپ بی دہن | گم اس نگین کی ساتہ مرا نام ہو گیا
راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا | درکار اب بہی جامۂ احرام ہو گیا

۳۸

کیا جلد آیا ہجر مین دن نقدِ جان فزیر
پیک اجل تو قابل انعام ہو گیا

۲۳

سودای عشق بادۂ گلفام ہو گیا | گردن مین طوق عکس خط جام ہو گیا
موقوف دور گردش ایام ہو گیا | روز سیاہ زلف سر شام ہو گیا
راحت جو مجکو دی تو ہوا ابکنام یار | آرام دل بنا تو دل آرام ہو گیا
مژگان پہ آگئی ہین مگر اشک ہی گرم | خسخانہ چشم تر کا جو حمام ہو گیا
ساقی نی دی شراب تو کوتاہی سنی کی | شکل دہان شیشہ لب جام ہو گیا
طاعت مری سبب ہی اطاعت کا یار کی | مین اوسکو پوجتا ہون جو بت رام ہو گیا
آنسو بہا تو رشتہ بنا مرغ دل ہوا | دانی نی کی جو نشو و نما دام ہو گیا
صیاد اوسکی گانہ اب عندلیب حسین | خط پہول سی عذار پہ گلدام ہو گیا
درد فراق نی ہمین مارا تو سب کہتی ہین | کیا ہو گیا وصال جو آرام ہو گیا
رتبہ بڑہا یہ آپ کی قصر بلند کا | جہکا کہ فلک کلاہ سر بام ہو گیا
ہذیان تپ فراق سی بکنی لگا رقیب | نکلا عمر انجار او ہی سرسام ہو گیا
دل شاد ہی تری عرق آلود زلف مین | مچہلی کو موج آب مگر دام ہو گیا
ای روح دیکہ صنعت پروردگار کو | مشت غبار جامۂ اندام ہو گیا

دیکھی گزک جو مستونکی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین جی آشام ہوگیا

اوس گل نے منہ لگایا تو بوسی کیو اٹھی
شکل دہان غنچہ لب جام ہوگیا

کیا کیا غبار لیکی چلی سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہوگیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہوگیا

دل ہی تو ہی اونکی وہ رہین ہٹھی ہین گو قریب
جو رو برو سخن ہوا پیغام ہوگیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہوگیا

پیری مین او جوانی ہوئی امید دید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہوگیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانی کون ساقی گلفام ہوگیا

سیکھا آب و نار و خاک و ہوا سی ملاپ تو
اک دل جو چار ہو گئی اندام ہوگیا

یا شاہ انبیا تری در کا فقیر ہون
مشہور گو وزیر مرا نام ہوگیا

نہین کٹتا ہی یہ میدان بلا
مدد اے خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہے
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسو پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قید ہی زندان بلا

ہار پہولونکی ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولی بکھرا کے وہ زلفین اپنے
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای نجم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

کان سے کے لو تری زلفون مین نہین — ہی چراغ تہ دامان بلا
گرمی رخ سی عرق ریز ہی زلف — ہی گہربار یہ نیسان بلا
دل مری سینی مین ہی محو مژہ — ہی سپے شیر نیستان بلا

۴۰ **وله** ۳۱

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا پہاہا — گرداب بنا چشمہ سیماب کا پہاہا
چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کا پہاہا — رکھتا ہی اثر رات کو سرخاب کا پہاہا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا پہاہا — ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا پہاہا
بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا پہاہا — اک شعلہ جوالہ ہی تیزاب کا پہاہا
چکر مین ہی زخم دل بیتاب کا پہاہا — کیا رکھدیا جرّاح نی گرداب کا پہاہا
خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا — لو ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پہاہا
گلکاریان کی ہین یہ زر داغ جنون نے — پہولام کا پہاہا ہی نہ کمخاب کا پہاہا
پرتو تری عارض کا چمن مین دم گلگشت — ہی داغ دل لالہ شاداب کا پہاہا
قاتل کی صفت کرتی رہینگی دہن زخم — کچہ مہر خموشی نہین تیزاب کا پہاہا
او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی — چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا پہاہا
پہونچی کیطرح پہوٹ بہین وہ رہی آنکھین — رومال ہوا ہی نہین تیزاب کا پہاہا
ساقی تو مری زخم کی انگور پہ رکھدی — اس شیشہ مینا ہی می ناب کا پہاہا
وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا — درکار ہوا مرہم نایاب کا پہاہا

چار آنکہین ہوئین زخم جدائی ہوا اچہا
پردہ ہی یہان دیدۂ احباب کا پہاہا

خورشید قیامت یہی مشہور ہوا ہی
اوترا ہوا داغ دل بیتاب کا پہاہا

چہپ چہپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پہاہا

دکہلاتا ہی رہ رہکی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہی کیا کرمک شبتاب کا پہاہا

تمغا کیا ظالم نی درِ زخم جگر کو
جراح نی رکہا نہین تیزاب کا پہاہا

داغ دل سوزان ہی چراغ شب ہجران
رکہدو یہ پروانۂ بیتاب کا پہاہا

اوتر جی مرے زخم سی تو لی وہ رہی بلبل
ہمرنگ ہی برگ گل شاداب کا پہاہا

قطعه

دیکہا تہا یہ خواب اوسکی نگہ نی کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوئے پرتاب کا پہاہا

حسرت ہی کہ پہر طالع بیدار سلادے
پہر زخم لگی پہر وہ ملی خواب کا پہاہا

گلتکیی کو اوسکی دل مجروح پہ رکہدو
خورشید نی بہیجا مجہی مہتاب کا پہاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جہانک کی رکہ دیجیی جلباب کا پہاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پہاہا

کیا زخم کی کوچی مین ہے نقش قدم ہی
اوٹہتا نہین جراح سی تیزاب کا پہاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین
رکہدی کوئی برگ گل عناب کا پہاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سی
سو ٹکڑے ہوا رہتی ہی تیزاب کا پہاہا

قاتل تہی مجروح کی نیند اور اوڑا دی
پر داتہا مگر دیدۂ بیخواب کا پہاہا

جا پہونچی اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہوا داغ دل بیتاب کا پہاہا

۴۱ آئینہ وزیر اوسکو نظر خشم ال ار ۴۲
بنجلی اگر آنکہ بھی تیزاب کا پہا ہا

جو بہر صلح بہی وہ ترک جنگجو آیا
بڑہا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابرو قاتل سی منہ پہ کہائی تیغ
جو بیٹہ پیچہی کہا تہا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ وزاری ہی کہ خونباری
جو اشک تہم گئی تو آنکہ سی لہو آیا

نماز شکر پڑہی کعبی کو سلام کیا
جو حکم سجدہ بکا عاشق کو چارہ سو آیا

اگر زمین کی پوچہی فلک کی اونسی کہی
یہ اونکا آدمی اچہا فرشتہ خو آیا

سما گئی مری سینی مین مثل دل شیشی
تمہاری محتسبو ہاتہ کیا کدو آیا

وہ چال چہتی ہین مین جمع شش ہو دن منزع
زبان جو بند ہوی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سی ملگئی تعزیر
کبہی جو لب پہ مری حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجہی چاند دہوپ مین نکلا
جو زرد کپڑی پہن کر وہ ماہرو آیا

پلا کی شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہی سفید ہو آیا

غضب سے دیکہا جو پہیلائی مینی بیار سی ہاتہ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفاؤنکی ذکر پہ بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بی احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پی رفو آیا

ہوئی درختو نمین گلبرگ ساری تپ سی سبز
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سی کیا ہو گیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شبکو خواب مین دیکھا رخ قیامت نے
سحر کو آئینۂ حشر روبرو آیا

نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا

خدا نے جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت
بجای روح ہماری بدن مین تو آیا

جلایا طور کو جسنے وہی گرمی تجلی
کدہر سے شعلۂ آواز گفتگو آیا

دیے ہین پیچ چرخ نے چکر کہ چرخ ہو جاہے
تماشا دیکھنے پھیرا وہ ماہرو آیا

نہ ہمکو ہاتھ مین فی الحمرا پہر آنکہہ دکہاو
مزا نہین ہی اگر جام بے سبو آیا

نہائی خون مین ہم ہاتھ جان سے ہو بیٹھے
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

٤٢

برہمنو جو ابھی کفر تازہ تازہ ہی
وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا

٩

خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈہیر ہو گیا
غمزہ کیچی سیب ذقن ہیر ہو گیا

وہ چشم مجکو مارکے خونخوار بن گئی
آہو شکار کرکے مجہی شیر ہو گیا

زلفون نے دلکو چہین لیا رخ کی دید مین
لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندہیر ہو گیا

بڑہ جائیگی جفا بہی انوجوان وہ طفل
یہ نیمچۂ ستم ہوا شمشیر ہو گیا

بہکر جو آستین سے پونہچا ہی کوس تک
ای اشک کوس بہر کا تجہی پہیر ہو گیا

آنسو نکل نکل کی جو مژگان پہ تہم رہی
دریا کنارے موتیون کا ڈہیر ہو گیا

جہکر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا

بلبل چمن مین گل کی وفن بس خموش رہ
مجہ بے نوا فقیر کا یان ڈہیر ہو گیا

۴۳ درگاه خواجه کی هی یه روضه وزیر کا
آفاتحه کو لکهنوا میسر هو گیا ۱۷

کب دیا انگور نی شیشه شراب پاک کا
ظلم ابهی تو دیکهنا هی گردش افلاک کا
قتل کو کافی هی خنجر ناخن سفاک کا
کب گوارا هی پهنا ململجی پوشاک کا
دور هوں سی المر اس ململجی پوشاک کا
اپنی خاطر شیشه انگور سی ٹپکی شراب
آب خجلت مین نهائی دیکهکر تجهکو حسین
آفتاب جام می نکلا تو اوس مه کی لیی
یه قبا هاته آئی تو کر دیجی ترک لباس
کون ساقی هی می غم سی جو هوتا هی سرور
غیر سی هنسکر جهکایا یار نی خجلت سی سر
دامن رن سی لپٹکر همنی وه فریاد کی
کهربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
پوچهینگی راه وحشی کوچهٔ زنجیر سے
جسم کو جنبش نهین دینی هی تحریک روح

نام هی دهوکی کی ٹٹی دار بست تاک کا
منتظر هی شیشهٔ ساعت هماری خاک کا
جسم لاغر هی مرا بس ایک چٹکی خاک کا
هو گئی ڈهیلا ضعف سی قمیص تری جامهٔ خاک کا
خوب هو جائی سفید اهی ضعف جامهٔ خاک کا
چاهیی بوتل نئی سایه هی ٹکر تاک کا
هاته مین دستانه کیسه بنگیا دلاک کا
بنگیا سورج مکهی هر ایک پتا تاک کا
عیب پوشی سی کهین بهتر هی کم پوشاک کا
هاته مین کسکی هی ساغر گردش افلاک کا
زهر خنده نی اثر پیدا کیا تریاک کا
هو گیا ٹکڑی گریبان حلقهٔ فتراک کا
دیکهیی وه ان کسطرح ٹهیریگا تنکا ناک کا
هر بگولا خضر هی صحرای وحشتناک کا
پاؤن سی اکبکی چلتا هی مرکب خاک کا

زہر کہائین گل چمن مین خال جانان دیکھکر ۔ داغ مین لالی نگی پیدا ہوا تریاک کا

ای وزیر آونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات ۔ موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا

بہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا ۔ نہان وہ مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگایا غوطہ جو اوس مہروش نی دریا مین ۔ تو لوگ کہنی لگی آفتاب ڈوب گیا

بڑہا یہ بارش ابر مژہ سی سیل سرشک ۔ کہ خیمۂ فلک بی طناب ڈوب گیا

تمہاری آتش رخسار نی یہ گرمی سے ۔ کہ مین پسینی مین اب ہی حباب ڈوب گیا

چھپایا جام جو ساقی نی گر پڑی مری اشک ۔ ستاری آہی نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمہ شب فرقت کا اوٹہانا نہین اچھا ۔ ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

وحشی ہون تہ تصویر بہی لی راہ بیابان ۔ مانی ہی کہو پاؤن بنانا نہین اچھا

آمادہ نہون پہر کہین توبہ شکنی پر ۔ قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا

تعریف یہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کرہ وے ۔ تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچھا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجھی جو شان مصطفی ۔ ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابہی مرجانی کا ہوا اشتیاق ۔ گر کری زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل ۔ سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا کٹ کی میرا سر پیدا ۔ وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

پلا ہون دامن صحرا ہی بیقراری مین ۔ ہوا ہون طائر بسمل کی زیر پر پیدا

ولہ

میکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جایگا
سنگ ہی قالب تہی کر کی سبو ہو جایگا

وحشیونکی زخم کا جراح کیا جانی علاج
زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جایگا

ولہ

حسن یوسف سی فزون تر ہی سوا اسکا
ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

ولہ

نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا
سلامت ہی اگر سایہ ہماری دامن تر کا

ولہ

خون میرا دیکہتی ہی سہم کر قاتل گرا
بیشتر گرنی سی اوسکی ہو گیا مین بسمل گرا

ولہ

چہپ گیا دوستی کی پردی مین
دشمن جان نی کیا حجاب کیا

جا لگی گور کی کنارے ہم
کوچ کی ٹہہری پا تراب کیا

ولہ

ہوا جب دل شکستہ پہر صفائی غیر ممکن ہے
گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دہاگا توڑ کر جوڑا

ولہ

جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے
دہوان سا آج جو بلبل کی آشیانسی اوٹہا

(٤٥) ردیف بای موحدہ (١٤)

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب
ہم یہ سمجہی وہ دہن ہی لاجواب

باتین سنو آئین لب خاموش نی
ورنہ ہم دیتی اوسی کیا کیا جواب

بی نشان ہی وہ کمر مشکل دہن
کون سی شی ہی نہین جسکا جواب

سادہ کاغذ بہیجا نامی کی عوض
وان سی آیا بہی تو صاف آیا جواب

پوچہتا گر اوس کمر کا مین نشان
غیب سی ملتا مجہی اسکا جواب

تم جو کچہ کہتی زبان تیغ سے
مین دہان زخم سی دیتا جواب

آج مجھ سی بات اگر کرتی نہین
دینگی یہ بت نکل خدا کو کیا جواب

بی دہن وہ ہی تو مین ہون بیزبان
یار کی صورت ہون مین بہی لاجواب

کہلی اک مصرع مہ نو رہ گیا
ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدہی کی جو تہا مذکور قد
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑہا جواب

کیجیی کیا بات اس کج طبع سے
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چہوڑ کر
مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب

آگیا ای وای پیغام اجل
پر نہ قاصد لیکی کچہ آیا جواب

٢٦

سنکی باتین میری حاسد چپ ہی
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب

١٢

آئی ہو ہم پہ کرنیکو بیدا دیا نصیب
بہولی ہو ونکو یو نہین کیا یاد یا نصیب

کتنی اسیر ذبح ہوی کتنی چہوٹ گئی
ہمسی رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بہی نہ کہنچ سکی مجہ ناتوان کی
کرکر پڑا ہی خامۂ بہزاد یا نصیب

ٹہرین چمن مین ہم تو کسی سرو کی بغیر
دیکہین وصال قمری و شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجہی خندہ لب کیا
ہمکو عطا کیی لب فریاد یا نصیب

ایذائین وقت ذبح بہی کیا کیا نہین ہوئین
رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکہا جو تجکو کہتی ہین حسرت سی خوبرو
ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تہا جیب سو ٹکڑی اوڑا دیا
دست جنون نی خوب کی امداد یا نصیب

تا مرتی دم بھی حسرتِ دیدار ہی رہی ہی — کرتا ہی بند آنکھون کو جلا دیا نصیب
دل یار سی لگاتی ہی نظر نسی گر گئی — کیا اپنی عشق کی ہی افتاد یا نصیب
بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین — پر اوسکو اک ہمین نرہی یاد یا نصیب

۲۷
واقف کیطرح ہجر مین تڑپی نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب
۹

کسکی شمع رخ سے ہے روشن چراغ آفتاب — اندھون کچھ آسمان پر ہی ایاغ آفتاب
گرگھون مین انکو کبھی ملو گی تو کہے — ہی وہ نادان شبکو جو پوچھی سراغ آفتاب
شمع روی یار سی اوٹھی جو فانوس نقاب — مثل شمع صبح بجھ جائی چراغ آفتاب
ہون تہ مینکش ساقی گردون سی لیتا ہون ایام — ساغر مہ انکو دن کو ایاغ آفتاب
چھپ گیا سوسنی را کھلادی عارض کی چمک — یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہی چراغ آفتاب
میر کرتا ہی اپنی داغ کی وہ رشک مہر — ہی بجا کہیی اگر اب اسکو باغ آفتاب
دانت تار ہی ہین سی ہے رات پیشانی ہے صبح — قد ہی شمع ماہتاب و رخ چراغ آفتاب
خط کی شب ہی نکل آئی ہین ان رخسار صاف — ہو گہن کی قید سی جیسی فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دلکی داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

کریگا دید سی قطع نظر خواب — تمنا وصل کی اور اسقدر خواب
شب فرقت کرے ہی عزم سفر خواب — مری آنکھون ہی لی پائی نظر خواب

ردیف بای فارسی

(۷۶) (۱۴۷)

عبث چہوا تری گیسوی عنبرین کا سانپ
ہوا ہی ہاتہ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکہ کی زلف سیہ ہوا نادم
سفید ہو گیا ایجان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالی کری کہان ہو وہ زلف
صدا ہی نی کیطرف آئی ہو کہین کا سانپ

کریگی پرورش زلف صبح عارض یار
پہنی گا شیر سحر میری مہ جبین کا سانپ

نہین ہی وہ عرقناک پر وہ مشکین زلف
یہ اوس چاٹنی نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین رو کر جو اشک پوچہی ہین
ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہاری آئینہ رخ پہ زلف مشکین ہی
حلب مین ہنی لگا اتہو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکہ کی مین چین زلف مین در گوش
اُگل رہا ہی یہ مین زلف عنبرین کا سانپ

جو کہل گیا کبہی مو باف قہر آئیگا
ابہی ہی کینچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کی ہونٹون مین گیسو کو نا ہی بولی
بجای شیر یہ عادی ہی انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکی نہین دونگا بوسہ کاکل
تو موج خندہ لب ہو گئی نہین کا سانپ

اوٹہا کی اب گل عارض سی زلف ہاتہ مین لو
چڑہا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسو انکار ٹرہ کی افعی ہو
طلسم حسن بنا دی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکونکی صحبت سی بہی تی ہین نیک
کسیکو کاٹی نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سی آپ
آئینہ لیکی دیکہی میری نظر سی آپ

ردیف تای فوقانی

۴۹ ۱۳

دیکھین گر سرو قد یار درخت — گرین قدمون پہ سایہ وار درخت

سنگ کھاتی ہین بار بار درخت — اپنی پہل سی ہین زیربار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت — ہین شگوفون سی داغدار درخت

عشق پیچان کی طرح لپٹو نمین — دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کھا کر نہ ہم سنے پہل پایا — گل کھلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کھولدی او سرو — تا کہون ہے یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہی ترے نگیسنی مین — سیکڑون جب پہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بہی — نخل ماتم سر مزار درخت

پہل جو ہی مجکو پہل ہی برچھی کا — ہجر مین ہین مثال دار درخت

کیون یہ پتہر لگاتے ہین لڑکے — ای جنون کیا ہون باردار درخت

سرو صدقی مین ہو گیا آزاد — دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام — ہی قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پہول انگاری — جلین دیکھین جو قد یار درخت

ولہ

۵۰ ۵

زبان کو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت — ہجوم بوسہ لبنی نہ دی اک بات کی فرصت

قد آدم تری تعظیم کرتی اوڑ کی خاک اپنی — پس مردن جو دیتی ناتوانی ای پری فرصت

بنی غربال بھر بازی طفلان مین گل کے
فلک نے خاک چھنوائی تو مرنی پر بھی ہی فرصت

مدام کار روان ہوش گم ہون مثل یوسف مین
نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت

نہین ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا
ہوی بیکار اب دست جنون کو ہو گئی فرصت

۵۱ ولہ ۵

تنگی دہن سے ہی اڑی بات
چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات

کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی
لب تک آکر پھسل پڑی بات

مطلب پر اگر زبان دو تم
ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات

دل شیشۂ ساعت اپنا بن جای
ساقی نکرے جو دو گھڑی بات

ہین پیٹ کی ہلکی وہ صدف سان
موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

فصد لی اپنی ہی اہد کسکو سودائی بہشت
ہم برنگ باغ دل لین جمع ہاتھ آئی بہشت

ولہ

جاؤن دوزخ کو نلون احسان دربان بہشت
کچھ جہنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

۵۲ ردیف ثای مثلثہ ۱۹

بھولی تم حرف وفا کیا باعث
ہای خط بھی نہ لکھا کیا باعث

زلف کو مشک کہا کیا باعث
ہوی ہمسی یہ خطا کیا باعث

کس مسلمان کو بتو قتل کیا
کرتی ہو شکر خدا کیا باعث

ہی خدا تو رگ جان سے بھی قریب
کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہے
سر مرا اپہر تے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آپوہنچا
وان سی قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسہ خال ذقن مانگا تھا
داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھا یا اوسی کچہ غیرون نی
خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھی ننگ سی عار
اوٹہ گئی شرم وحیا کیا باعث

کھل گئی ہنسنی مین کیا دانت اوسکی
گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
پھر مین نظرون سی گرا کیا باعث

ایسی کیون دشت مین کانٹون نی مجھی
پاون پڑ پڑ کی رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسی گا نظرون مین
سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کہی نالی زمین کانپ اوٹھی
آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

۵۳ ردیف جیم عربی ۲۰

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہی ای اشک تو آج

ہوہی قاتل سی بیڈھب گفتگو آج
کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور
خدا رکھلی ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کی خوش ہی
ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین
لیا کیون نام قاتل بی وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا ای قیامت | دکہا دی دو قدم بس چلکی تو آج
دہان زخم کو سینا نہ تہا ہارے | ہوی قاتل سی قطع گفتگو آج
مرین ہم یار کی جانی سی پہلے | اجل رکہلی ہماری آبرو آج
گلی کاٹی ہزارون عاشقون نی | ہوی نادم دکہا کر وہ گلو آج
جدائی ہو گئی ای دوست تجہسی | بر آئی دشمنون کی آرزو آج
پہونہچ جائی مرا سر پای خم تک | ذرا کر دستگیری ای سبو آج
تڑپتا ہون مین درد استخوان سی | خبر لینا سگ دلدار تو آج
تجہی دیکہا ہوی گل پانی پانی | گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج
یہ کس کافر نی ابرو کو دکہایا | نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج
حنائی پاون سی کس گل نی روندا | ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج
زبان تیغ سی پوچہا تو ہوتا | زیادہ گل سی ہی درد گلو آج
نہ دیکہون گا جو فردا ای قیامت | دکہاتی ہی شب فرقت وہ تو آج
تری کوچی کی شاید راہ بہولی | صبا پہرتی ہی مضطر کو بکو آج
اوہی ای بیخودی گل ڈہونڈہ لینگی | پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

وزیر ایسی ہو کیون خاموش بیٹہی
ہوی موقوف کس سی گفتگو آج

دل اوٹہاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج | نشا ہی اسکو می شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مری رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون رے وہی شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پرین طوق گلی سی لپٹا
ایجنون کچہ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیگا ابر سیہ مست اوٹہا
ہی پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوارون پر
لی اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئی وصل کی ٹہہری ہوگی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کی نوآنی کا کہین خوف نہو
کیون اوترتا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر ای ترک
ملک دل پر ہوا قبضہ تری تلوار کا آج

ردیف حای مہملہ

۵۵ — ۲۳

زندہ در گور اب تو ہی بی تیری آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی چین آیا تری آنی سی ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل ہر دجگر آلام روح

کس مزی سے جاتی ہی یاد لب شیرین مین جان
میٹہی بولی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینی مین
ہی عیان تیری لباس جسم سی اندام روح

غیر ساعد جسکو کہتی ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک نی لگی
چار جو ہر ایک ہو کر بنگئی صمصام روح

رشتی کا آزاد ہوگا گر اسیر کا ہی ذوق
جسم ہی کر لیگا ای صیاد بیداد ام روح

اب خط صیاد کیون دکھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہوگئی بی آب جب تو نی لگائی دل پہ تیغ
دیکھ او سفاک پہنچو را بنا یہ جام روح

ایضاً لہ

جسم سی نکلی تو پہنچی کعبۂ مقصود تک ‌‌ بی لباسی ننگی ہی جامۂ احرام روح
دو ہی دمین نوجوانی رنگ پیری لا گئی ‌‌ ای جہان جسم اکدن صبح ہوگی شام روح
تیری رہنی کی نہین جان ہی کیا قالب تہی ‌‌ ہی برنگ سایہ باہر جسم سی اندام روح
جو نہی ہی جان پر گردون اشارونسی بیان ‌‌ بی دہن سی بی زبان ہر گز کہون پیغام روح
لوتن خاکی کو آب خشک نی تر کر دیا ‌‌ گر پڑا تلوار کی پانی سی قصر خام روح
بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکہیی ‌‌ موج بوی گل ہوی اس باغ مین گلبدن اندام روح
سوز غم سی آب و خاک و باد ہی آتش مزاج ‌‌ چار عنصر کا بنا چو مکہہ چراغ خام روح
طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا ‌‌ جسم فرط لاغری سی ہنگیا ہی دام روح
جسم سی حیرت نی پیدا کی نکلجانی کی راہ ‌‌ اتنو ششدر رہی سرا ہی بیدر و بی بام روح
کوہی تو جان جہان مہمان سرای دکہین ہے ‌‌ دمبدم پونہچاتی ہین ہیک نفس پیغام روح
ہی بگڑتا ان حسینان جہان کا اک بناو ‌‌ پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح
صدمۂ موج نفس سی ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا ‌‌ کیون نہ ای گرد سبکروحی بنایا جام روح
اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پروازیان ‌‌ پا بگل ہی جسم خاکی ہلی نہی کیا گام روح

٥٦ ‌‌ مثل دل سینی سی میری وہ لپٹ کر کہتی ہین ‌‌ ١٩
ای وزیر اتنو نہین درد جگر آلام روح

پہر گئی تیری جو چشم مست و آرام روح ‌‌ جام سان گردش مین ہے اب بخت ناکام روح
پہر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح ‌‌ بیقراری دل کی پہر کہونی لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہے لطف باطنی
نقد دل لیکر کہون قاصد تجھے یہ انعام روح

خوبرویونکو ضرر پہونچا سکے کیا انقلاب
حور ہو جائے جو لکھے کوئی اولٹا نام روح

آج سے روح الامین تجھکو کہون پیغامبر
میری روح اللہ تک پہونچا دیا پیغام روح

ادین حق کافرکو بیتابی ہین کیا کیا کچھ لکھا
دین و ایمان احسان جانِ جان آرام روح

کیا مکان جسم ہے اپنی مکین کا شیفتہ
پھر رہا ہے ساتھ قصر کے در و بام روح

ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہین کبھی تا یند دست
کھینچ لیتا ہے نیام جسم سے صمصام روح

شیشۂ تن سے پری آئی نظر سے کیطرح
دختر رز ہو گیا مشہور ساقی نام روح

تو خدا حافظ اگر آ پہونچا ہے عشق کفر زا
بھاگ جائے دل بغل مین اکبر اسلام روح

کیون غضب مین آ گئی ہر دم کہتے ہو قبضے پہ ہاتھ
تو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح

بوسۂ لب لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ
خضر آب زندگانی سے بھریگا جام روح

سنکے اسم حور بھی دیکھی ہوئی مرنے لگے
اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح

تھی سیر عرش پایا اب ہے اسیر مشت خاک
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

پنبۂ گوش جوانی گر نہ اے پیری ہو تو
قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح

کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا
کاغذ تصویر پر مانی نے لکھا نام روح

الامان اے عیب پیری ہے جوانی الغیاث
پڑ گیا رعشہ بدن مین کانپ اٹھا اندام روح

چار دیوار عناصر گر پڑے ٹوٹی یہ جسم
رفتہ رفتہ بن گیا چورا ہا قصر خام روح

جانے کسکو خبر دل ہے نہین ہے اے فرید
ہو گیا گم وہ نگین جسپر کھدا تھا نام روح

ردیف خای معجمہ

فقط لہو سے ہی کیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بہی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوے مشکین و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون سر بجیب جو یاد عذار رنگین مین
قبا ہی گل کی طرح ہو گیا گریبان سرخ

ردیف دال مہملہ

۵۷ — ۱۹

بی سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید
ہو گئی دیکہ کی یہ ساعد گلفام سفید

ابہی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر ہوی گمراہی بت خودکام سفید

ہو گئی رونی سی اب دیدۂ ناکام سفید
جوش باران سی ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سی رہ عشق بسر کی ہی ضعف
رنگ اک گام پہ تہا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
شیشۂ مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکہ کی معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سی بہت دعوی ہمچشمی تہا
پوست کہینچا جو گیا ہو گئی بادام سفید

میکشے جام مے و مہر سی کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو ہی شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجہی حلقۂ بزم
نظر آتی ہین سیہ مجہکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرمی کی ذنبالی
شاخ بادام مین جیسی گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
پیش تاریکی گیسو ہی سیہ شام سفید

ہو چکی رات ہوی صبح بس اے غافل چونک
چہوڑ غفلت کہ ہوی عمر سیہ فام سفید

دون جو تشنہ نہین آنکھون مین چربی چھائے
بد اگر نیک سی پیدا ہو تعجب کیا ہے
یہ تو تجکو یہ دیا ہی دعا پیر ہو تو
ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کچہ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سے
اسقدر ضعف ترقی پہ ہی انروز دون مین

ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید
ہو مری طرح سی ابرو ہی سیہ فام سفید
کرین گلرنگ لہو سی ہوا گر دام سفید
ہون نہ پیری مین اگر ہووی سیہ فام سفید
لکہین سرخی سی تو ہو جاہی مرا نام سفید

۵۸

چشم مخمور صنم دیکھی تو روی یہ وزیر
چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید

۲۵

دہن کیطرح کرین گوش سامعان فریاد
فلک سی گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
شب فراق مین کیا کیا ہلی انیس مجھی
فغان کرون کہ ہی سبب ذوقن پہ طوطی خط
گئی زمین سی فلک تک فلک سی عرش تلک
دکہا ہی یار کرامت تو مین کرون اعجاز
چھپا ہی گیسوی مشکین مین رخ کرون تا کی
کسیکی کوچہ کاکل مین دل ہی یون نالان

ہنو خدا نکری آہی تا زبان فریاد
پہنچ گئی ہی کہان سی مری کہان فریاد
چلی جو تیر تو کرنی لگی کمان فریاد
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد
ثمر بچانی کو کرتی ہین باغبان فریاد
پہری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد
وہ بیدہین کہ ہی نالی مین بیزبان فریاد
ہوی ہی رات کری کیون نہ پاسبان فریاد
تمام رات کری جیسی پاسبان فریاد

جہانمین شور ہی پھٹتی ہین کان کی پردی
فغان وہ سنکی مری ہمنشستی لوٹ گئی
نہو وہ گل تو دل داغدار نالان ہو
ہوا او نہین دم رخصت جو رنج تنہائی
دلا قسم تجھی لفونکی دو پہر تو ہو چپ
تمہاری تیغ نی کیا کیا زبان درازی کی
لہو پہین گی نہ جب تک مرا بجھی گی نہ پیاس
دکہا ہی گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردی
جو آتش گل تر سی سیتی ہوئی بلبل
خموش نی کیطرح ہون مین وری لب سے
نہ رات دن تجھی دیکھین تو پھر چلا جل سان
کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
برنگ نی ہوئی روزن جو خار چبہ چبہ کر
اداسی میری نہین انگلیان وہ چٹکانی

ابھی تو آئی ہی سیلنی سی تار زبان فریاد
نکل کی ہنسی بنی شاخ زعفران فریاد
کری برای گلستان یہ بوستان فریاد
تو میری ساتھ کیی دردِ غم فغان فریاد
کہ آدہی رات سی کرتی ہین پاسبان فریاد
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد
کرین گین یار کی بالی کی مچھلیان فریاد
کیا کرین مری بازو کی مچھلیان فریاد
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد
جو منہ لگا تو توسن لو مری فغان فریاد
کرین بہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد
زبان تنگ آگئی ہو نی ہی لب نہان فریاد
کرینگی اب مری پاؤن کی انگلیان فریاد
یہ اونکی ہاتھ ہنسی کرتی ہین انگلیان فریاد

٥٩

وزیر نالی صدائی شکست رنگ سی کر
وہ بیدہن ہی کراب توبھی بی زبان فریاد

٣٦

ہماری ساتھ کری کیون نہ آسمان فریاد
صدا نکلتی ہی گنبد مین تو آمان فریاد

ٹھہر کی آتی ہی ہر استخوان پہلو پر
ہوی ہی ضعف سی محتاج نردبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جسطرح سی ہو وہ ولب کی درمیان فریاد

مثال نی ہوی سوراخ ناوک غم سی
تمام جسم کی کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پہول سا رخ کسنی اور سرو سا قد
کہ نالی بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آی سگ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین یہ مشت استخوان فریاد

کوی بہی دیر و حرم مین نہ داد کو پونہچا
دعائین مانگین بہت کی یہان وہان فریاد

تمہاری دل مین خدا جانی ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون بہر امتحان فریاد

کہی فلک و قنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات ندیکھی ہلال ابروی یار
کری زبان مہ نو سی آسمان فریاد

چمن مین غنچی چٹک کر جو پہول بنتی ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

تری جلانی کی سوز غم سی نالان ہون
کباب خام کری آگ پر فغان فریاد

زبان تنگ آ نہین سکتا ہی ایک حرف شکوے
ہوی ہی اپنی در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کی ساتھ آینگی فراق کے صبح
کریگا شام ہی مرغ سحر یہان فریاد

جو رووُن دیدہ روزن سے روئین دیوارین
کری فغان پہ لب بام ہی مکان فریاد

ہین میری قہقہی کی ساتھ ساتھ نالہ بہی
صدای خندہ بنی ہنتی ہی توامان فریاد

زمین پہ بہی دم رقص اونکی گہنگروونکی صدا
کہ تاری کرتی ہین بالای آسمان فریاد

گھٹا اگر مری اس دود آہ کی چھائی — کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد
عدو جو لاش پہ آئی نہ رنج ہو پس مرگ — چراغ مردہ کری آپ سی کہان فریاد
مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل — کہین جلون کہین کرتا پہرون فغان فریاد
چھپی ہی کانکی پردی مین شرم کی مارسی — جو لی اثر کبھی آئی ہی تا زبان فریاد
خیال لف و رخ آتشین مین نالان ہون — عجب نہین ہی زبان شعلہ ہو دہوان فریاد
کہین خوشی سی زیادہ ہی غم مرا اشتیاق — ہنسے سی پیشتر آتی ہی تا زبان فریاد
جفائین انکی بیان کیجیی وفائونکی ساتہ — ہنسے سبی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد
صدا ہی پاسنی اوس سرو کی جو وقت خرام — گمان ہوا مجھی کرتی ہین قمریان فریاد
بس اک گھڑی مین بنا دیجیی انہین گھڑیال — وہ کیجی آہ کرین ساتون آسمان فریاد
برنگ غنچۂ سوسن دہن کہو دہوا — لبون پر آہی جو یادو سی مین ہان فریاد
فزون ہی نالونکی باعث سی قیمت بلبل — زیادہ کیون نکری قدر عاشقان فریاد
نہ آئی اپنی قفس تک صدای خندۂ گل — ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد
بگوش دل سنی بلبل تو دم پھڑک جائی — ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد
سنا ہی کرتی ہین وہ درد گوش کا شکوہ — پہونچ گئی دل پردرد کی وہان فریاد
تری خیال گلستان رخ مین ہم اطفال — چمن مین کرتی ہین پڑہ پڑہ کی بوستان فریاد
پھٹی ہین کانکی پردی دم آیا ہونٹون پر — وبال گوش ہی نالہ بلای جان فریاد
زبان پہ آتی ہی اب بی صدا برنگ نفس — ہوی ہی بیسون مین اپنی مزاجدان فریاد

قطعه

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوٰة قد قامت — غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہی خم قامت — سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

٨٠ — وله — ١٧

خط نہ شبگون ہی نہ مثل صبح ہی چہرا سفید — ہین طلسم حسن سی موجین سیہ دریا سفید
ناتوانی سی ہی ای قاتل لہو میرا سفید — نیمچہ ہو جای گا بہر کربلا آہا سفید
کیا لگائی ہی گلوری گوری گوری ہاتہ سی — ہو گیا چونی کی صورت پان مین کتہا سفید
نہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا — نشای سی ہی آنکہ سرخ اور تل سیہ مکہڑا سفید
گوری گوری اپنی گالون کو اگر چہو لیجیی — ہو حنائی ہاتہ ابہی مثل ید بیضا سفید
گوش نہ ہو جای گروہ شہرہ حسن صبیح — ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید
تیری پیشانی ہی او مہ رو عرق ٹپکا نہین — آسمان حسن سی ٹوٹا کوی تارا سفید
واہ کیا ہی جلد آئی تو بہی ای صبح وصال — ہو گیا مین ہیرا و زلف شب یلدا سفید
تیرہ بختونکو نہو کچہ فائدہ منعم سی بہے — جسم اگر چاندی کا پتر ہو نہو سایا سفید
رنگ بدلی تہا جو خط مین وصف خط و زلف رخ — ہو گیا اکثر کبوتر بہی ہرا نیلا سفید
نازکی سی خاک پر گر کی ہوا ہی یہ کبود — ورنہ تہا مہتاب سی بہی یار کا سایا سفید
روبرو خورشید کی ہو جاتی ہین کالی ہرن — تو اگر آنکہین دکہائی ہو ہرن کالا سفید
دامن [illegible] کا چہوی یارب جو غیر رو سیہ — آستین کیطرح اوسکا ہاتہ ہو سارا سفید
پرورش منظور ہی آنکہو نسی طفل اشک کی — شیر ہنجائی لہو ای ضعف ہو ایسا سفید

ہوگئین زلفین سفید اب نازیجا چھوڑ لی
صورت کافور عنبر ہوگیا سارا سفید

میکشے منظور ہی اب اک گل رعنا کی ساتہ
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ می شیشا سفید

۶۱

تار بستر ہوگیا میرا تن لاغر وزیر
یا نظر آتا ہی بستر پر کوہی دہاگا سفید

۲۳

ہی بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سی اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہی ایک ہو گویا سفید

تم جو کہتی ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کہیئی کبھی دیکھا نہین طوطا سفید

کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت ہی اوس مہرو کا نقش پا سفید
چاندنی کی طرح آتا ہی نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی پر تو لب سی ہوا
مثل گوہر عکس دندان سی ہوا مونگا سفید

چشم اشک آلود پر دامن وہ رکھکر کہتی ہین
کیون نہ پہادون تیری طفل اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سی پوچھی ملگیا ملبوس خاص
برہنہ تہا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسی ہین گل جنکی آگی ہین سیاہ
کیا سیہ ہی چشم جسکی آگی ہی سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہوگئین آنکھین برنگ پنبہ مینا سفید

روبرو اعلی کی ادنی کو نہین ہوتا فروغ
مہر کی آگی ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبای گل بدن کی رنگ سی
پہنی شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جوانی کا نہین پیری مین رہتا رنگ روپ
ہو کی خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کی روئی تو چھٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا اشکونسی منہ کالا سفید

پھاڑ کر پھینکی ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سی دیکھون اگر ای رشک گل
سرخ ہو جائی تری دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی بھر کی میکشی
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

ہنسکی بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
گل جو اسکی آگی خجلت سی ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین دیکھو اشکہای گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

دید کا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح
پڑ گیا آنکھون پہ او محجوب اک پردا سفید

۶۲ کی وزیر اشکون نے یونہین ہجر مین گر شست و شو
دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید ۲۱

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
آج کن اٹکھیلیونسی آنکھون مین آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین مین شبکو گر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھونسی اڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوا اگر آتی ہی نیند
آنکھ سی باہر ہی باہر اگی پھر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا چاہیی
اہل غفلت کی تو بیداری ہی کہلاتی ہی نیند

کروٹین لے لیکی کٹتی ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
آج کل پائی نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تب قفس مین کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتی ہین
عاشقونمین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر یہ خواب مجکو آپ سوجاتی ہی نیند

کہتی ہین سوناسی چونکا نہ روز حشر تک
اس ہماری بخت خفتہ کی قسم کہاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھی دہ آئیگا بہر کتی ہی جو آنکہ
آنکہ مین خوف شب فرقت سی تہراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بہر آئی نتھی
وصل مین آتی ہوی آنکھون مین شرماتی ہی نیند

منتظر کہتی ہی غمزی کرتی ہی آتی نہین
اوبت ترساتی ہی فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوہ جانا نسی جو اوٹہتا ہون تو سوجاتی ہین پاؤن
دفعتہ آنکھون سے پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹہنڈی سانسین لیتی بہرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پہل کہایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب و غذا سی واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبۂ مقصود دکہلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر ای جنون پہرتے ہین
آنکہ کی ڈہیلی لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ رے تاثیر الفت بلبلی فرط اتحاد
غش پہ غش آتی ہین مجکو جب وہین آتی ہی نیند

سوتی ہو تو چشم بد دور آنکہین رہتی ہین کہلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونی کی ایسی ہی تمنا ای وزیر
دیکہتا ہون اوسکو حسرت سی جو آتی ہی نیند

اللہ ری حسن رخ نیکوی محمد
ہی چشم خداوند جہان سوی محمد

نظرون مین شفاعت نی عمل ان کی لئی ہین
پلہ یہ ہی امت کی ترازوی محمد

بخشش مین وہ مصروف یہ سرگرم شفاعت
اللہ سی ملتی ہوئی ہی خوی محمد

کرتی ہی گنہ خلق خدا کچہ نہیں کہتا	واقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمدؐ

۶۳ ردیف رای مہملہ ۱۳

ذرا تو دیکہنے دے وہ ہمکو آکر	کوی دم اور بہی ای دم وفا کر
اگر پوچھی وہ بربادی ہماری	صبا کہدیجیو کچہ خاک اوڑا کر
ہزاروں ہو گئی ٹکڑے گریبان	چلی اس ناز سے دامن اوٹہا کر
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین	تو کیا کہتا ہی کچہ اپنے دوا کر
مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع	اجل پہر جای گی بالین تک آکر
گریبان صبح محشر نی کیا چاک	قیامت کی ہی کیا قامت دکہا کر
جو وان کا چھپ کے جانا یاد آیا	تو کیا رونے لگی ہم منہ چہپا کر
یہ یاد آتی ہے کسکی اچپلاہٹ	جو گر پڑتے ہی بجلے تلملا کر
جو یاد آیا خم محراب ابرو	کیی سجدے کئی سر کو جہکا کر
نہیں اوٹہنی کی قاتل کی گلی سے	کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتہ اوٹہا کر
ترا گیسو بہت بل کر رہا ہے	بگاڑا تو نی ظالم سر چڑہا کر
مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجکو	لگا جب کوسنی وہ ہاتہ اوٹہا کر

۶۴ وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بہلا یاد خدا کر ۲۳

کرتی ہو باتین رکہکی جو شمشیر دوش پر	سیکہی زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
یا مجہ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نی کب یہ رکہی ہی شمشیر دوش پر
ہی ابروی خمیدہ کی تصویر دوش پر

آتی گی بڑہ کی پاؤن تلک کاکل دراز
رہنی ندی گی اب اسی تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد
کیا دن تہی وہ جو کرتی تہی تقریر دوش پر

یان تک کہنچا ہی ضعف کہ ہاتہونکو ہی گران
پہرتا ہون رکہی یار کی تصویر دوش پر

قاتل نی میری بعد کیی ترک اپنی ظلم
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنا ہی مکان تو ہر ایک مست
لیجاہی خشت خم پی تعمیر دوش پر

تمثیل وون جو یار کی زلف رسا سی مین
چڑہ جاہی میری پاؤن کی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آہی نظر آفتاب حشر
اوس طفل کو چڑہا ہی اگر پیر دوش پر

تاخیر میری قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا نہ پر چڑہا کی اسکو بگاڑا ہی یار نی
بل کر رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکہکر
پہپتی کہون یہی کہ ہی گلگیر دوش پر

تو ہانہ سی چہوٹی تو ابہی شمع بزم مین
رکہی اوٹہا کی پاؤن سی گلگیر دوش پر

جاتینگی اوڑ کی تیری طرف وہ ہدف ہین ہم
پر ہنگیا جو آکی لگا تیر دوش پر

گہر کر کسیکی دل مین نہ بیہودہ خاک چہان
ہتی اوٹہا نہ تو پی تعمیر دوش پر

بل کر رہی ہی زلف جدا تیغ بت جدا
ہوتی ہی میری قتل کی تدبیر دوش پر

اس رشک سی کیا نہ کبہی مین نی ذکر یار
کرتین کہین فرشتی نہ تحریر دوش پر

کاندہی پہ اوسکی زلف شب ماہ بنگئی
پرتو فگن ہی رخ کی جو منویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنی لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مری گلی پہ تو رکہہ دیجیو اوسے
گر نازکی سی بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکی ہوہی ایسی بیچواس
ترکش مین تیغ رکہنی لگی تیر دوش پر

٦٥ کاندہا دیا جنازہی کو قاتل نی ای وزیر
کیا میری لاش کی ہوہی توقیر دوش پر ١٧

تیغ رکہدی مری قاتل نی جو عریان سرپر
جوہرون کی ہوی پیدا چمنستان سرپر

ہی جو ٹوپی کی ستارونسی چراغان سرپر
نظر آتی ہی دہوان کا کل پیچان سرپر

جاتی ہو باغکو پہنی ہو گلابی ٹوپے
بلبل بی ادب آبیٹہے نہ ایجان سرپر

رات صیاد نی یہ کہکی سرافراز کیا
رہین لٹکی قفس مرغ خوش الحان سرپر

ناوک غم سی ہی غربال مرا کاسئہ سر
خاک چہانون جو پڑی گرد بیابان سرپر

ای جنون نالی کرون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابہی آجای بیابان سرپر

جا کی دل بہول گیا راہ نہ آیا پہر کر
کوچئہ زلف ہی یا بہول بہلیان سرپر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارونسی چراغان سرپر

اک پری کی اثر نقش قدم سی بہاگی
آگئی تہی جو بلای شب ہجران سرپر

ہم تری پاؤن پہر رکہعی نہ پائین ای سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سرپر

گردش بخت کی تاثیر اسی سے کہتے ہین
سرکی دستار ہوی گنبد گردان سرپر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے
روز لاتی ہی بلا زلف پریشان سر پر

سر بجیب آج کل ای جوش جنون بیٹھا ہون
ہاتھ دوڑائیو پہنچا ہی گریبان سر پر

قد ترا صاف ہی سانچی مین ڈہلا شمع صفت
شعلہ رخسار دہوان کاکل پیچان سر پر

آئینگے وقت خزان چھوڑ دی آئی ہی بہار
لی لی صیاد قسم رکھدی گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مر کر نہوا چھٹکارا
لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

٦٦ — ١٦

یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر
آگیا کھینچ کی تلوار گریبان سر پر

داغ سودا سی ہوی چشم نمایان سر پر
تیر پر تیر لگی بنگئی مژگان سر پر

سرخ دستار ہی ای قاتل دوران سر پر
تیغ کھویا ہی چڑہا خون شہیدان سر پر

سر جھکا کر تجھی ای شک پری دیکھینگے
حشر کو ہوئینگے جب دیدۂ انسان سر پر

قید یوسف تہا جہان جاکی زلیخانی کہا
اوڑ سکی تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پر

گل جو ہین کفش مین تو پھول ہین ٹوپی مین ترے
بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکر رخ کرتی ہین آ کر سر بالین مزار
روز پڑہ جاتی ہین کس لطف سی قرآن سر پر

ای جنون نوچون مین سر پہ ین کیون موی سفید
صاف دہوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پر

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین
پھر تری زلف ہوی سلسلۂ جنبان سر پر

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے
گل کی سو بار گری تختۂ زندان سر پر

دام کاکل مین ترے مچھلی کف نگین کی پھنسی
ہاتھ یون رکھکی نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

صاف ہی شکل حنا رنگ کف پا سی علین
دل عشاق بہت گیسوؤنمین نالان ہین
جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹہا لی مزدور
غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
دامن دشت مین جب پہاڑ کی پہینکا ہی تمنے

ناصحا

سرخ دستار جو تم باندہی ہو جانان سر پر
گرد و آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر
ای جنون یون ہین اوٹہا لون مین بیابان سر پر
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر
چوم کر قیس نی رکہا وہ گریبان سر پر

۶۷

ناتوانی نی خمیدہ یہ کیا مجھکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر

۲۵

چلا ہی وہ دل اسی طلب کیا شادمان ہو کر
کیا ویران چمن کو آہ ہو کیا بوستان ہو کر
اسی خاطر تو قتل عاشقان سی منع کرتی تہے
جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
غضب ہی روح سی اس جامۂ تن کا جدا ہونا
اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالی گا
نکہ رہو اگر لو مجکو گاڑو اسطرف دیکھو
کیا غیرونکو قتل اوسنی ہوی ہم رشک کی مارے
پہر اصد چاک ہو کر کوچہ کا کل سی دل اپنا

زمین کو ہی جانان رنج دی کی آسمان ہو کر
ہوی گل پانی پانی یہ چلی آب روان ہو کر
اکیلی پہر رہی ہو یوسف بی کاروان ہو کر
گیا یان سی کبوتر وان سے آیا مرغ جان ہو کر
لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دہجیان ہو کر
صدای جنبش لب دیتی ہی صد می فغان ہو کر
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکہ غنچہ کو دہوان ہو کر
کہ زیر خاک ہون گرد نگہ سی ناتوان ہو کر
اجل بہی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
عزیزو یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

کمان ابرو کی ایسی سم ہی آئیگا جو ناوک ۔ رہیگا استخوان مین اپنی مغز استخوان ہوکر

چھوڑائی جو پہ سکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا ۔ لب وہ محبوب کا چھپنے لگا منہ مین زبان ہوکر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا ۔ اوڑیگا اے ہما اک روز گرد استخوان ہوکر

ہما سے ہی گرا اپنے سگ جانان جو تو کہائے ۔ ہم استخوان ہو جائین مغز استخوان ہوکر

جہان جو چاہیے ویسے ہی دکھلاے نیرنگی ۔ بصر آنکھوں مین گویائی زبان مین دلمین جان ہوکر

ستم کو اوسکی بدبھی تو خونریزی پہ مائل ہو ۔ کرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہوکر

نہانی مین جو لہراتی ہی زلف یار دریا مین ۔ تڑپنے لگتی ہین پانی پہ جو مچھلیان ہوکر

اداسے جھک کی ملتی ہو نگہ سے قتل کرتی ہو ۔ ستم ایجاد ہو ناوک لگاتی ہو کمان ہوکر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کی در سے ۔ گرینگی پائنری پاؤن پہ اپنی بیڑیان ہوکر

کہا جو اوسنے چاہا ضعف سے یان لب نہین ملتے ۔ سبک کردیتے ہین حرف سخن بار گران ہوکر

اثر باقی رہا بلبل شب فرقت کی تاریکی ۔ چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہوکر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتی جاتی ہین ۔ پری نجائینگے اس سبز شیشے مین نہان ہوکر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تھا ہاتہ سے چھٹکر ۔ جگہ دی آہو نقش پا نے صیاد آشیان ہوکر

ترے وحشی کو برسون لے پہرے کب نیند آتی ہی ۔ اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہوکر

٦٨ ۔ ١٦

وزیر اونکا ہون مین شاگرد جسکو کہتے ہین منصف
لیا ملک معانی بادشاہ شاعران ہوکر

گئے جا عالم امکان سے بدل نور جان ہوکر ۔ گرا دے چار دیوار عناصر لامکان ہوکر

بناوٹ نی بگاڑا باتین سنوائین خموشی نی | نہو چہوہمی کیاہی منہ کی کہائی بیزبان ہوکر

کہلی گا راز الفت گر یو چپ رہنی کی چرچا ہین | کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہوکر

نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سی | مسیحا ہوتی ہو مشہور ابہی معجزبیان ہوکر

درِ غلطان نکل آیا صدف سی عشق دندانہین | مگر گرد یتیمی لی چلے ریگ روان ہوکر

یہی کہ کہلی شب بہر یار کو پیش نظر رکہا | دکہائین گی تماشا تمکو آنکہین پتلیان ہوکر

دہان حلقۂ در سی مکان یار کہتا ہے | نکالون تجکو آدم کی طرح باغ جنان ہوکر

جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی بنکی آپونہچی | اوڑالائی مگر باد مخالف بادبان ہوکر

نہ توڑی پہول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل | پہریگا طائر رنگ چمن بی آشیان ہوکر

سفر مین میری آنکہونسی مری یوسف کو دیکہا یا | غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہوکر

رخ گلگونکا نقشہ اور کردی بیت ابرو کی | بہار نظم دکہلائی گلستان بوستان ہوکر

تری آنکہون کی نظارہ کا سودا ایسا ہو جائے | رہین پای نگہ مین انکی حلقی بیڑیان ہوکر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر لب اپنی جب کہینچی | نکل آئی دہان زخم سی سوکہی زبان ہوکر

زمین پر نقش پا سی خط پہ خط تحریر ہون قاصد | جو تو پونہچا ہی نامہ صورت خامہ وان ہوکر

لب بام آکی گر دیکہو تماشا تمکو دکہلاؤن | کمند آسا چڑہون تار نگہ پر ناتوان ہوکر

٦٩

کہین گر زندہ درگور اہی وزیر اب تو زیبا ہی
کیا ہی مینی پیدا اسنگ مرقد سخت جان ہوکر

٣٣

وصال مین تو کرو رحم مجسے لاغر پر | کہو تو لپیٹ رہون ایک تار بستر پر

دہان زخم گلو سی اگر ذرا چو سون
سمٹ کی آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

فقیر خانی مین جو آئی بس نہین سب بیٹھے
گلیم سایۂ دیوار رہے بچھے در پر

تمہاری یوسف رخسار کو اگر دیکھے
در و دآئینہ پڑہنے لگی پیمبر پر

ادہر ادہر رہی گہر سی تری کبھی نہ گئے
برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

پری کی طرح جو شیشی سی نکلی دختر رز
گمان بد سی رکھا ہاتہ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا بہر جای
پسینا بن کی نکل آی آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گہر ترا دلچسپ
پڑی ہی سائی کی مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے
کہ اپنی پاؤن کو جا دی ہی آنکھون پر سر پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم
ہمای تیغ کا سایہ پڑا مری سر پر

کسی نی آنکھین بچھائی ہین کیا تمہاری لیے
گمان تار نگہ ہے جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھی خط مین چھپائے
پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکی بند کین آنکھین
پنہای باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے
بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سی رگ گل ہو مثل چین جبین
جو پاؤن رکھو تم ای جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا
خدا بچای کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

نگاہ قہر ہی ای جان نامہ بر پہ کرو
کبھی تو باز کو چھوڑو مری کبوتر پر

خدا پرست سی کہدو ہوا مین سنگ پرست
نشان پای بنی پڑ گئی ہین پتھر پر

یہی سمجھ کی گلی کا تو سخت جانون کی — ہم اپنی تیغ کو کرتے ہین تیز پتھر پر
نتوڑ پاؤن سی مینای می کو ای زاہد — فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسہ سر پر
گلوری کہاؤ کہ ہو جائین سرخ دانت سفید — دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پر
نثار کرتی ہین آ دیکھو جان نثار کی پاس — گلی کو آپ کی خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر
نمود خط پہ وہی ہی صفای عارض یار — غبار آئنہ ہی خاطر سکندر پر
بنا ہی خواب اجل انکو نام سونی کا — ہمیشہ طالب زر جان دیتی ہین زر پر
لگی گا موذیونکی ہاتہ مال موذی کا — کہ سانپ بیٹھتے ہین دولت تونگر پر
لڑین نہ پھر خدا مجسی منکر دیدار — یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پر
حباب وار ہی آمادہ فنا دریا — صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پر
نہ پوچھو وحشیون سی کیون کہلی ہی فصد پہ فصد — یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پر
تمہاری قصر صفا کی واہ کیا ہی صفا — پھسل کی سایۂ دیوار گر پڑا در پر
نیاز نامہ چلا لیکی ناز پروردہ — کہ ہنتون کی ہی چوٹی سر کبوتر پر
زمین پہ دوڑکی اتنا ہی آدمی نہ چلی — یہ شوخیان نہین اچھی ہین دوش مادر پر
لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نی تیغ — خضر نی ناو چڑہائی ہی آب گوہر پر

۷۰ — ۲۵

وزیر بعد نبی مرتضے نبی ہوتے
نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پر

ہون وہ بلبل جو کری ذبح خفا تو ہو کر — روح میری گل عارض مین رہی بو ہو کر

عاشق زار ہون مین صبح ہوی توندرو — چہپ رہونگا گل قالین مین ابہی بو ہوکر
شیشہ دلمین تری تیغ اوترآی کہین — میان سی نکلی ہی محبوب پریرو ہوکر
شوق سی حکم کری سجدی کا ہینچ حسن — آیتین سجدی کی نازل ہوئین ابرو ہوکر
ہم بہی تنہائی سی جا نکلین کبہی بہر طواف — حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہوکر
ساغر چشم کی ہم فکر مین یہ محو ہوے — سر بہی زانو پہ رہا کاسہ زانو ہوکر
اسقدر بس گئی تجہپر کہ نظر آتی نہین — اب تو گلزار مین گل رہنی لگی بو ہوکر
ناتوانی سی ہوا خون کا بہی رنگ سفید — کیا بہانہ ہی جو بہ جای اب آنسو ہوکر
جسم سی روح نکل آی پی استقبال — چلتی ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہوکر
جان پڑ جاتی ہی زیور مین پہنچی سی تری — کہین اوڑ جای نہ جگنی تری جگنو ہوکر
چشم لیلی کو یہ لپکا تہا نظر بازے کا — نجد مین قیس کو دیکہ آتی تہی آہو ہوکر
جنس دل جانچ بہی لی تول بہی لی حاضر ہے — رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہوکر
ناک ہون ایسی چڑہائی کہ ہوا ناموزون — یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہوکر
آدمیت یہ خداداد ہے اللہ اللہ — انس انسان سی کرتی ہو پریرو ہوکر
رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظرے — زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہوکر
ٹہہرا ای جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائی — آب شمشیر نکل جای نہ اچہو ہوکر
نہ ہٹی باغ سی آمد جو مری گل کی ہنسی — رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہوکر
تم نہا کر جو چلی غم سے سمٹکر دریا — آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہوکر

ہو شگافی سی ہی فرسودہ مرا ناخن فکر — نہ کہلا عقدہ کمر کا گرہ ہو ہو کر

پای نازک مین نظر آئی ہین بوسونکی نشان — آئی ہو کیا چمنستان سی لب جو ہو کر

ساقیا ہمنی شب وصل مین پی تہی جو شراب — روز فرقت نکل آتی ہی وہ آنسو ہو کر

ہم تو اس شرم رہائی سی ہین پانی پانی — دیدہ چاک قفس سی چلی آنسو ہو کر

دیکہکر چہرہ بت بہتی ہین زہاد کی اشک — پانی سورج کو دیا کرتی ہین ہندو ہو کر

یار کی گرمی رفتار نی اعجاز کیا — اڑ گئی فندق پا رات کو جگنو ہو کر

٧١ — ہون وہ غمدیدہ گرا نظرونسی اک پل مین وزیر — کی جگہ بہی جو کسی آنکہ مین آنسو ہو کر — ٥

قبر کا ساتہ پس مرگ نچہوڑی پتہر — بہتر انسان سی رفاقت مین ہین وہی پتہر

قبر مین بہی سر شوریدہ کو پہوڑی پتہر — قل کی ڈہیلونکی عوض چاہیین پہوڑی پتہر

لای اب تیشہ فرہاد عوض نشتر کے — کہدو جراح سی یان سر کی ہین پہوڑی پتہر

ابکی کچہ فصل بہاری مین یہ ہی جوش جنون — سر نکالی جو ثمر شاخ سی پہوڑی پتہر

اتنو عاشق ہوی ہم تجپہ لگا جو چاہی — تیر تلوار تبر برچہیان کوڑے پتہر

ولہ

منہ آئی نظر صاف وہ ہی یار کی تلوار — آئینی کا آئینہ ہی تلوار کے تلوار

ردیف زای معجمہ

جاتی نہین دیتا مجہی دربان در انداز — ہان کہیو ای اشک مری خانہ بر انداز

ولہ

کیونکر وہ ملین ہمسی جب اتنی ہون ورانداز
جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز

قامت سو ر نسی کیون ہی رشتہ سوزن دراز
بدنما ہوتا ہی قدسی ہو جو پیراہن انداز

ردیف ضاد معجمہ

سبزۂ خط سی بڑہا اور وقار عارض
خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نرہا حسن گئی صبح بہار عارض
خط شبرنگ ابھی ہی شب تار عارض

او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید
صبح ہو جایگی اک دن شب تار عارض

ای گلوکرتی ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور
عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولت حسن پہ یہ خاک اوڑا رکھی ہی
غازہ عارض پہ ہی ای وای غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا روی مخطط رکھو ہون
پہول ہی گا تو نہین چہہ جائینگے خار عارض

دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا
زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض

صاف ہو آینہ سان پہر خط مشکین بند جای
پہر جلب ہو مری اسد تما ر عارض

ہی کہان خط سیہ صدمی سی اسکی ہی کبود
سایۂ زلف نزاکت سی ہی بار عارض

ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ
رونگٹی بہو رہی ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پی بلبل گلدام
عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال پہ گال فرار رکھکی تماشا دیکھو
اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کری قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین
ابھی شکل مہ نو ہو کنار عارض

گل کہلائی ہین سیبی نی رخ رنگین پر
بہر دیا پہولونسی دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھی سمجھاؤن
پاسی نظارہ نزاکت سی ہی بار عارض

تازہ بیجا نکری خط سیہ رنگ صبیح
دیکہ ڈالی ہین بہت لیل و نہار عارض

۷۲

کیا تجھی دی وہ بہلا رخصت نظّارہ وزیر
رنگ رخسار نزاکت سی ہی بار عارض

۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہار عارض
کہ نگہ بیٹہ رہی جا کی کنار عارض

تیغ ابرو ہی کہنچی تیر مژہ بہی نکلے
گہر گیا مورچۂ خط سی حصار عارض

آتی ہی کوچۂ گیسو سی پریشان ہوا
نہ بہڑک جای کہین او رہی نار عارض

آیا پیشانی گردون پہ ستارونسی عرق
دیکہیی آپ ذرا گرمی نار عارض

رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر
رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نار عارض

خال رخسار دکہائی تمہین اعجاز خلیل
نخل گل ہو جو بڑہی شعلۂ نار عارض

کوچۂ زلف سی کیا آئی صفا بیز ہوا
اوڑ گیا تہا جو خط یار غبار عارض

یاد رخسار مین بوسی لیی منہ رکہ رکہکر
رات گل تکیی سی لیتی رہی کار عارض

شست شو اشکونسی کرلون ٹہہر ای حسرت دید
گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض

قطعہ

اونکی ہر عضو پہ شیدا تہا ملی ویسی سزا
تہا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض

ٹکڑی ہو ہو کی گری ہاتہ کہین پاؤن کہین
کہین آنکہین ہین کسی جا ہی مزار عارض

قطعہ

گر جدا کرتی ہو ہر عضو وصیت بہی سنو
عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض

نخل نرگس کی تلی آنکہین مری دفن کرو
کیجیے سایۂ گلبن مین مزار عارض

رم کری جلد یہ آہوی سیاہ شب ہجر
جلوہ افروز ہوا ہی شب سواد عارض

(۷۴)

خط شبرنگ وہ آغوش لیجا ہی وزیر
یوسف روز سی افزون ہی وقار عارض

(۱۷)

آب شمشیر پلادو می احمر کی عوض
بہر دو قبضی کی کٹوری کبھی ساغر کی عوض

آبلی پہوٹ بہی دل کی بہر آئین آنکہین
سیپ مین آب گہرا ہتو ہی گوہر کی عوض

دستِ نازک جو ترا دیکھی تو فصّاد کہے
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کی عوض

جانب داغ کمان کہین مین اوڑا جاتا ہون
تیر کی پر مری بازو مین ہین کیا پر کی عوض

ساقیا بہول گیا کیا مری دریا نوشی
خم لگا دی مری منہ سی کوی ساغر کی عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پہول کیون مجکو لگاتی نہین پتہر کی عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجہین
سنگ سرمہ جو لگاؤ انہین پتہر کی عوض

رشک کی جا نہین ہر کچہ مجہی سوا ان نہین
مرغ دل نامہ جو لیجا ہی کبوتر کی عوض

کشور حسن ملا پرتو رخ سی تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کی عوض

مثل شبنم عرق آجای رخ گلگون پر
غنچہ گل جو انگیٹہی مین ہو ان اخگر کی عوض

سنگ رہ ہو گئی بت کعبی چلی تہی ای خضر
ملگئی راہ مین رہزن ہمین رہبر کی عوض

سوی دریا نگہ گرم سی دیکہا کس نے
آبلی سیپ مین پیدا ہوی گوہر کی عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کی عوض

اوسنی خط دست حنائی سی لکہا ہی مجکو
مرغ یاقوت پر آئیگا کبوتر کی عوض

مرگئی ہم تو یہ اوس بت نی کہا دربانسی
گئی اللہ کی گھر آج مری گھر کی عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تونگر کو دیا صبر مجھی زر کی عوض

٧٥

جنکو بی بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر
سوتی ہین خاک پہ وہ پہولونکی بستر کی عوض

١٦

ساقیا آب جو مانگون می احمر کی عوض
کاسۂ عمر کو بہر دیجیو ساغر کی عوض

سر مرا کاٹ کی تلوار گلی پر رکھدی
دی ہی شمشیر دو سر یار نی اک سر کی عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی
آ رہی زخمونکی جو خط پڑ گئی مسطر کی عوض

ناتوان ہین جو اوٹھی وانسی تو یان آبیٹھی
دی جگہ روزن دیوار نی لو در کی عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نی
رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کی عوض

زر کو لکھی کوئی اولٹا تو وہ رز ہوجائی
رز ملی طالع واژونکی سبب زر کی عوض

میری نالونسی شب ہجر مین کانپ اوٹھی
آسمان ٹوٹ پڑی آج نہ اختر کی عوض

ابرو یار پہ قطری یہ پسینے کی نہین
گوہر اس تیغ مین پیدا ہوئی جوہر کی عوض

یادگار گل نو خیز خزان مین ہی یہی
شاخ گل میر دل بلبل ہی گل تر کی عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑہا اشک کا تار
عیب پوش تن عریان ہوا چادر کی عوض

ساقیا مژدہ کہ آپونہچی ہی مستانہ بہار
شاخ مین اتنو گلابی ہی گل تر کی عوض

آج اسوا سطی روتی ہین یہ طفل نادان
دامن خاک ہی کل دامن مادر کی عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تھی
سو رہی بعد فنا خاک پہ بستر کی عوض

دی کی خط حال زبانی کہی اوس کو خط سے
جای طوطی سخنگو جو کبوتر کی عوض

مرکی کہتی ہین لب گور سی ہم حسن پرست
آینہ لوح کو درکار ہی پتہر کی عوض

یاد پستان جو مجہی کرتی ہی دیوانہ فریر
سنگ تری پڑتی ہین گلزار مین پتہر کی عوض

٧٦ ردیف ظای معجمہ ١٠

چلی تبخانی لو خدا حافظ
تم بہے زاہد کہو خدا حافظ

تیری کوچی سی ہیچ اوٹہا کی چلے
گیسو مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بہی شفا نہوی
لو بس ای ہمدمو خدا حافظ

ہی بہت زود رنج دل میرا
یار ہی تند خو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون
ہی سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو تبخانہ کر کی کعبی سے چلے
زاہد و زاہدو خدا حافظ

ہی فرنگن کی گوری ہاتہ مین دل
جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالہ ناقوس
جاتے ہین ای بتو خدا حافظ

بات بہی کی تو یہ کہا شب وصل
جاتین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کی غم مین جان چلی
ای وزیر اب کہو خدا حافظ

٧٧ ردیف عین مہملہ ٢٨

شعلہ رخسار اگر دیکہی بنی پروانہ شمع
دود سان پہرنی لگی گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع
کرمک شب تاب سان بنجای ہر پروانہ شمع

پہونکدون گل کرکی ہین پہ شرخ جانانہ شمع
باغ بزم یار مین ہی سبزہ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی
ہی بجا کہیی سراپا ہی قد جانانہ شمع

کس بہہوکی نی اوٹہایا رخ سی محفل مین نقاب
گر پڑی ہی برق کیصورت جو پتنا بانہ شمع

ہین دہوان ہار اوسکی لفین قید ہی سانچی مین ڈہلا
پنجۂ گلگون ہی شعلہ سانمد جانانہ شمع

آئیگی شعلی سی گل ہوتی ہین قلقل کی صدا
پہونک کر منہ سی بجہائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ہی آنی سی ایساقی ہی بزم آراستہ
ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
ایکہی روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روی روشن سی اوٹہائی تو نقاب
شرم سی چہپنی لگی زیر پر پروانہ شمع

بیٹہی پر نور روچشم مست ساقی دیکہکر
کہتی ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سرکو کیون اولٹی یہان اے عزیز ہے
تیری محفل مین قدم رکہتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن رہی ثابت قدم
ہی تو زن کہتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دہوین سی شعلی سی اک آفتاب
آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہے
بہرتی ہی فانوس مین شب بہر پر پروانہ شمع

ای جنون یہ سوز غم کا ہی اثر مرنی کی بعد
جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کری احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوی
کب کری روشن بہلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہوگیا روشن حسینونکی ہی بس بنیاد ظلم
گر نہو زنبور اسی شماع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنی لیا اپنی حنائی ہاتہ مین
ہوگی روشن بنگیا کنگہی کا ہر دندانہ شمع

بی تری پروانی بہاگین مرغ وحشی کیطرح
گو دکہائی آنسوؤن سی اپنی آب و دانہ شمع

اوسن بہبوکی کو اگر دیکہی قبا پہنے ہوی
جامۂ فانوس پہاڑی صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشی اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائی آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بہی گردش مین ہے
ہون وہ سرگردان سنی میرا اگر افسانہ شمع

ہون کسیکی چشم مست و روی روشن کا شہید
میری تربت پر چڑہانا چاہیئی پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکہکر
جاہی مشعل منہ مین یہ کہتا ہی سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ملتا نہین
ڈہونڈتی پہرتی ہی کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سی پابند ہو
بی تری محفل سی بہاگی صورت دیوانہ شمع

۷۸ آتش غم بعد مردن اپنی کام آئی وزیر
استخوان میری جلائی جان کر جانانہ شمع ۱۴

ہی یہ دو دن بزم می ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایکدن جلتی ہی اور بالین پہ اور ہی سنگ و شمع

ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یارو شہید
قبر پر بہر نشان رکہنا گل اورنگ و شمع

روشنی خط سی ہوی زائل نہ روی یار کی
ابتلک یکسان ہی وہ آئینہ بر زنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تہا کافور رنگ
رات یکجا تہا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبہی گرتا نہین کیا ضبط ہے
گرچہ سوز عشق سی یکسان ہین دلتنگ و شمع

چشم پر خون و دل نالان و داغ یاس ہین
ہجر مین ساقی ہمین جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون نہ اہل بزم کی
ہی مشابہ اوس پری کا روی آتش رنگ و شمع

تہا بہم مذکور جو سوز و گداز عشق کا
شام سہی روتا رہا تا صبح مین دل تنگ و شمع

جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
رو دی شب کو دیکہکر فانوس مینا رنگ و شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کی ہمراہ تہی
نالۂ و بخت دل سوزان بہ بانگ زنگ و شمع

لڑکی ہاتہ اوسکا چہڑانا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ و شمع

۷۹

کہینچتا تصویر اگر مجہ دل جلی کی ای وزیر
سوز مین پہر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع

۸۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پاے شمع
اون پاؤن کی نہ آگی ہو توقیر پای شمع

ثابت ہوی ہی کون سی تقصیر پای شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پای شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلوریں کا ہمسی وصف
کب ہو سکی پتنگ سی تقریر پای شمع

رتبہ ہی آگی شمعون کی یون پای یار کا
پروانون مین ہی جیسی کہ توقیر پای شمع

پونہچا ہی ابتو شعلۂ سر اوسکی پاؤن تک
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پای شمع

لغزش قدم کو کچہ نہوی سر کٹا دیا
رکہتی ہین اپنی پاؤن بہی تاثیر پای شمع

رکہنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی
سر کو نہ کاٹ چاہیی تعزیر پای شمع

ہمتو قدم نرکہ سکین اور وہ ہو بزم مین
بہتر ہی اپنی پاؤن سی تقدیر پای شمع

یہ آرزو ہی پاؤن ترا کرکے روبرو
کچہ کرتی ہم پتنگ سی تقریر پای شمع

دیتا ہی اپنی جان عبث جلکی ای پتنگ
لی سیکہ شمعدان سی تسخیر پای شمع

دل جلتی جلتی سینی مین کچہ بچ رہا جو ہی
کہینچی ہی سوز عشق نی تصویر پای شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین — سب عاشقون مین چاہیی توقیر پای شمع
زنہار بزم مین نہ ٹہہرتی تری حضور — ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پای شمع
دیکہی اگر وہ روشنی نقش پاے یار — کرنی لگی پتنگ بہی تحقیر پای شمع
کچہہ ساق یار سی جو کری ہمسری تو دو — ہر لطمہ صبا سی ہو زنجیر پای شمع
شب عذر لنگ کرکی نہ اوس بزم سی ہٹا — اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پای شمع
ہی گرم وصف پای نگارین جو بزم مین — منظور کیا ہی یار کو تحقیر پای شمع
پروانہ رات مرکی لگن مین جو رہگیا — لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع
زلف دراز جلتی مین لپٹی ہی ساق سی — ایما دیا کہ شب ہوی زنجیر پای شمع
ثابت قدم وہ ہون کہ لکہا ہی جو وصف پا — ہر سطر مین ہی عالم تصویر پای شمع

ولہ

روبرو تیری کہان وہ رونق بسیار شمع — ہوگئی کافور اسی مہ گرمی بازار شمع

۸۰ ردیف غین معجمہ ۱۹

سوز غم سی یان جلا کرتی ہین بی روغن چراغ — بنگئی ہین مو فتیلی داغہای تن چراغ
یاد عارض مین ہوا ہی جان دشمن چراغ — آنکہ دکہلاتا ہی شب بہر صورت رہزن چراغ
چہین گیسو سی نمایان یون ہی عارض کا فروغ — شام کو جسطرح سی کردی کوئی روشن چراغ
کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی — افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ
ہو جنون دیکہی جو اوسکی آتشین رخ کا فروغ — چاک کر ڈالی حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کی نہی ہین اہی بت پر فن چراغ

دانت مسی ملنی مین چمکی دہان تنگ سی
یا شبستان عدم مین ہو گئی روشن چراغ

کیا حرارت ہی تری مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی ٹتّی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کہاتا ٹہوکرین
جوہرون سی گر نہ کہتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجہی غیرت سی گر دیکہی ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانۂ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتی ہی کرنی لگا شیون چراغ

یون مری ہوی سپیدہ سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بی نور ہو ہو روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سی دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہون جو بعد مرگ بہی
بنگیا ہی صاف ہر اک خشتہ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلی مین اوسکی ای کلال
گر بنا تو لیکی خاک وادی ایمن چراغ

عشق زلف خانہ برباد آیا کہینچون آہ گرم
کالی آندہی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیی ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چہپ گیا جب پہول تو پر زمین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجہی ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

٨١ داغ عشق شعلہ رویان پہونک دیگا ای وزیر
اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ ١١

اشتعال آتش غم سی ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یاں روشن چراغ

دیکہتا ہون ساری عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغِ عارضی
چاہ مین رخسارِ یوسف سی ہوا روشن چراغ

سوزِ غم سی بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبون کی لحد پر جون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین یہ کہتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یارو روشن چراغ

اژدہا تی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گر میان کرتا ہی پروانو سی جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سی منہ تکتی ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسوی افشان رخ کی بکھی روز وصل
دلکو ملک شام مین آئی نظر روشن چراغ

تم حجابِ پردہ دکھاؤگی عذارِ آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کی تل کا تھا مجھی جانسوز عشق
ہون ہمہ تن بھی بنتھی تیل سی روشن چراغ

سوزِ عشق شمع رو سی جلگیا ہون اے وزیر
اس سی میری عمر مین کرتی ہین سب روشن چراغ

پھولون سی تیری ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کی نالی کریگا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سی یہ رشکِ ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زورِ عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروون کی تم
شاخِ دو تا کی صدقی کری ذوالفقار باغ

۸۲ ردیف فا ۱۲

دیکھا دب آکر مرا گورِ غریبان کی طرف
قبلہ وہین پاؤن سرہے کو ہی جانان کی طرف

دونون ہاتھ ہی نہین بیکار اپنی دستِ جنون
ایک دامن کی طرف ہی ایک گریبان کی طرف

قیدِ یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین
نالی کر آتی تھی وہ جا جا کی زندان کی طرف

ہم ہی لپٹی جاتی ہین اُن سی مثل گردِ راہ
ناز سی دیکھا تو ہوتا پہر کی دامان کیطرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پہیر دنیا کو ہی جانان کی طرف

آئیو دامن اوٹہائی مدفنِ عشاق پر
ہاتہ لیجائی نہ کوئی تیری دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سی نگاہ
کوئی ہندو جسطرح دیکھی مسلمان کیطرف

سبزۂ بیگانہ مین پاتی ہین کچہ اپنا سا حال
آنکلتی ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف

دیکہنا تاثیرِ گریہ کر دیا لبریز آب
رو کی جب دیکھا کسی چاہِ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطفِ برق و باران دیکہنا
دیکہیی ہنس ہنس کی میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسی کنوین مین گر نیکا رکہتا ہو عزم
دیکہتا ہون یون مین اوس چاہِ زنخدان کیطرف

ہوکی غافل اس ادب سی ہم نہ سوئی ای وزیر
پاؤن ہو جائین نہ اپنی کوئی جانان کیطرف

٨٣ ردیف قاف ٢٦

خدا نما ہی بتِ سنگ آستانۂ عشق
چلو نگاہ پای نگہ بن کی سوی خانۂ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغِ دل یگانۂ عشق
بہرا پُرا رہی یا رب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس نہی سنگ آستانۂ عشق
جنون ہی خیمۂ لیلیٰ سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہی داغِ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یا رب شرابخانۂ عشق

یہ محفلِ طربِ حسن ہی نہین مقتل
ہنداگلوی بریدہ کی ہی ترانۂ عشق

یہ کہکی بہرتی ہی دن رات آسیا ہی فلک
ملی تو خرمنِ مہ دی کی لون مین دانۂ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خمِ فلک ہی سبو ہی شرابخانۂ عشق

بس ایک ہاتھ بدن ہو گئی ہین نین پہ گرا
قضا جو آ ہی ادا ہو گیا دوگانہ عشق

ہر ایک گام پہ دل پستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمی کا دنبالہ تازیانہ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانہ عشق

ہو خانہ صنم دل نہ کسطرح پر نور
کہ آپ ہی گہر شبچراغ دانہ عشق

بتو خدائی کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سی دانہ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو بیکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سی دانہ عشق

جو خال ہنکی خط رخ مین دل ہی میرا
کہون مین خرمن مہ مین ملا یہ دانہ عشق

صدا ہی ماتم دل سنکی خوش وہ ہوتے ہین
نوای سینہ زنی ہی کہ شادیانہ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک سن
کہ لن ترانی محبوب سے ترانہ عشق

نقاب وہ ہر وہ اوٹھائین دہر مین آہ کرون
سمند حسن پہ پڑ جا ہی تازیانہ عشق

جو تولیی اسی کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سی دانہ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
حباب حسن بنی ہین چراغ خانہ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتی ہین
سرشک دیدہ تر ہے در یگانہ عشق

ہی میری دل کیطرح اس سی پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانہ عشق

چڑہا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا سر راز
جدا ہی خانہ عالم سی کارخانہ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹی جہاد نفس سی دل
خراب ہو تو بنی لامکان یہ خانہ عشق

کسیکی ابروی پرخم کا دہیان رہتا ہی
ہمارا کعبہ دل ہی سیاہ خانہ عشق

وہ دل لگا کی سنین داستان کیصورت
بیان کیجیی اس حسن سی فسانہ عشق

وزیر تخم محبت کو دل مین بو اپنی
زمین وہ شور ہی جسمین اوگی نہ دانہ عشق

٨٤ ردیف کاف عربی ١٠

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک
جل گیا جو نخل اوسکو برق و باران ہی ایک

دیکھنی دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہای
ہون مین وہ محروم جسکو وصل و ہجران ہی ایک

ناتوانی سی تری بیمار کے رخسار پر
سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک

پیرہن مین یون بدن ہی جسطرح سی تن مین روح
چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم جان ہی ایک

ماہ سی تشبیہ پہر تجکو نکیونکر دیجیے
چاندنی اور سایۂ پہر ای مہ تابان ہی ایک

آپ سی بہتر کی آگی خودنمائی ہی زبون
روبرو ہی مہر ماہ و ابر بی باران ہی ایک

چاہیی ہنسکر چہڑکنا ای لب جانان نمک
آتش غم سی کباب و دل سوزان ہی ایک

عاشقونکی آگی مشرک ای بت یکتا ہو تمین
گر کہو تمین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک

سیکڑون طوطی زبان مین یان اسیر دام غم
خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک

ایک ہی یہ نور ہی دل مین ہر اک کی جلوہ گر
شیشہ مین لاکھون پری سب مین وہ پنہان ہی ایک

ولہ

گذر افلاک کی پار گیا لامکان تلک
اوتیر آہ بی ادبی اب کہان تلک

٨٥ ردیف کاف فارسی ١٣

ظاہر تری گلی سی ہی رنگین سخن کا رنگ
کیا صاف پیرہن سی عیان ہی بدن کا رنگ

میلا ہوا نگاہ سی تیری بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہی گل یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سی نگاہ کی اللہ ری نازکی
نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سی
لاتا ہی رنگ روز ہماری بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ہوا ہی شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن یہ تری پیرہن کا رنگ

ہوئی حنائی رکھی برہنہ جو کوی پاؤن
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سی دیکھتی ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسیکے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون تری شہید کی کیا ہی کفن کا رنگ

چہری پہ تیری آنکھین تری ہی کیون نہون سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سی کالا ہرن کا رنگ

او ترا نہ زہر افعی گیسوی عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا فزیرہ
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنی دہن کا رنگ

دیکھ بی بادہ کیا ہے اپنا رنگ
رحم اے آسمان نیلا رنگ

زرد دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ وا اے جہان زنگار رنگ

ہو گئی ضعف سی سبک ایسی
لی اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

ردیف المیم

کیونکر نہ جھڑین منہ سی تری وقت سخن پھول
چھپ رہتی مین غنچہ تو تجھی ہنسنی مین دہن پھول

مستانہ بہار آئی ہی لاشفق من پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرونسی گرون مین تو وہ آنکھونسی اوٹھائین
کیا ضعف سی مثل گل بازی ہین بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
توڑیگا مگر آنکہ کی ڈہیلی سی ہرن پھول

شاخونسی گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالی
چلدین نہ کہین کود کی دیوار چمن پھول

آئی جو صبا کوچۂ گیسو سے چمن مین
بنجائین ابہی نافۂ آہوی ختن پھول

پرتو ہی گل رخ کی ہوا روغن گل تیل
جہڑتی ہین چراغونسی اجی سینکڑون من پھول

کیا پڑ گئی تہی آنکہ کسی گل پہ تمہاری
کیون سونگہتی ہین باغ مین آکی ہرن پھول

دیکہا ہی جو بلبل نی تری نقش قدم کو
نظرونسی گری جاتی ہین ای رشک چمن پھول

پہٹتے ہی نہین رخکو کہون پہولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوی گرنیکا کری عزم
یون دیکہتی ہین بار سو چاہ ذقن پھول

سوہی نی تری زلف کی کس پیچ مین ڈالا
دہاگی سی جہٹی تو ہوی مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکہین ہین تو کیون کہتی ہو نرگس
کیا سحر سی بنجاتی ہین ای جان ہرن پھول

آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
اب وحشت مین شاخونسی نکالینگے ہرن پھول

گرتی جو تری برق نگہ خیمۂ بن گل پر
جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

پڑ جای تری روی مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

ای حب وطن کہتی ہین غربت مین یہ رو کر
نظرون مین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم رسن چاہ گلستان سی بندہی تہی
جب فصل بہار آئی ہوئی خم رسن پہول

بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
پتی ہین اگر برگ تو ہین پہول کرن پہول

ہوتی ہین خجالت سی سفید آپ کی آگی
چاندی کی ہوئی جاتی ہین سونی کی کرن پہول

کیا دیکہون بہار شفق شام غریبان
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بی صبح وطن پہول

برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکہا
تازہ کوئی کہلا ہی ہمین چرخ کہن پہول

بلبل کی لبہانی کو نیا راگ ہین لائی
لو رام کلی گانی لگی ہنکی دہن پہول

کوچی مین رگ گل کی گرہ شوق سی گلگشت
بالیدہ ہین ایسی کہ فضا مین ہین چمن پہول

چوتہی کو سوم سمجہین اگر پہول انہین یاد آئین
مر جائین مگر یہ نہین نہ دولہا نہ دولہن پہول

پیاری ہو سبک وزن مین قیمت مین گران ہو
نظرون مین تمہین تول لیا ہی بدن پہول

ہین صبح شہادت کی گریبان کی طرح چاک
کیا مانگ کی لائی ہین شہیدون کی کفن پہول

ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا
مرنی پہ بہی درکار ہی کافور کفن پہول

٨٧

گلریزی کیا کلک وزیر ابدم تحریر
پیدا تو کری ایسی بہلا شاخ سمن پہول

١٧

نہ کیا ذبح گیا چہوڑ کی بسمل قاتل
دہن زخم پکارا کیی قاتل قاتل

کیون نہ انگشت شہادت سی ہون بسمل قاتل
تیر دیتی ہین نہین تیری انامل قاتل

دست نازک کی نزاکت جو سپر نی دیکہی
ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل

جی مین آتا ہی تری تیغ کو دلمین رکہ لون
ایسی لیلی کو بہی چاہیی محمل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشق جانباز ترے
تیغ خون ریز پری جو ہے شمائل قاتل

ضعف سی چلنے نہ دینگے کیا خونکی چھینٹین اوڑ کر
آستین کا ہی تری کوسن انہین منزل قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ ٹھوکی گا لہو
دہن زخم بنیگا لب ساحل قاتل

پھیر دی گردن عشاق پہ مقتل مین چھرے
رقص بسمل ہی کی قابل ہی یہ محفل قاتل

تونی زلف عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئے یہ سلاسل قاتل

بجھائی کوچہ مین رگ گل ہی کے پھینکو کسی سمت
تا وکون مین ہون جو پرہای عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلے
خاک ہو جاہی ستمگر تو بنی گل قاتل

دانت پر تونی لگائی نہین تیغ پر آب
آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سی پانی ایسا
ہی زبان تیغ کی مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نی جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانون سی نکل آہی عنادل قاتل

سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھیر آکر
تیز کرنی کی لیی خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سی چلی تھی یہ تری تیغ دو سر
سر تک آئی مری پوچھی سر منزل قاتل

۸۸

بعد مردن بھی رہی شوق شہادت ہی وزیر
دہن زخم سی ہم کہتی ہین قاتل قاتل

۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سی ملنا
خون لگالی تو شہیدون مین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا
پڑہ دیا آگی تری مصرع بیدل قاتل

ضد یہ عاشق سی ہی گلزار مین پہولونکی عوض
توڑی گا غنچہ منقار عنادل قاتل

دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم تیرا
رہزنون سی ہوی آباد یہ منزل قاتل

رقص بسمل پہ پہڑک جاتا ہی تلوار کا دم
ڈہال سی آتی ہی آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھی چین
دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دی
بیڑیان پاؤن کی کاٹی یہ سلاسل قاتل

کہینچے تلوار تو ہو جای دو چندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالی ہہ کامل قاتل

سر ہی سینی مین اوترآہی جگر سی دل مین
تیری تلوار کری قطع منازل قاتل

پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکہون
رگ پا بنکی لپٹ جای سلاسل قاتل

کب پہڑکتا تہا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتار دون پہیکون
زخم کہانا مجہی ہو جای گا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہی بنا گردش بکروحی سے
دم شمشیر سی اوڑ جای مرا دل قاتل

۸۹

زار ایسا غم بیتابی دل سی ہی **وزیر**
بنگیا ہے نگہ دیدۂ بسمل قاتل

۱۷

نالان فراق دل مین ہی ماتم سرای دل
سینی ہی آرہی ہی صدا ہای ہای دل

ایسا کیا ہی تذکرۂ نالہا سے دل
آنی لگی زبان سی ہماری صدای دل

حاضر ہی لیجیے یہ اگر کام آی دل
کچہ اور پاس ہم نہین جز کہتی سوای دل

مقصد بر آئی ہیانسی لی تیغ یار نی
او ترا غلاف کعبۂ حاجت روای دل

آتی ہی اونکی کوچۂ گیسو سے یہ صدا
آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرای دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا
وسعت نثار تجہ پہ ہوای تنگنای دل

بو ہو کی گل مین کیا دن بلبل سما گیا
توڑا کسینے پہول تو آئی صدای دل

جانا پری رخون مین بلا کا ہی سامنا
قاصد ٹہہر کہ ساتہ کرون مین دعای دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہو صاف
آتی غبار اگر نہ چہپائی صفای دل

دنیا کو چہوڑ دی سگ دنیا کیواسطی
یہ استخوان پسند کری کب ہمای دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سی آشنا
ساقی ملا کی خاک مین دیکہی صفای دل

چکر مین ایک آہ ہی گرد باد جسم
اللہ ری زور شور تری ای ہوای دل

رہتی ہین گرد اونکی ہوا دار کی رقیب
اب شمع زندگی کو بجہا دی ہوای دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتی ہین
تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنای دل

مین سنبر بخت دل کی تڑپنی سی مرگیا
چہاتی پہ ہونگ دلنی لگی آسیای دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سی جسم اگر
لیجای سوی خلد اوڑا کر ہوای دل

٩٠

غزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر
باخلق آشنا نشود آشنای دل

٢١

ہی عرش آستانۂ دولتسرای دل
اللہ ری تربتۂ حرم کبریای دل

بہنتا ہی کیا کباب کی مانند ہای دل
خونبار ہی جو نالۂ درد آشنای دل

پہلو مین میری دیکھی جو پیکان بجای دل
میری طرح کہی لب سوفار ہای دل

ہر عضو تن کو درد محبت بنای دل
وہ نی ہون بند بند سی آئی صدای دل

ای حور اپنا جذب جو تجھکو دکہای دل
جنت سی چار باغ عناصر مین لای دل

پای نگاہ یار پہسلتا ہے بار بار
پیدا کری نہ گرد کدورت صفای دل

دکھلا رہی ہی شعلۂ آواز برق طور
کیا لن ترانیون پہ ہی بانگ درای دل

جوبن ہی آج کر لو جگہ دل مین کہتی ہین
کل ڈہونڈتی پہروگی کدہر ہی سرای دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجات وا وہی
کعبی کا ہو غلاف جو اوتری قبای دل

یہ سات آسمان جو دن رات پہرتے ہین
ہین گرد باد وادی بی انتہای دل

جاتا ہی سہل کوچۂ گیسوی یار مین
دست دعای عاشق مضطر ہی پای دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قبای دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندہ گئی
آئی شکست رنگ چمن سی صدای دل

ساقی یہ جام آپ چلی سوی میکدہ
دست سبو کیطرح سی پیدا ہو پای دل

بہنی لگی ہین چشم دل مضطرب سی اشک
داغی او گل رہی ہی مری آسیای دل

پیتا ہون سی رات پہرا جو ادہر ادہر
داغ درون سینہ بنی نقش پای دل

آنکہین لہو بہائین جو ساغر سی می گری
شیشہ جو گر پڑی تو مرا ٹوٹ جای دل

کشتی کو میری تیغ کی لائی ہی گہاٹ پر
ای دوستو ہی یاد مخالف ہوای دل

بیٹھی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکہ گئی آسیای دل

کہتی ہین امکان جسی ہی فنای ذات | دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتای دل

راحت گئی اگر تو کیا رنج نے گذر
خالی رہی **وزیر** نہ مہمانسرای دل

جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل | ہوگی غش گرنی لگی خاک پہ گل بر سر گل

۹۱ ردیف نون ۲۱

ای بتو شیفتۂ کاکل پیچان ہون مین
آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین

مین جو کافر ہوا تو ضد سی مسلمان ہوا
اب تو کافر ہو تو پہر ضد سی مسلمان ہونمین

جلد یارب کہین پہر جای گلی پر خنجر
دیر سی منتظر جنبش مژگان ہونمین

کیا محبت ہی جو چہیڑی وہی صدمہ ہو مجہے
وان جو ہو زلف مین کنگہی تو پریشان ہونمین

دوسری تیسری تلوار کا پانے دینا
ہر گل زخم سی قابل چمنستان ہونمین

ناتوانی سی نہ آیا کبہی لب تک نالہ
ای اجل آکہ لب گور سی نالان ہونمین

کیا خالق نی قد عاشق و معشوق مین فرق
یار ہی سرو روان سرو چراغان ہونمین

کب یہ کہتا ہون کہ گل ہو کی رہون گلشن مین
کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین

مشکل سوفار جدا لب سی رہی لب یارب
پاؤن تعزیر جدائی مین جو خندان ہونمین

شور محشر ہوا بدنام فغان مین نی کے
باعث برہمی بزم خموشان ہون مین

چاہیی تہا یہی یوسف سی زلیخا کہتے
تورتا قید سی ہو قابل زندان ہونمین

آدمیت تری دیکھی تو پڑک جائی دم
یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

بس مرا ضبط فغان گر گرہ بہت پیچ دیتی
کوی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین

اپنی جامی سی ہون باہر دم جوش گریہ
یہ نہو مجسی کہ منت کش دامان ہونمین

ہند مین ہوئی نہ برباد مرا مشت غبار
اے خدا خاک در شاہ شہیدان ہونمین

ای فلک اٹھ تو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کی طرح چاک گریبان ہونمین

استخوان کا مری سوفار بنایا اوس نی
جانی گریہ ہی کہ اسطرح سی خندان ہونمین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجسی ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہونمین

کیون ہوا ہونہین تیری ہاتہ سی ٹکڑی ٹکڑی
نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہونمین

کیا اک بات مین تسخیر پریزاد دن کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہونمین

۹۲

میری شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروانہ اگر صاحب دیوان ہونہین

19

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سی یان پہول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین اے صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنی گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کی اوڑا کرتی ہین

کھول دیتا ہے تصور در یار
آنکھ جب بند کیا کرتے ہین

یہ تری عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچے خون مین بجھا کرتی ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جو اون سی رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنچی بوسہ لب دے ڈالو
ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین

جنس دل جانچ کی لیتی ہین یہ شوخ
نظرون مین تول لیا کرتے ہین

عاشق اوس سرو کی ہین کیا صوفی
ذکر قمری جو کیا کرتے ہین

قطعہ

کوی قاتل کا یہ قاصد ہے پتا
نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین

پڑی رہتی ہین خطون کی پرزی
پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

تیری زلفون سی اوسی کیا نسبت
مشک کہتی ہین خطا کرتے ہین

نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے
چاہ یوسف مین رہا کرتی ہین

مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ
میری زخمون کو ہرا کرتے ہین

اوس کا خط دیکھتی ہین جب صیاد
طوطی ہاتھون کی اوڑا کرتی ہین

ہی وہ بازار مرے یوسف کا
مشتری جس مین بکا کرتے ہین

صبح کو ہم عوض آئینہ
منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین

۹۳

کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر
دہن زخم ہنسا کرتے ہین

۱۵

ستم ایجاد جفا کرتے ہین
ستم ایجاد کیا کرتے ہین

جو تری کوچی سے آجاتا ہے
پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین

دو زبانون سی سدا مار سیاہ
صفت زلف دوتا کرتے ہین

زلف کو کالی بلا کہتی ہین غیر
ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

آسیا ہی ہمین وہ گردش چشم
یعنی ہم اوسپہ پسپا کرتی ہین

جستجو مین تری اوصید فگن
طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقی ہوتی کو تری ابرو کے
صورت چشم پہرا کرتے ہین

نقد دل دی کی لڑائی ہین ہم آنکہ
قصّے یون مول لیا کرتی ہین

سب اونہین کہتی ہین رشک ادریس
تیری کپڑی جو سیا کرتی ہین

کوی زنار پہنتے نہین ہم
بت عبث دہاگی دیا کرتی ہین

سنکی باتین مری ہوتا ہی جنون
نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین

ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے
ایسی ہم مول لیا کرتی ہین

کسی دل سوختہ کو ٹہکرایا
کہتی ہو تلوی جلا کرتی ہین

رشک ہی بات نہ قاتل سی کری
دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴

دیکہنی پاتے نہ تہی جنکو وزیر
اب وہ آنکہون مین رہا کرتی ہین

۳۲

کسقدر ہی فرق یوسف مین او اپنی یار مین
گہر خریدار اسکی آئین وہ بکی بازار مین

آنکہ اوٹہا کر جسنی دیکہا مجکو وہ نالان ہوا
تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کی تار مین

تہی جو یاد زلف و رخ تو خط ہی ہمین نی لکہین
خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین

سنگ طفلان کہا چکی لیچل سو صحرا جنون
سیکڑون تہر پڑی ہین دامن کہسار مین

عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی عارضی
ہی خط تقدیر یہی لکہا خط گلزار مین

پاؤن پر پہندی گری کر تو گری جانی کا عزم ‌ ‌ گل کرین نالی شکست رنگ سی گلزار مین
خوبرو بیقدر ہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد ‌ ‌ پہول و کوڑی کی ہون جائین اگر بازار مین
اوس نی دروازہ کیا تہا بند اگر ای تیر آہ ‌ ‌ سیکڑون روزن بنانی تہی تجہی دیوار مین
سلسلہ کہتا ہی میرا کفر کچہ اسلام سی ‌ ‌ ہین کئی تسبیح کی دانی مری زنار مین
یاد مین اک بت کی جب بہنی لگا دریای اشک ‌ ‌ موج کا عالم نظر آیا مرے زنار مین
ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا ‌ ‌ دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین
ہاتہ منہ پر رکہکی وہ بت کہل کہلا کر ہنس پڑا ‌ ‌ مل گئی موتی سی دندان موتیا کی ہار مین
اور قاصد سی نہ خط مجہ دل جلی کا جا سکا ‌ ‌ نامہ باندہا مین نی بال مرغ آتشخوار مین
شمع کشتہ جنبش دامن سی روشن ہو گئی ‌ ‌ کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین
رات تو ہوتی ہی بہاری مردم بیمار کو ‌ ‌ کیون سبک ہو نیند سیہ بختی سی چشم یار مین
جوہرون پر اوسکی ہو جاتا ہی ہو خونکا گمان ‌ ‌ کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین
کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے ‌ ‌ عشق پیچان بنگئی کنگہی تری گلزار مین
چشم کی گردش میں ہے اب دشت پیمائی کا رنج ‌ ‌ اشک گویا آبلی ہین ہر مژہ کی خار مین
کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوٹ مین ای وحشت کہ ہے ‌ ‌ جیب کی تارون سی بخیہ زخم دامندار مین
چبہ گیا کانٹا فلک کی ماہ نو اسکو نہ جان ‌ ‌ یہ بہی ساتہ اپنی پہرا تہا وادی پرخار مین
غیر کی دل مین بہی اب رہنی لگی ہی یاد دوست ‌ ‌ کیون نہ کہاؤن خار مین ہی نکہت گلزار مین
میری گردن مین گریبان طوق قمری بنگیا ‌ ‌ سر جہکایا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روی روشن سرخ رہی لعن پیچان و سیاہ
سُنبہ پہ کہدون فرق جوہی کل فرد و بیلدہ مین

مژدہ ای بلبل کہ آپہونچا ہی صیاد نہال
بچھہ گئی گلدام ہیچ بوہی گل گلزار مین

پہرتی ہین مستی مین میکش گرد پروانکی طرح
ہی خم می شمع روشن خانۂ خمار مین

ہو جواب تختِ سلیمان تحتۂ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کی سایۂ دیوار مین

جسمین پر پاؤن کہون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میری ملین اشعار مین

یار کی جانب جو دیکہین یہ وصیت ہی صبا
خاک میری ڈالدُ نیا دیدۂ اغیار مین

دیکہ لی گلزار عالم مین ہی کتنا ظالم کو عیش
پہول کتنی ہین سپہر مین ایک پہل تلوار مین

کردیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نی باندہا روزن دیوار مین

اپنی پاؤنکی بہی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوی جا پونہچی کوی یار مین

۹۵
وہ پریرو حور سی بہتر کہین ہی ای وزیر
ناز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین
۲۹

اوٹھا اوٹھا کی جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ہماری دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین

ثواب جانکی زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بہی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتی ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجہپر نگاہ کرتی ہین
شکست رنگ سی گل واہ واہ کرتی ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتی ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کی ماہ کرتی ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتی ہین
تجہی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتی ہین

لگاکی سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتی ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتی ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سی ہم واہ واہ کرتی ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سی روزن کی راہ کرتی ہین

نگیون ہو سری پہ گرد سپاہ کا دہو کا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتی ہین

یہ چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان
مگر وہ روزن در سی نگاہ کرتی ہین

یہ کسکی منہ سی جہڑی پہول باتین کرتی ہین
چمن کا غنچی پہ سب اشتباہ کرتی ہین

نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مری صاحب
ملو دیا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکہی ہی حسن نی فارغخطی یہ خط نہ سمجہ
جو تل نکلتی ہین مہرین گواہ کرتی ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتی ہین

دلا دلا کی کسی بت کی یاد کرتی ہین قتل
مدام راہ زنی سنگ راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین فریاد میری سن سنکر
چٹک کی غنچہ گل آہ آہ کرتے ہین

ہماری خون کی گواہی کو جاتی ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتی ہین

جو دیکہی سرو تو ای گل ہوا مجہی ثابت
تری فراق مین گلشن بہی آہ کرتی ہین

مزا فرشتون سی پوچہ آدمی کی چاہنی کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتی ہین

نہین ہی تجہسی ہمین کچہہ بہی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتی ہین یہ رشک ماہ کرتی ہین

ذرا سی جرم پہ چہپائکی کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتی ہین

جنون ہی سینی سی آنکہو نمین آمد آدل
مژہ کی خار کو اب فرش راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کردین
کہ پہول جہڑتی ہین جسوقت آہ کرتی ہین

کسی پری کی جدائی مین ہین جوان یہ کاہیدہ
کہ لوگ شبہۂ مردم گیاہ کرتے ہین

سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتی ہین جب
زمین کو نقش قدم سی سیاہ کرتی ہین

جو کبھی جاتی ہین بتخانی سی کبھی اوٹھکر
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتی ہین

لکھین سمجھ کی گناہون کو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہین فرشتی گناہ کرتی ہین

ذرا ہماری وفاؤن پہ بیوفا تو نہ بھول
کہ ہفتہ دوست سی دو دنکی چاہ کرتی ہین

٩٦

بجای تاج تو رکھ اپنی سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھی بادشاہ کرتے ہین

٣٠

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوس چشم جادو مین
اشاری سی کری گی رقص پتلی چشم آہو مین

اسیرونکی لیی دانی تو ہین زنجیر گیسو مین
اری بیداد گر کچھ آب بھی ہی تیغ ابرو مین

بجا ہی ہتی ہین یہ پڑتے بل جو اوسکی ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو وین شاخ آہو مین

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سی
کرونگا سجدی ای قاتل تری محراب ابرو مین

تجھی کیا طعن ہی اے عدو یہ اپنی اپنی قسمت ہے
کوئی سجدی کری محراب مین اور کوئی ابرو مین

نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی
مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین

اولجھنی سی مری تو پیچتاب اتنا نہ کہا یا کر
کرون کیا دل مرا الجھا ہوا ہی تیرے گیسو مین

حنائی ہاتھ سی شانہ نکیجی پیچ ہی اس مین
کف رنگین سے مچھلی پہنس نجائی دام گیسو مین

تجھی جب دیکھتی تھی شانہ مین چھپتین ہین کہتی تھی
دل صد چاک سی ہوئیگا شانہ اسکی گیسو مین

گری قلمون پہ مہندی اور کہائی شبنم آئینہ
کری کنگھی چمن سی لہکی سنبل تیری گیسو مین

بغل مین یار ہی اور جام می بہر بہر کے پیتے ہین — ہماری ہاتہ مین ہے آفتاب اور ماہ پہلو مین
مین وہ ہون دشت پیما ذکر مرا اگر کری کوئی — پڑین کانٹی زبانمین آبلی پڑ جائین تالو مین
سمجہ کر دام تڑپی کیون نہ مچھلی میری بازو کے — گئی ہین بال زلف یار کی تعویذ بازو مین
تو وہ خوش چشم ہی طفلی مین تیرا ول لبہانی کو — کیا کرتی تہی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین
تسلسل اشک کا ہو جای تسبیح سلیمانی — اگر رووُن مین یاد سرمۂ چشم پریرو مین
اگر کعبہ بہی تم ہوتی کبہی سجدہ نکرتی ہم — نہو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنی قابو مین
جو خال چشم جانان دیدۂ انصاف سی دیکہی — ندامت کش یہ ہو ٹہہرتی پتلی چشم آہو مین
صفائی جسقدر ہمین ہی اتنی ہیچ ہین موسی مین — پہسل کر تیری چہرہ پیسی نگہ پہنسنے ہی گیسو مین
جبین والفجر ہی واللیل گیسوی معنبر ہی — خط رخ سورۂ یوسف ہی اونکی مصحف رو مین
تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستونکی — برای وزن ہون سنگ صنم اک سو ترازو مین
یہ سمجہا ہر منجم برج میزان مین قمر آیا — جو تل کی واسطی بیٹہا کبہی وہ مہ ترازو مین
مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بہی یہ خواہش ہے — مری اعمال کانٹی مین تلین سبکی ترازو مین
زمین جم مین نکالون آسمان سمجہین اوسی شاعر — کہین سب ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین
تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جائی — کہ تیری کفش کی گل ہین فزون بہو نسی خوشبو مین
پہری پہونکی ہی تلوار اثر ہی دست گلگو نکی — ہر اک گل سی زیادہ ہین سپر کی پہول خوشبو مین
کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہونچی — خدا کا نام لیکر نامہ باندہا بال یاہو مین
جو ہین خوش چشم انکو ہین کیا احتیاج زیب و زینت ہے — کوئی سرمہ لگاتا ہی بہلا کب چشم آہو مین

دکہاؤن دیدۂ حیران کا اوس خود بین کو آئینہ — دل صد چاک سی شانہ کرون مین اوسکی گیسو مین
مری تار کفن نالان رہینگے بعد مرنی کی — کہ بیتابی ہی ہی مضراب کا عالم ہر اک مو مین

۹۷ — ۱۵

و زیر آغوش یہان فرقت مین بہی خالی نہین ہی تہی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سی پہلو مین

ہاتہ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین — زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین
فاختہ کی تری دیوانون مین توقیر نہین — طوق گردن مین ہی پر پاؤن مین زنجیر نہین
قتل ہون گا مین تری تیغ سی ہی لکہا ہے — خط تقدیر ہی یہ جوہر شمشیر نہین
دیکہہ اپنی چشم مری نقش تصور کا اثر — کون سی اشک مین اوس طفل کی تصویر نہین
دہن یار کو دیکہا ہی یہ کس منہ سی کہون — ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین
ہون وہ دیوانہ کرون مشل گریبان ٹکڑی — صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین
سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید — نوجوان ہی وہ ابہی جان جہان پیر نہین
قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن — پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین
گالیان دیکی وہ قائل ہوی مین چپ ہا — خامشی سی کبہی بہتر کوئی تقریر نہین
سامنا کیا کری دل اوس مژۂ و ابرو کا — صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین
تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکی منہ بلبل — دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین
کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف — اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین
استخوان کا مری جو کا نہ نشانہ اک بار — ای کماندار رہا ہی یہ ترا تیر نہین

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط | کونسا جرم ہے جسکی لیے تعزیر نہیں

۹۸

برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر
دہن زخم مگر قابل تقریر نہیں

۱۴

اسقدر ہم ناتوان و زار ہین | بازوے اپنے مچھلیون کی خار ہین
چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا | اندنون دست جنون بیکار ہین
روتے ہین اشکون کی بدلے خون گرم | ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین
جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان | ہم اگر تیری نظر مین خار ہین
آستین سے پوچھیے کاہے کو اشک | اتنے تو منہ پر زخم دامندار ہین
دیکھ کر تجھکو مگر حیران ہوے | آئینے جو پشت بر دیوار ہین
لے اوڑا ہے وحشت کہ اپنے پاؤن کی | منتظر خار سر دیوار ہین
آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح | کیا ہے بے پرہیز یہ بیمار ہین
خود بخود اپنا جنازہ ہے روان | ہم یہ کسکی کشتۂ رفتار ہین
سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ | واہ کیا طالع مرے بیدار ہین
ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے | ہے بری آب و ہوا بیمار ہین
اتنے ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ | آستینین ابر دریا بار ہین
سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین | نقشہ ہاے قامت دلدار ہین

۹۹ کون ہے بیزار ان روزون وزیر | ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین ۱۴

خواب مین وصلت تصور سے کبھی محرم نہین
اسی پری عنقا سی کچھ انگیا کی چڑیا کم نہین

بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بھی خرم نہین
دور ساغر ساقیا دوران سر سے کم نہین

ہاتہ مین اب اک پری کی کاکل پرخم نہین
وہ سلیمان ہون کہ جسکی قبضے مین خاتم نہین

ہو چکی تم سی مسیحائی دل بیمار کی
دیکھو تو بالی کی مچھلی کو کہ اسمین دم نہین

اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
سچ تو یہ ہی آدمی بھی کچھ پری سی کم نہین

کیا کرون گلگشت گلشن بیچون فرقت مین مین
خار ہی یہ گل نہین ہی آبلہ شبنم نہین

ہی مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
ہالہ مہتاب ہی یہ حلقہ ماتم نہین

مثل گوہر ہی مہیا آب و دانہ غیب سی
مین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین

اپنی آگی سرفرازی ہی دلا سرگشتگی
گر زمین پہرنی لگی تو آسمان سی کم نہین

تب مزا ہی یار ہر اک زخم پر چھڑکی نمک
لطف کیا ہو پہول گر ہین قطرہ شبنم نہین

سیل بھی آئی تو آئینہ بنے دیوار کا
گھر مرا معمور حیرت ہی مجھی کچھ غم نہین

منعمون نی صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
یہ نسمجھی خانہ تن کی بنا محکم نہین

گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہی شبنم باغ مین
گلشن عالم مین گر شادی و غم توام نہین

طور سنگ آستان ہی ہر شرر ہی برق طور
لن ترانی سی صدائے زنجیر در کی کم نہین

آب خنجر بھی گوارا ہی پلاسکے عوض جو دو
یار قاتل ہو تو زخم دل کا مرہم نہین

اک پری پیکر کی گردن مین پڑی ہتی مین ہاتہ
دست خم گشتہ ہین خاتم کب سلیمان ہم نہین

دیدہ تر سی نہ دیکھون سوی آب زندگی
سامنی مجھ خشک لب کی قدر جام جم نہین

راستی سی میری کیا کیا لوگ لین گنتی ہین عیو
ورنہ کاٹا وس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میری نام کی تاثیر سی
مُہر مین سنگ فلاخن سی نگین کو کم نہین

خشک آنسو ہو گئی گرنی لگی سخت جگر
نکلی ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کہ گریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سی کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست نگین کی بھی مچھلی کو قرار اکدم نہین

تیری آنکھون کی تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بھی مری صحرا مین جائی رم نہین

کہاتی کہاتی غم بھی ہو جائی گا راحت ای وزیر
سم اگر کہانی کی عادت ہو گئی تو سم نہین

ای پری مرنی کا مجنون وحشی کی کسکو غم نہین
حلقہ ماتم سی زنجیرون کی حلقی کم نہین

یا تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کی قبضی مین انگشتر رہی
حلقہ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نی یہ بہلائی جو کڑ ہی
آہوونکو رو بروتیری مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گر یہی ہی بیدماغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور پھر کی منہ پہ جو آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سی ہرگز کم نہین

بی زبانی سی مین دعوای سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

آوسن ہو کی نی چمن مین جا کی کین مین گریان
آگیا ہی عارض گل پہ عرق شبنم نہین

اوڑہ چلی ساقی بجامی پہ نئی موج شراب
بزم جمی سی اہجہ مین کسکو خیال رم نہین

خاک گرد اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد ۔ بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین
دیکھکر تیری گل عارض کو ایسی ہین خجل ۔ پانی پانی ہین گل تر اَی پری شبنم نہین
پرتو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما ۔ ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین
ہون وہ مشتاق شہادت ہوگا پیدا کٹ کی آگ ۔ تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سی مین کم نہین
آتی ہی اوس مہروش کی یہ ہوا رنگ چمن ۔ ہی گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین
چہرہ ہی ملک سلیمان مو وہ ہی زیر نگین ۔ اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین
دیکھ اوسرکش نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز ۔ فرق اصالت مین ہی جو ہر تواضع مخم نہین
جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی ۔ ساقیا یہ مَی کی قطری آبلون سی کم نہین
تیغ رہتی ہی گلی پر فرقت دلدار مین ۔ جز دم شمشیر بُران اب کوئی ہمدم نہین
دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر ۔ گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین
وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جسپر ہی چاک ۔ دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلونمین دم نہین
ای گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی ۔ نکلی ہین آنسو بہت ہنسنی سی یہ شبنم نہین
تو نہ آیا ہوگئین فرقت مین یان آنکھین سفید ۔ صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین
اوسکی گلتکیی کو رکھ دو سینۂ مجروح پر ۔ مرہم کافور کی پہاہی سی مجکو کم نہین
کانکی پردی مین آواز اوسکی اکھپ گئی ۔ یار سی شرم و حیائی گفتگو بھی کم نہین
کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے ۔ میری زخمونکی لیی غیر از نمک مرہم نہین
شرم سی ہی پانی پانی روی گلگون دیکھکر ۔ آینہ بھی روبرو تیری کم از شبنم نہین

دونو آنکھونکا تری شاید پڑا ہی عکس ہے — متغز بادام اہی ہر پریرو بی ہبتو ام نہین

۱۰۰

بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا ہین وزیر
عمر گذری ہی لب زخم مگر باہم نہین

۱۵

تیغ وہ آبدار لاتے ہین — دیکھیں پیاس کب بجھاتے ہین
پاؤن پڑتی ہی اپنی جب زنجیر — طوق کو ہم گلی لگاتے ہین
زخم پر میری کیون نہ چھڑکین نمک — عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین
زلف پرخم کو کب چھوا مین نے — آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین
شکل آئینہ اون سی صاف ہین ہم — جو ہمین خاک مین ملاتے ہین
حشر برپا ہوا خرام نکر — مردی قبرون سی نکلی آتی ہین
ہی کبوتر جو نامہ بر میرا — چٹکیون مین اوسی اوڑاتی ہین
عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل — دیکھنا کیا کنوین جھنکاتی ہین
خنجر آبدار سے قاتل — میری دل کی لگی بجھاتی ہین
ہم خریدار تو ہین مژگان کے — کیون وہ خنجر گلی لگاتی ہین
گل زخم اب بچین گی تیر سی کب — بلبلون کی وہ پر لگاتے ہین
وعدہ دیدار کا کیا ہے اگر — لن ترانی کسی سُناتی ہین
تو بھی دکھلا دی کعبۂ ابرو — ہم بھی دست دعا اوٹھاتی ہین
جو کبوتر گیا ہوا وہ گلے — اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتی ہین

خط مین لکہتے ہین شوق دید قریب
آج ہم قسمت آزماتے ہین

قوت بازو ہوئی ہین ای سیمتن بر انگلیان
بار گند رین دل کی جب رکہدین جگر پر انگلیان
کیا ہنی ور رون پر چڑہی ہین ای ستمگر انگلیان
گر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
ہون بلائین مین تیری و بگل کہل کہا کر ہنس پڑے
وہ جوانی آمد پیری کی تہنیت دیکہنا
ہاتہ مین لیجا تن لاغر مرا نامی کی ساتہ
دل بی مستی می ٹپکتی ہی پسینی کی طرح
دست وحشت نی کیا نگڑی گریبان قرار
ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سی ربط ہی
جام خالی پر رکہا کیون دست گلگون ساقیا
طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چہلون پر ترے
رکہدی کیا پاؤن گستاخی سی دست سرخ پر
واہ یا اوستاد کیا لکہا مخمس آپ نی
گم کسی سمجہین تری دست حنائی کی شہید

طائر رنگ حنا کو نگلین پر انگلیان
تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر انگلیان
پہیرتی ہین نیچہ خورشید محشر انگلیان
جب لمین جہک کر ہوئین پانچون برابر انگلیان
گل کہلائین صورت غنچہ چٹک کر انگلیان
کانپتی ہین کسقدر رعشی سی تہر انگلیان
ڈر نہ ای قاصد کہ جہہ ہوتی ہین اکثر انگلیان
گردن مینا سی ای ساقی ہین بہتر انگلیان
بہاگتی ہین کسکی تہین پردی سے باہر انگلیان
دل چرا لیجائینگی اب چور بنکر انگلیان
کیا گلابی کیطرح بہر دینگی ساغر انگلیان
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر انگلیان
لال اسد رجہ کہان ہین ای کبوتر انگلیان
دست دعا مین پانچ پانچ اب جا بنا کر انگلیان
سب ہین انگشت شہ[illegible]دت کی برابر انگلیان

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسی
شیشے نازک ہین بہت زاہد کی تہر انگلیان

آئنہ عارض نہین یوسف ہی دکہلائین نہ آپ
کاٹ ڈالینگے ابہی حضرت سکندر انگلیان

خط نہین انبر قیامت کا ہی کچہ تحریر حال
پاس رہ کہتی ہین ہاں ضبح محشر انگلیان

کون پہاڑیگا گریبان آئی گر فصل بہار
تک ہتیلی کی نہین ای ضعف گہلکر انگلیان

مشورت کچہ قاتلو نمین ہی ہماری قتل کے
یہ طرح اوٹہنی لگین ہین جانب سر انگلیان

ہر رگ تار گریبان سی ہوا جاری لہو
کرتی ہین اہل دست وحشت کار نشتر انگلیان

چل رہی ہین پاؤنکی پہوری اجی ہنگام رقص
کرتی ہین خونریزیان ہر ہر قدم پر انگلیان

ایک ہم تو کہیی ہین یہ سبکی سب مشتاق قتل
ہاتہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر انگلیان

اپنی یوسف کو مری یوسف سی تو نسبت نہ دے
ای زلیخا اسپہ سر کٹتی ہین اور ہین انگلیان

۱۰۳

شعر تر لکہی ہین وصف ساقی کوثر مین آج
ای وزیر ابتو ہین موج آب کوثر انگلیان

۱۰

بہری ہی تونی جو ساقی شراب شیشی مین
پری اوتارتی ہی اپنی حساب شیشی مین

نہین نمود یہ دُردِ شراب شیشی مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشی مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشی مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشی مین

سوا ای شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کی طرح سی کرتا ہی خواب شیشی مین

غرض یہ چار پہر آفتاب رہتا ہے
نہان ہی آٹہ پہر کیون شراب شیشی مین

گر آدمی ہی تو ہو زیر آسمان غافل
پری کی طرح نہو مست خواب شیشی مین

کسیکے آتی ہی ساقی کی یہ حواس گئی — شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشی مین
مرون تو شیشہ ساعت مین میری خاک بھرے — فلک دکھاے مجھی انقلاب شیشی مین
وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہی یہی — ہماری روح پہ ہوئی عذاب شیشی مین
سواے روز مری میکدی مین رات کہان — فلک کی طرح سی ہی آفتاب شیشی مین

۱۰۴ — وله — ۹

میری نالونسی تہ و بالا ہوی اکثر زمین — زیر پا آیا فلک اور بار ہا سر پر زمین
ہی دیار راہ رو کا بس یہی قاصد نشان — آسمان تجکو نظر آئیگی وانکی سر زمین
کس طرف جاؤن کہ ہون ان دو بلاؤنسی نجات — آسمان گہر گہر یہی ہی اور یہی گہر گہر زمین
بار ہی باری یہ مجھی ہین برنگ آسیا — آسمان دن بہر ہی گردشمین تو شب بہر زمین
مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سی — کانپتی ہی ٹھنڈی سانسونسی مری تھر تھر زمین
جس جگہ ہین دفن قاتل تیری مژگانکی شہید — وان عوض سبزیکی پیدا کرتی ہی نشتر زمین
سیکڑون اس مین گئی محبوب جا بی رشک ہے — رکہتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین
آتش فرقت سی عالم کورہ آتش ہوا — آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین
عشق خال یار نی ایسا کیا زار و نحیف — بیٹھ رہنی کو مری کافی ہی اب تل بہر زمین

۱۰۵ — وله — ۸

مین سراپا مظہر اسم خدا واللہ ہون — ہمصفیر واس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون
کس طرف جاؤن دکہا دو یا محمد راہ حق — یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

اے مسیحا تیری زلفوں کی درازی دیکھکر
کہتی ہی عمر خضر ہیں گیسو کوتاہ ہوں

آسمان پر بھی سیہ بختی ہیں ہی میرا دماغ
خال روی مہ ہوں داغ جبین ماہ ہوں

کہ رہی ہی آسمان سی یار کی گھر کی زمین
طور ہوں صحرای ایمن ہوں تجلی گاہ ہوں

بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا
دن جو ہوں تو مختصر ہوں شب جو ہوں کوتاہ ہوں

اللہ اللہ کیا ہی وسکی پاؤں کی ٹھوکر کا لطف
ہی ہر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہوں

١٠٦ — ٧

روز محشر سی وزیر افزوں ہی اس کافر کا طول
اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہوں

گوہر اشک سی لبریز ہے سارا دامن
آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن

اے جنوں باد بہاری سی نہیں جنبش ہیں
کچھ گریبان سی کرتا ہی اشارا دامن

وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو ہی
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

جا بجا چین نی ہیں یہ پھول چنی نرگس کی
سیکڑوں آنکھ سی دن ہی کرتا ہی نظارا دامن

بہت اے دست جنوں تنگ نظر آتا ہی
باندھ دی دامن صحرا سی ہمارا دامن

خوب پونہچا دیا اے دست جنوں ہاتھوں ہاتھ
مل گیا آج گریبان سی سارا دامن

آمد آمد مری اشکوں کی مگر سن لی ہی
جھاڑ کر گرد جو صحرا نی سنوارا دامن

١٠٧ — ٩

ولہ

مثل اشک آئے و زدل ہو گا نثار آستین
تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین

اے صبا پونہچا دی ہاتھوں ہاتھ دست یار تک
خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتہ میرا اے گل تر سو کہہکر کانٹا ہوا ۔ ہی تری دامن سے بڑہجانی ہی خار آستین
ضعف نی ایسا گہلایا فاصلہ جاتا رہا ۔ خار دامنگیر انروزون ہی خار آستین
دونوا اپنی کام مین ایجان جان مصروف ہین ۔ روح دامن کی تصدق دل نثار آستین
دوش پر رکہا او لٹکا کسنی دامان قبا ۔ ہوگئی دامن کی کلیو نسی بہار آستین
تہمگئے آنکہو نمین آنسو آتی ہی بل بے دماغ ۔ دیکہنا کیا کر رہی ہین انتظار آستین
اونکی زلفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا ۔ بنگیا ہی آستین مین ہاتہ مار آستین

۱۰۸ ۔ دامن گلزار ہاتہ آیا ہی اپنی اے **وزیر**
اشک گلگون سے ہی انروزون بہار آستین ۔ ۱۶

جو خاص بندے ہین وہ بندۂ عوام نہین ۔ ہزار یار جو یوسف بکی غلام نہین
بہلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق ۔ کبہی جلانی کی قابل چراغ خام نہین
کہلا ہی چشم سخن گوسی خامشی کا ہمین ۔ دہن کی ہونے نہونی مین کچہ کلام نہین
تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو ۔ چراغ روز کو کچہ احتیاج شام نہین
عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو ۔ نگین وہ ہاتہ مین رکہتا ہی جسمین نام نہین
بس ایک ہاتہ مین دوہو کی پڑہ دوگانۂ عشق ۔ جو بی نماز ہی وہ قابل سلام نہین
یہ سر جہکانا یہ منہ پہیرنا ہی مانع دید ۔ مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین
وہ مجہ پہ مرنی لگی جو ہی میری درپی قتل ۔ الٰہی اسکی سوا اور انتقام نہین
فراق یار مین دست سبو اوڑاتی ہین خاک ۔ یہ گردباد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس رولائیگا تجھکو اندوہ عیش
مئی نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

بہنسی قید تعلق مین جو کہ ہی آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹی محبت کا جسمین نام نہین

رہیگا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنی جو بال کا پھندا تمہاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کی لیی بہتر اس سے دام نہین

مئی دو آتشہ کفر و دین سی خلق ہی مست
مگر شراب یہ ہم مشرب و حرام نہین

۱۰۹

پکارا اپنا گدا کہکی مجکو ای شہ حسن
فقیر ہون تری درکا وزیر نام نہین

۱۸

عذار یار پہ زلف سیاہ و فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہی کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دو نو سی ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوی شام نہین

ولای کعبہ ابرو ہی منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیست آپ کی مثل پری ہی قدی
مگر یہ عیب ہی چلتی نہین خرام نہین

کہو تو پھر دو کہ اک زر خرید ہے اپنا
کیا جو بندی کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادہ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سی بھی کام نہین

جو اُسنی بات نکی ہو گیا مجھی اثبات
دہن وہ تنگ ہی گنجایش کلام نہین

بچی ہی آب ہی کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خون نقشان مری دلکا کباب خام نہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم پر خون
یہ گردش آنکہ کی ساقی ہی دور جام نہین

ندیکھا نقش قدم کا صدای پا نہ سنی
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابروی قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندہین وہ ہاتہ حنا سی کیا ہی جن سی شہید
کچہ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو
ابہی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سی سینی سی دل سی گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارۂ فلک حسن کہہی کم سن ہی
ابہی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پھری طلب مین جو دنیا کی وہ نہین دیندار
مثال دانہ جو گردش مین ہی امام نہین

۱۱۰

نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین

۱۶

ہی غلط گر تری دانتونکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ڈوبی ہین اور صبح کو ہم تارے ہین

کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلیگا نہ مسی ملیی
ہونگی یہ قند سیہ اب تو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پہرتی ہین ڈنکی دیتی
خار پا چوب ہین اور آبلی نقارے ہین

چھپ چلی ہین خط شبرنگ سی رخسار صبیح
دن ہی کم شام کی آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کی سو دینی پڑینگی بوسی
شیشۂ دل کبہی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ چھٹا روز بہا کر اوسی پونہچاتی ہین
اشک کاہیکو ہین یہ ڈاک کی ہرکاری ہین

آب جاری کیا اعجاز سی ای ابجر کرم
اونگلیان کاہیکو ہین نور کی فوّاری ہین

مصحف رخ کو وہ دکھلائین اگر تیسون دن
نئی پہیتی مجہی سوجہی کہون سیپاری ہین

ہاتہ اگر چہونی سی جل جای ید بیضا ہو
لعل لب وس بت کافر کی وہ انگاری ہین

رونگٹی کب ہین ان آئینونمین ہین پڑ گئی بال
ہاتہ زانو پہ کبہی یار نے دی ماری ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوی ہو تیغ کی طرح
چار پہول اوسکی تمہین بہپہلونکی پشتاری ہین

روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
ابتو بیہست خلق آپکی نظاری ہین

دیکہکر مجکو حسین کٹتی ہین بہولی ہین بناو
انگہیان کرتی نہین سر پہ روان آری ہین

۱۱۱
دل پہ جو گذری خبر اشکون نے دی آنکہی ورمہ
لائق خلعت رومال یہ ہرکاری ہین
۱۵

سب کو رخسار مخطط یہ تری پیاری ہین
بیلہ ہندو کو مسلمان کو سیپاری ہین

منہ نظر آتا ہی آئینی وہ رخساری ہین
انہی بہی دیدہ ہی اور انکی بہی نظاری ہین

زہر ان کالونمین ایسا ہی جو دیکہی مرجائے
سیکڑون سانپ تری گیسوون نے ماری ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
کوس رحلت یہی اب صبح کو نقاری ہین

صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی
رونگٹی جسم مین کاہیکو ہین فوّاری ہین

آہ مین دلکا غبار اشکونمین ہین لخت جگر
باد مین خاک ہی اور آب مین انگاری ہین

منہ چہپائی ہوی ہین نار سی طفلان حسین
ای معلم ابہی جزدان مین سیپاری ہین

پانی پانی ہین تری آگی حسینان جہان
اب بہی کہتا ہی اوہی کچہ نلکہا شوق وصال
چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بہولی ہین پاؤ
مِسّی آلودہ نہین تیری لب آتش رنگ
مُصحف و صفحتو نسی ہین وہ دونو عارض
کہینچکر اوسکی تصاویر کہی صورت گر
لکہ دیا ہی مری سینی پہ شہادت نامہ

دست و پا تنگ عرق شرم سی فوّارے ہین
پشت قاصد پہ دلانا مونکی پشتارے ہین
دہیلی آنکہونکی ہین آہوون نی مارے ہین
اپنی نظرون مین دہوان دہارے انگارے ہین
پہول خوشبو مین جلادینی ہین انگارے ہین
یہ کسی مصحف رخسار کی سیپارے ہین
منتعبن کہین ہین تیر اونی نہین مارے ہین

۱۱۲ الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
روزن نور مری نظرون مین اندارے ہین ۳۱

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھیں ہو گئین
سرخ پلکیں ہو گئین خونبار آنکھیں ہو گئین
دیکھکر محو جمال یار آنکھیں ہو گئین
آئینوا ہی اشک اب بہنی لگا ہی خون گرم
لرگئین تمسی جو آنکھیں ہو گئی اکبار صلح
کشتی مے پلی کی ای ساقی پونہچ بہر خدا
ہی تصور بسکہ آنکھون مین خط رخسار کا
اہی بت کافر ہی بس بی عیب ذات اللہ کے

مبتلای کافر دیندار آنکھیں ہو گئین
دیکہ لو اب زخم دامن دار آنکھیں ہو گئین
جامہای شربت دیدار آنکھیں ہو گئین
بہیجو پانی کہ آتشبار آنکھیں ہو گئین
کہیجیے دو تین باتین چار آنکھیں ہو گئین
بی تری محفل مین دریا بار آنکھیں ہو گئین
آئنی کی طرح جوہر دار آنکھیں ہو گئین
لب تری عیسی ہوی بیمار آنکھیں ہو گئین

یہ گئیں پلکیں ہر اک خس مری اشکونکی ساتہ
اتہو نظرونمین گل بیخار آنکہین ہوگئین

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب اندازہی
ای پری آہوی خوش رفتار آنکہین ہوگئین

میری پاؤنکی طرح ہیہات اب گردشمین ہین
کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکہین ہوگئین

عین نادانی ہی اب انسی جو رکہی چشم داشت
شکل مژگان بہہ گئین ہزار آنکہین ہوگئین

لخت دل یاقوت ہین آنسو ہین ہوتی آبدار
آؤ دیکہو جوہری بازار آنکہین ہوگئین

دو تو ہین چشم سخنگو گر نہین ہی اک دہن
چپ نہین ہی قابل گفتار آنکہین ہوگئین

عشق پنہان دیدۂ گریان نی ظاہر کردیا
ہنسنے کی جاہی لب اظہار آنکہین ہوگئین

ابلق چشم صنم کس نازسی گردش مین ہی
خوب کاوی ہوتی ہین رہوار آنکہین ہوگئین

ہر کسی نی آنکہ جب ڈالی گلوی صاف پر
ہنس کی فرمایا گلی کا ہار آنکہین ہوگئین

تول لیتی ہین سدا نظرونمین جنس حسن کو
پلۂ میزان مری ای یار آنکہین ہوگئین

ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کیطرح زردار آنکہین ہوگئین

کہتی ہو سب دیکہتی ہین تیری آنکہونسی مجہی
سچ کہو اغیار کی بیکار آنکہین ہوگئین

چلیی اب صحرا سی کو می یار انہین دکہلائیی
آبلون سی پاؤن مین دوچار آنکہین ہوگئین

پہول نرگس کی بنائی کب وہان معمار نی
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکہین ہوگئین

ای خدا شاہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہے
جب نگہ کی بت پہ تجہسی چار آنکہین ہوگئین

آپسا انکو بنایا عشق نی یار نی
ہی سری تار نگہ سوفار آنکہین ہوگئین

پیش نرگس ہاتہ پہیلائی ہین شاخونسی درخت
کسکو دیکہینگی جواب درکار آنکہین ہوگئین

چپ کہڑی ہین بنگئی ہین نقش بر دیوار ہم
آ کے دیکہو روزن دیوار آنکہین ہوگئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتی ہین نظر
بادۂ وحدت سی کیا سرشار آنکہین ہوگئین

روتی روتی ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر
جسم لاغر ہوگیا طیار آنکہین ہوگئین

عاشق ابرو ہون کرنا دیدۂ و دانستہ قتل
جوہرون سی تجہمین ای تلوار آنکہین ہوگئین

آنکہ کی ڈورون سے تیری کچہ تو ہین دہاگی پی
ای صنم جو مائل زنّار آنکہین ہوگئین

۱۱۳

پہر گیا وہ آکی اب جاگی تو کیا حاصل وزیر
سو گئی جب بخت تب بیدار آنکہین ہوگئین

اوس چشم کی ابلق کو کہان پاتی ہین آنکہین
کیون گہورتی تصویر کی یہ دوڑاتی ہین آنکہین

جب آنکہ لڑاؤن تو وہ شرماتی ہین آنکہین
بس دامن مژگان مین چہپی جاتی ہین آنکہین

ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا
تارون کیطرح صبح کو چہپ جاتی ہین آنکہین

وحشی ہون دم نزع ہی ٹہراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آؤ کہ ٹہراتی ہین آنکہین

جاتا ہی طلب کرنی ہر اک نوح سی کشتی
دریا کو اگر دیکہ کی لہراتی ہین آنکہین

ولہ

مین کیا جہان رنگ ہی اس اختلاف مین
عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین

شبہے سی جسکو موی کمر خلق کہتی ہے
بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف مین

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکی خال پہ
موی کمر بنا ہی شرہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

۱۴ غزل فارسی ۶

ببین در وقت رفتن حسرت دیدار نگارین — که از نقش قدم پیداست چشم انتظار من
نگه اندیدن ملو چون پر پروانہ می سوزد — مگر دارد چراغ از داغ دل شبہای تار من
فلک را گرد از فرط حرارت کورهٔ آتش — معاذ الله فتد گر بر زمین مشت غبار من
بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید — بہ بیند گر کسی آئینہ لوح مزار من
اگر از سستی بختم سمند او نمی آید — بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من
مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم نہی — صفا ہا صورت آئینہ می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی مین سودائی نہین — موج بو ہی زلف کی تیری جو پہنائی نہین
شوق میخواری مین ساقی بہ چلا دریائی شک — کشتی ہی اب بہی لینی لہر ہی آئی نہین

ولہ

نفارون سی دور رہنی کا پیاری گلہ ہین — دل ہی قریب ایسی ہو کچہ فاصلہ نہین
ولہ
چلن انفاس کی ہین اندنون کچہ نکہت گلمین — کہ آمد شد ہی اسکی کوچہ منقار بلبل مین
ولہ
برنگ بو ہی سبکروحی ایسی بلبل مین — بہری چمن کی روش کوچہ رگ گل مین
ولہ
صدا سونیکی آتی گر اوہی چہیڑی تو ای مطرب — جو میری آنسوونکی تار ہون تیری ستار مین
ولہ
خدا کو مان نہ ای شور حشر ہمکو جگا — لحد ہی اوٹہکی کہین ہم سبو سبو نکرین
جگا دیا مجہی سوتی مین بیدماغ ہون مین — ابہی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانون سی تہی پایا کنارہ پیر کو
اس کمان مین عمر بہر ہمنی ندیکہا تیر کو

ترچہی نظرون سی ندیکہو عاشق دلگیر کو
کیسی تیر انداز ہو سیدہا تو کر لو تیر کو

مار ڈالا ڈہونڈہ کر ظالم نی مجہ نخچیر کو
چشم کیا سو فار کی بدلی ملی تہی تیر کو

ہون مین دیوانہ مری تصویر بہی تنکی چنی
کہربا کی رنگ سی کہینچو مری تصویر کو

تو نہ بوسہ دنی سکا لیکن تری دیوانی نے
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پڑتی ہی تیری مکان پہ یار جو ہر اک کی آنکہ
گرد دامان نگہ منگوای تہی تعمیر کو

ہی زبان کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین
یار خوش تقریر کہتی ہین مری تحریر کو

حال اس غفلت کد یکا تہا عیان ورزا ستہ
خواب دیکہا بعد پہلی سن لیا تعبیر کو

پڑ گئی ہین سیکڑون چہالی جو ای تشنہ
اسکی خون گرم سی توڑنی بہرا شمشیر کو

تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنیکی لیی
منہ ملا زخمونکو میری اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہاد ای شیرین اگر کہین قسم
دودہ کیا پتہر سی جاری کردین جوی شیر کو

دامن اوس گل کا جو اٹکا بہر کی دیکہا نازسے
دی ابہی بلبل دعائین خار دامنگیر کو

جا کی ٹہہری استخوان پر چپ لگائی تونی تیغ
کیون نہ ای قاتل ہما کہیی تری شمشیر کو

ہاتہ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین
کہینچتی پہرتی ہین پتہر پر مری تصویر کو

پاؤن پر دشمن گری تو جان فکر سرمین ہی
مت سمجہ بیوجہ پائی شمع پر گلگیر کو

بارہا بجلی گرائی شعلہ آوازنی
لن ترانی کی صدا کہیی تری تقریر کو

پستی ہی نہ دی چمن مین دیکہنا رفتار یار
پہول منہ سی جہڑتی ہین سنتا ذرا تقریر کو

اپنی اشکو نکی سبب دریا روان ہر گہر مین ہی
ہاتہ آئین مچہلیان گہر بیٹہے ماہی گیر کو

آسمان کی پار گذری دل نی ایسی آہ کے
اپنی ترکش نی کمان کیطرح پہینکا تیر کو

گو ہلکی مجہسی نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چہپاتی استخوان کیطرح جو ہی شیر کو

پہر استقبال جاؤن مین کئی تیر آپ سی
وہ نشانہ ہون جو آتی دیکہون اوسکی تیر کو

116

ہو کی لاغر تیر کی مانند چہوٹی ای وزیر
کہیں اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو

19

دیکہ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹہہرنا مشکل اب ترکش مین تیری تیر کو

خواب مین دیکہا دجانان سی اٹہ سکتی نہین
پا ہی خفتہ چاہیی اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تو نی ہمین وحشی کہا اچہا کیا
اب کو ہی ہم چہوڑتی ہین زلف کی زنجیر کو

ہوی آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لی شمشیر کو

دامن جانان جو چہوٹا دامن صحرا لیا
دیکہ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مری خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کردی شب تصویر کو

رودن زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہی
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

اوس بہبوکی سی بہلا ای شمع کیا نسبت تجہے
مثل پروانہ جلا دی جب چہوی گلگیر کو

ہاتہ اوس انگیا کی چڑیا تک نہ پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکہا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سنیو ہر ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل مین لکھینگے زلف جانان کی صفت — سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

ای گل زخم جگر تیر انشانہ کیا نے بچے — بلبلون نی اپنی پر بخشی ہین اوسکی تیر کو

جو گیا تیری مکان مین پہر نہ نکلا عمر بہر — نقش حب کا گہر ہی گویا گہر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سی پائی دامن کہسار مین — کوہ کو پستان مین سمجہا شیر جو نی شیر کو

گر میان وہ غیر سی کرتا ہی مین مرتا نہین — آگ لگجائی الہی موت کی تاخیر کو

بندہ گیا ہی غیر سی مضمون غزال چشم کا — اوس مین اب شاخین نکالی کہدو آہو گیر کو

ضعف سی مذکور حال لب گران ایسا ہوا — مہر خاموشی ہوا سیری لب تقریر کو

بیقراری دیکہکر میری کہا بہزاد نی — چاہیی رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

۱۱۷ — ۳۱

شکل ابرو منہ پہ کہائین یار کی تیغ ای وزیر
صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو

بی چین ہی یہ دیکہ کی مجہ بیقرار کو — ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بہی نکرونگا مین یار کو — مچھلی کی طرح تلوی چہپائین گی خار کو

دل مین جگہ دی یار نی مجہ خاکسار کو — شیشے مین اک پری نی اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹی ہین پہولون کی ہار کو — پہولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجہے — گل کر دیا صبا نی چراغ مزار کو

اوس گلعذار سی کہو سر کا ی منہ سی بال — پہولون مین کیون بساتا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مری آنسو نکل پڑی — دیکھا جو بیچراغ کسیکے مزار کو

اہی گل کہان نہین مری رونی کا تذکرہ
سُن لی صدا اے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین
دیکہون جو تیری سرمۂ دنبالہ دار کو

ہی مجہ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤن مین صبا تو اوڑا نا غبار کو

گلبن کو رخ دکہا کی کیا اوسنی عندلیب
منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑکر مرا غبار پڑی اوسکی آنکہ مین
دیکہی نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بی گنتی اوس قمر کی لیی بوسی رات بہر
دیکہو تو میری آرزوی بی شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئی میری قبر پر
یون روئی شمع دیکہ کی میری مزار کو

ہنسی نی تیری دانتون کی برباد کردیا
گردستیمی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سی وہ آنکہ پہیر لے
دونن مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چہوکر حنائی ہاتہ سی اوس گل نی باغ مین
روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مرگئی مگر وہی نازک مزاج ہین
کوہ الم سمجہتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹہائی پردہ کثرت جو آنکہ سی
پہر ایک اس چمن مین کہی تو ہزار کو

دست طمع دراز ابہی شاخ گل کری
دیکہی اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کی گہوڑی پہ اب بہی سوار ہی
دوش صبا پہ دیکہ کی میری غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا گری
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بید ملغ خواب عدم سی نہ چونک اوٹہون
خاموش کر صبا مرے شمع مزار کو

وہ نی ہون تیری دوری لب سی فغان کرون
چپ ہون جو منہ لگا سکی تو مجہ دلفگار کو

گر تو ہو بغل مین اوٹہاؤن یہ ہین مزا
لاؤن زبان پہ قصۂ بوس و کنار کو

پہنا جو تو نی یار گیا یہ خوشی سی پہول
پہولونکا ہار کر دیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہے
نقش قدم چراغ بنی ہین مزار کو

گر تو نہ آئی موت کا مین منتظر رہون
آنکہین خدا نی دی ہین مجہی انتظار کو

تر دامن اسقدر رہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

پہر سوال آئین جو مجہ ناتوان کی پاس
ڈہونڈہین فرشتی لیکی چراغ مزار کو

آئی ہین میری ہاتہ وہ مضمون آبدار
نسبت نہین وزیر دُر شاہوار کو

۱۱۸ ۲۴

مر مر گئے بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلائی نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کی سخن کو
جہوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگا لون گا غزالان ختن کو
آنکہون سی تری سیکہ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکہ کی اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سی سیو میری کفن کو

دکہلایا تری تیغ نی جوہر کی چمن کو
پہر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندہا ہی وہ جس نی ترا دیدار نہ دیکہا
بہرا ہی وہ جس نی نہ سُنا تیری سخن کو

نقش قدم یار کی دیکہو تو صفا ئے
آئینہ دکہاتا ہی عروسان چمن کو

ای بت دیا اللہ نی نعم البدل اس کا
دی چشمہ سخن گو نہ بنایا جو دہن کو

بجلی کی طرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہنا ہی بجا ابر سفید اپنی کفن کو

سنہ مین چہ کنعان کیطرح پانی بہر آئی — دیکہی کبہی یوسف جو تری چاہ ذقن کو
کرباتین لڑائی کی لب لال سی ظالم — دیہی لال کی ہاتہ لڑا العل یمین کو
دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بہولا — افتادہ چہ پایو کری جیسی رسن کو
مرتا ہی جہان تجہ پہ یہ اے قاتل عالم — اب زندی بہی پہنی ہوی پہرتی ہین کفن کو
بلبل کی بہلا پوچہتا کاہیکو کوئی بات — صد شکر دیا نطق نہ غنچی کی دہن کو
قمری کو اوسی دن سی ملا طوق اسیری — جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو
یوسف کیطرح گر پڑی اے ماہ کنوین مین — دیکہی مہ نخشب جو تری چاہ ذقن کو
خوش چشمون کی مضمون کہی مینی قلم بند — نیزی سی کیا صید غزالان ختن کو
بت کہتی ہین کیا کیا مجہی اس بیدہنی پر — اللہ نی صد شکر بنایا نہ دہن کو
آنکہون کو تری سرمی کی دنبالی گران ہین — شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو
تربت پہ مری آب دہن یار نے چہینکا — بہولا نہ پس مرگ وہ مجہ تشنہ دہن کو
مرنی پہ بہی خوش چشمونکو مجہسی وہی کاوش — سبزہ مری تربت کا چرائی ہین ہرن کو
یارون نے پس مرگ مری باندہ دیی ہاتہ — تہا خوف کہ ٹکڑی نکری جیب کفن کو
مرنی پہ رہی ساتہ زمانی کی دو رنگی — دکہلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

۱۱۹ — ۱۲۴

جنبش نہ زبان کو ہو تو پہر بات نہ نکلی
گویائی ہی گردش سی وزیر اہل سخن کو

دوست سب کہتی ہین سرو قامت جلاد کو — نکلی قمری توڑ بی گر بیضۂ فولاد کو

پہنچی گر فریاد سی دست زلیخا داد کو
آہی چاک دامن یوسف مبارکباد کو

کیا اوڑا لیجاؤگی گلزار سی بنیاد کو
گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشہ ہوی کمر کہینچا تو بہولا ہاتہ چک
ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیر وڈھانپ دیتا ہی قفس گلدام سی
رحم آجاتا ہی مجہ بلبل پہ جب صیاد کو

پہنک رہا ہون کسقدر اللہ ری سوز فراق
موم بنجائی اگر یون ہاتہ مین فولاد کو

لکہنے بیٹہو گی تو لاکہون سر قلم ہوجائینگے
پہلی بسم اللہ مین بسمل کیا اوستاد کو

صدقی کر کی سرو کو آزاد اوس نی کر دیا
کہدو قمری سی کہ آج آئی مبارکباد کو

کنگہی سر حاصل ہوئی کیا ہی سبکدوشی مجہی
سر گرانی کی دوا معلوم تہے جلاد کو

ضعف کی تاثیر نی کہنچنے ندی میری شبیہ
رنگ رخ اوڑنی نی عاجز کر دیا بہزاد کو

پای مجنون جب کہنچی زنجیر سی اک بن گئی
خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کنیا او طفل جہرو چوٹ دلپر لگ گئی
تازیانہ زلف کا کہلنا ہوا اوستاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے
لگا بہار او طفل جنگلا ہو نصیب اوستاد کو

سبزہ خط دیکہکر ہاتہونکی طوطی اوڑ گئے
جانو صدقی ہین جہونٹی دو کہ اب صیاد کو

۱۳۰ — ولہ — ۳۴

اس پتی سی پوچہتا قاصد مکان یار کو
چاندنی کہتی ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سی چشم یار کو
شوق سی کعبہ کہون ہین ابرو خمدار کو

جب صبا لائی اودہر سی بوی زلف یار کو
نافۂ مشکین بنایا روزن دیوار کو

گر نہ پامال خرام ناز اب گلزار کو — پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو
یاد جب کرتا ہون لطف سایہ دیوار کو — ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو
دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک — مطلع ایجاد ہم کہتی ہین اپنی یار کو
دیکھی بندش صفائی کی جو کیجی وصف رخ — باندہی پیچ سی مضمون زلف یار کو
پہول جب جہڑنی لگی رنگین بیانی سی مرے — رہگئی حیرت سی بلبل کہول کر منقار کو
آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد — نیند آجائی ہماری دیدہ بیدار کو
رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون — مثل ماہی عمر بہر رکھون چھپا کر خار کو
مثل خاتم قمریون نی طوق بیچی میری ہاتھ — لکھدی اب خط غلامی سرو قد یار کو
جس بیابان مین ہوا مین گرم رو ای شعلہ خو — کر دیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو
پاؤن کیون پڑتی ہین میری کیا ہوا سرزد گناہ — پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو
کیون نہو ثابت مجھی ظالم کی قسمت مین ہی پیش — دیکھتا ہون راتدن خندان لب سوفار کو
چشم جانان مین نکیون ہو سرمہ دنبالہ دار — ناتوان ہی چاہیی رکہنا عصا بیمار کو
سب منجم کہتی ہین اب ہی برابر راتدن — سر سی پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو
خاک بازی واقعی لڑکونکو بہاتی ہی بہت — اشک نکلی دیکھتی ہی خاک کوی یار کو
بندہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بال شوق — عندلیبون کی طرح اوڑ جائیی دیوار کو
غنچہ نرگس ہی ہینی آنکہین ہین نرگس کے پہول — برگ نرگس کہیی ای گل ابرو خمدار کو
ای تبوہ زیر دہ تم سی زاہدونکو ہی ہی عشق — صورت تسبیح پنہان رکہتی ہین زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکھو تو خرام
پھول ہنسنے سی جھڑتی ہین سنیو ذرا گفتار کو

خاک مین مِلجاؤن پر اُٹھون نہ مثل نقش پا
جی مین ہی دکھلاؤن زور ناتوانی یار کو

میری نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی
ہو ہی تن مضراب ہین ہر اک کفن کی تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھی
بھاگتا ہون دیکھکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا سیدہا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنی اب تصور اسکا کھینچی رات دن
عرش مین لٹکائیی زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سی مری آنکھونمین لایا جوش اشک
چاہیی نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتہ آتا ہی مری مضمون دہان یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نارستۂ گلزار کو

جوش گریہ سی جو خط لکھنی کی جب فرصت ملے
کاغذ ابری عوض نامی کی بھیجا یار کو

خانۂ زنجیر سی نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نی کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑی ٹکڑی طوق کو کردین گریبان کیطرح
تیری وحشی جب سنین زنجیر کی جھنکار کو

آتی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگدل
خوب رؤون منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندہی ہین مضمون جو مین نی قامت دلدار کے
عالم بالا مین پڑہتی ہین مری اشعار کو

۱۲۱

پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنی آیا ہی وزیر
سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو

۳۷

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو
پہول دیتا ہی سپر کو اور پہل تلوار کو

زیر ابرو دیکھکر گردش مین چشم یار کو
ماہ نو نی بہی چڑہایا چرخ پر تلوار کو

راحت جان کہتی ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بہاری کسی بیمار کو

باغ سی تشبیہ دیتی ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کی بلبل کہتی ہی خط یار کو

دیکہکر خورشید کا بنا ابرو خمدار کو
بس اوٹہا رکہ طاق پر ایماءِ اب تلوار کا

گر کرون روشن چراغ آہِ آتشبار کو
شل پر پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتہ آیا فکر سی
زور افسون سی کیا خاتم دہان مار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابرو خمدار کا
چوم کر لیتی ہین اکثر ہاتہ مین تلوار کو

غیر دیکہین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسن
آگ لگجائی تری اس گرمی بازار کو

برچہیان مارین نگہ نی ہر مژہ نی لا کہ تیر
ابرو خونریز تو بہی کہینچ لی تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون تہپر پڑین
کر دیا ہی ٹکڑی ٹکڑی دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوسدم سپر داری کری
ای جنون صحرا جو کہینچی مجہ پہ تیغ خار کو

لاغری سی آج ہم دوش ہوا پہرتی ہین
ای گلو ہنستی تہی کل خار سر دیوار کو

استقدر ہی کانٹی چہبنی کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکہی جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میری اشک و آہ سے
ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو

توڑ کر سو بار دی ہی ای جنون ہمنی گرہ
کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندہتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل ڈالی مین بلبل ڈہونڈہی سا نسیمن ہین نسیم
یا الٰہی رکہیو سرسبز اس مری گلزار کو

پاؤن کی چہالی انہین دیتی ہین آنکہون پر جگہ
دیدۂ ہر آبلہ سمجہا ہی مژگان خار کو

شکل قمری اوسکی وحشی طوق مین پہنی ہوے
اس لیی کہتی ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکہتی ہی اسیری چشم یار کو ہے احتراز
کس نی بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ سہ کو دیجی تمثیل دل کی داغ سی
باندہیی اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغری ہنستی ہین ساقی بہکنی پر مری
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنی کوچی مین مجہی رونی تو دی اے رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتی ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافی بنگئی اے عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوی زلف یار کو

ان بتون کی ظلم سی دشمن ہوا مین کفر کا
ہوگیا ہر موی تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بہی ساقی رہا پاس ادب
سجدی کرتی جاتی ہین ہم خانۂ خمار کو

اے بت کافر تجہی دیتا ہون مین گل سی مثال
باندہتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میری ہر اک زخم تن کو اس نی خندان کر دیا
زعفران کا کہیت کہیی تیغ جوہردار کو

دیکہکر تیری مریض عشق کو بولی طبیب
ہم پیام مرگ کہتی ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کی طرح
اے مژہ تو ابر کر دی سایۂ دیوار کو

بل نکہ ہم وحشیونکی آگی اے شاخ غزال
پیچ مین لائی ہین اپنی ہمتو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تہا سمجہا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سی ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی اے کلیم
طور کر دین آہ آتشبار سی کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلو نگا ابہی والله مین
اے بتو مصحف کہو گی تم اگر رخسار کو

۱۲۲ ۳۱

وصف ان شیرین بانونکا لکھون گرای وزیرہ
نیشکر دم مین بنا دون کلک گوہر بار کو

بنی گلخن جلادون آہ سوزان سی جو گلشن کو
کہین سب جو شہابی سوختہ پہولونکی خرمن کو

وہ بلبل ہون جلادون آہ سوزانسی جو گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سی گل ہنستے جاتی ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پہولون کی خرمن کو

ہمین بیکس سمجھکر پہول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سی کہدو گل کردی ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسی میری کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پای خفتہ سنگی زنجیرونکی شیون کو

ولا نا جنس کی صحبت سے بہی طرفہ گل کہلاتی ہے
گری نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکی آنکہونسی جو گرتا ہی
جنون نی دامن صحرا بنایا میری دامن کو

بہی سیلاب اشک ایسا گلی تک پانی آپہونچی
بنادون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نی جذب مقناطیس بخشا ہی
گلی سی خود لپٹ جائی جو لائین طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین واہ کیا ہی جلوہ دندان
بہرا ہی ابر نیسان نی گہر سی اپنی دامن کو

بتاتی ہین جو مجہ وحشیکو اونگلی کی اشارے سے
مہ نو الجنون سمجھی ہین لڑکی طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب ای ماہرو نکلی
اولٹ دون جام می گر تو چہپائی روی روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کی لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سلا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سی خاک روشن ہو
کہ جالا پرتو مہ بنگیا ہے چشم روزن کو

بہار آتی ہی ہای وحشت یہان تہہرا گئین آنکہین
بہر آئی مژگان نی میری تیہرونسی اپنی دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو اونکی نہین جاتی ۔ کبھی ہوتی نہ دیکھا خشک ہمنی آب آہن کو

مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہوئے ۔ سپر کی پہول لازم ہین چڑہانا میری دشمن کو

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی ۔ جو رکہین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو

صدا آنی لگی ای زاہدو اللہ اکبر کے ۔ بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن مین دیکھکر چوبن گلو ہی شیشۂ می کا ۔ خجالت سی جہکا لیتی ہین طاؤس اپنی گردنکو

ہمین یہ سنگ طفلان کم تہا پارس ہی ای وحشت ۔ طلائی کردیا خون گلو نی طوق آہن کو

یہ کسکی گوہر دندان سی اسنی ہمسری کی تہی ۔ ملایا جو خدا نی خاک مین ہیری کی معدن کو

پہہن لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی ۔ رکہو راضی اسی پردہ مین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بہی محفل مین مستونکی طرح لوٹی ۔ نگاہ مست ساقی کردہی مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس میر اگنبد مدفن ۔ نہ بہولا خاک ہو کر بہی میں اوس طفل برہمن کو

کیا شرمندہ سبکو زلف نی دکہلادی اب عارض ۔ بنا پروانہ ای مہر درخ چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہے جو سنتا ہے ۔ بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنی شیون کو

عوض پروانونکی تربت پہ شور عندلیبان ہے ۔ یہ کس نی پہونکد یا سینہ سی کیا گل شمع مدفن کو

نکل جائی وہین گر ہاتہ مین لون سنگ ای وحشت ۔ تڑپنی میری مضمون کی کیا نادم فلاخن کو

یہ کون آیا تہا گہر مین جو دماغ اپنا فلک پر تہا ۔ سمجہتی تہی چراغ خانۂ شب بہر ماہ روشن کو

١٢٣

کرون گر مین خیال گیسوئے شبرنگ مین آہین
وزیر اک دم مین گل کردون چراغ صبح روشنکو

٦

حسد سی سمجهی هین کج فهم دشمن مجه سخنور کو · بسان تیغ قاتل جانتی هین اهل جوهر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی · برنگ شیشه مَی رو کی دیکها دو ساغر کو

مجهی وه طفل بازیگر قیامت یاد آئی گا · سوا نیزی په جب دیکهونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنی کیا هی خوش هو هو کی دم نکلا · همارا مرغ جان سمجها پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو هی نفرت هرزه گردی سی · روان هوتی نهین دیکها کسی نی آب گوهر کو

نکل جاتا هون اپنی پیرهن سی زار ایسا هون · هوی تشبیه بوی گل سی میری جسم لاغر کو

۱۲۴ **وله** ۳۶

دشمن بهی اپنی دوست سی یارب جدا نهو · نا آشنا کو بهی الم آشنا نهو

صد چاک هو وه دل که جو درد آشنا نهو · پهوٹی وه آنکه جس سی که آنسو گرا نهو

وه صید هون که پر بهی هون اور اڑ سکا نهو · یارب مجهی کهین یه ماهے ملا نهو

بعد از فنا زمین سی نه اوٹها مرا غبار · ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نهو

کرتی هی اب تلک جو لگاوٹ تمهاری تیغ · تسمه کوی گلی مین لگا ره گیا نهو

مرکر بهی اوس گلی مین نه هم پهونچین یا نصیب · خاک اپنی جب اوڑی تو اودهر کی هوا نهو

قطعه

بی یار ذوق کب هی شراب و کباب سی · پروا نهین هی اب مجهی ساقی هوا نهو

خون جگر پیا نهو جس نی وه می پیے · کهائی وهی کباب که جو دل جلا نهو

هم خاک مین ملی تو ملی غم مگر یه هے · دل مین تری غبار کهین آگیا نهو

رسوائی کا بهی چاهیی وحشت مین کچه خیال · دامن جو چاک هو تو گریبان پهٹا نهو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی نہ ہے کہین کربلا نہو

کھینچے تھی تیغ پر نہ نزاکت سی کھینچ سکے
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائدہ
پی آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دل خراش
ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

جو ہو سکین وہ مجہ سی کرو بیوفائیان
تا پہر کسیکو تم سی امید وفا نہو

جز کہربا اوٹہا نہ سکینگی نہ میری لاش
کاہیدہ اسقدر کوی یا رب ہوا نہو

حسرت سی کیون تڑپتی ہین صیاد اسیر دام
ہاتہون مین تیری طائر رنگ حنا نہو

کہا کہا کی پان پہیک جو پہینکے مزار پر
اوسکی شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسد رحہ کیون ہی چرخ جفا جو کو اضطراب
دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنی در پہ مجہی دیکہکر وہ شوخ
کہتا ہے یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سی کبہی لب جدا نہو

پہر جواب خط مین جگہ چہوڑ دی تہی کچہ
قاصد نی اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

پہر روح کو ہی جسم مین آنی کا اشتیاق
اوس نی مری جنازی کو کاندہا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سی قیامت بپا نہو

تو مجہ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر
دیکہون تو کیونکر آنکہ تری سرمہ سا نہو

۱۲۵

تاریک ہو گیا ہی نظر مین جہان وزیر
آنکہون مین اوسکی غیر نی سرمہ دیا نہو

۲۴

کیفیت اوس مین بہی ہی جو ہم سی گناہ ہو
بوتل ہو میکشی سی اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
اے جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکہ کی وہ غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سی
پگڑی کا پیچ ہوی سر بے کلاہ ہو

جہک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کے کلاہ ہو

کیا مین ہی ٹہنی ہوین مژگان کی پتلیین
سرمہ جو دود تو شبہہ گرد سپاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر ہو مجہ سی یار
خشکی مین اے خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان ہی ابہی عرق شرم مین ہون غرق
آئی جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج و حباب وار نہ عریان رہون کبہی
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون
اب مین ہون بی قصور جو مجہسی گناہ ہو

سوجہی ہی اولٹی دشت نوردی مین اے جنون
پاؤن مین آبلی کی طرح جسے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سی جامہ تن مثل موج آب
سر سی حباب وار جہپا کلاہ ہو

نظروں مین ہون ہلکی مین چڑہ جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی تری نظارے کی لیے
مثل نگہ روان کہین آنکہونکی راہ ہو

جیسی بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بہر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پرتو رخ سی حیا اٹہہ
جبتک کہ آئنی سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکہین جو آنکہ اوٹہا کی وہ مجہ ناتوان کو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
تم آئینے کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکھون تو نازکی سی اڑی وہ غبار خط
اسد رجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو

دیوانی ہو گئی ہین تری شاہدان باغ
گل پہاڑ کر قبا نکہین داد خواہ ہو

بل بی صفا کہ چشمۂ عینک بہی گرد ہی
دیکھون شکم تو پشت کی باہر نگاہ ہو

ہو بنگیا ہی سایۂ قاصد سواد خط
جائی جدہر وہ ساتہ یہ بی اشتباہ ہو

پانی بنی سفید ہو ساقی شراب سرخ
بو تیل فراق مین رگ ابر سیاہ ہو

۱۲۶

ساقی چلی **وزیر** ابھی توبہ توڑ کر
گلشن مین بو تلون ہی جو ابر سیاہ ہو

۲۹۶

نہ بہی مثل حباب ابہو ہے گوہر آنسو
اپنی قیمت نہ گھٹا دی کہین ٹرہ کر آنسو

کیا ہوا ضبط سی لو آ گئی منہ پر آنسو
نکل آیا ہی پسینے کی طرح ہر آنسو

صورت طفل پریزاد بنا ہر آنسو
ہین عزیز اب مجہی آنکہونکی برابر آنسو

تو نے دہمکا کی ہین غیر کو ساغر جو دیا
ساقیا پی گئی ہم آنکہ مین بہر کر آنسو

پوچہتی پہرتی ہین ہر ایک سی ہم فرقت مین
ضبط کہتی ہین کسی کہتی ہین کیونکر آنسو

پانی پانی ہوی ہم جہڑ کیونسی دربان کی
چشم روزن ہی نکل جائین گی بنکر آنسو

چل کی تلوار تری رک گئی کیون روئی ہم
بنگیا گشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکہ کی تجہکو تو نہ ہو آزردہ
پیش خورشید نکل آتی ہین اکثر آنسو

حسرت بادہ کشی رہتی ہی گریان ساقی
جام می ہو جو گری دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بہی ہی کسی ہر جائیکے
لی پہرتی ہین تن زار کو گہر گہر آنسو

شانہ ہی کیا آئینی کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ ڈالین یہ ابہی سد سکندر آنسو

اوڑ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑے ہی چشم بط می سی زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہو گئی شیرہ بادام سی بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پہرنا ذلت
تہا گہر یہ کی بنا رشتہ گوہر آنسو

جا ہی آتش تر جام نبی پانی سے کے
کہ حبابون کی طرح ہو گئی ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
جسطرح آنکہ سی ہو جاتی ہین باہر آنسو

عشق خال و مژہ یار نی لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہے مرا ہر آنسو

لاکہ دربان ہون رکتی نہین جاتی والے
اونکی دیوار کو دم بہر مین کرین در آنسو

جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑہی سولی پہ
آہی مژگان پہ جو ہو آنکہ سی باہر آنسو

نقد دل دی لب خندانسی جو مانگی کوئی
صورت غنچہ ہی مٹہی مین لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بی اثر ہی نی اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پہیر دی گی مری گردن پہ چہری موج شکر
آگئی لہر تو دکہلائے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب می ساقی
ابہی آنکہون سی نکل جائینگی نبکر آنسو

کو ہی قاتل مین اگر چاہی دل سیر و پا
ابہی دیتی ہی اوسی پاؤن نگہ سر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکہکی تیرا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہے گل تر آنسو

اگر دش چشم جو گہوارہ بنی فرقت مین
طفل نادان کی طرح سو رہین پل بہر آنسو

۱۲۷ ولہ ۲۰

آہ کھینچون تو بہائی ابھی تھر آنسو
نکل آئین شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنون ننگئی طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلی آنکھون کی لگایا کیی شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد دامان نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ گرد یتیمی کب اوٹھائین یہ گہر
کیون نہون سرمی سی ایجان مکدر آنسو

دو نو آنکھین تری بلیو آئین تو ہم رونی لگی
صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جاے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار
آہ کھینچون تو بہاتے مژہ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشی خالی
رو ؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سی عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکھ لو سرمی سی ہوتی ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجۂ مژگان سی ہی ہر ہر آنسو

روتی ہین یاد رخ و زلف پر افشان مین مدام
پھول ہین دنکو تو ہین رات کو اختر آنسو

رازداری سی بتا آب سرشک آب گہر
آستین خشک رہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچھی جو مری اشک نہ رسوا ہو کبھی
دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سی یہ پانی مجکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجھی فکر نہین روزی کی
آب و دانہ ہی مری واسطی ہر ہر آنسو

نہین منظور ہی رو کر تمہین رسوا کرنا
تو اوٹھا لیتی ہین اولی کیطرح ہر آنسو

تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا
وا ہی دل سی چلی آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاسے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجکو
آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو
صبح کا چاک گریبان دکھانا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو
مری یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یا رب بد ہو
ہو گنا ہون سی سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸ ردیعت ہای ہوز ۳۲

گرا ولٹ کر دیکھی تصویر پشت آئینہ
سینہ ہی ہو جائی ابھی تقدیر پشت آئینہ

دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئینہ
بخت اسکندر ہوی تقدیر پشت آئینہ

حکم ہو تو بیٹھ سی لپٹون مین چوٹی کیطرح
تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا
معجزہ ہی دکھلای گی تنویر پشت آئینہ

کیجیی داخل دل بیتاب یار کی عوض
روز سنتی نالۂ شبگیر پشت آئینہ

منہ پہ آئینی کی پڑتی ہی ادہر تیغ نگاہ
آہ اپنی بھی ادہر ہی تیر پشت آئینہ

یار کی منہ پر کرون مین آج وصف پشت یار
پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئینہ

بنگیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گھر
دید کی قابل ہی یہ تعمیر پشت آئنہ

ایک دو روزن بناتا گر ترا تیر نگاہ
جھانکتی تجکو ابہی تصویر پشت آئنہ

یار کی دست حنائی نی لگادی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئنہ

عکس رخ سی تیری آئینہ سپہر حسن ہو
نسر طائر طوطے تصویر پشت آئنہ

لوکت رنگین جانان نی قیامت کیا
نور روی شمس سے ہے تنویر پشت آئنہ

عکس روی آتشین نے صاف کشتہ کردیا
کہی اب سیماب کو اکسیر پشت آئنہ

تم اودہر منہ دیکھتی ہو اور ادہر مین ناتوان
ہوں نگاہ دیدۂ تصویر پشت آئنہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست رنگ سی
بول اوٹھی گا طوطی تصویر پشت آئنہ

کیا در آئی ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر یہ نہ نکلی تیر پشت آئنہ

سایہ سان ونکو پس دیوار ہے فرقت کی رات
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئنہ

جب حنائی ہاتہ اوس رشک قمر نی رکھدیا
آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئنہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بل بی عیب جو
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئنہ

پشت و رو یکسان نہین ہین اوس آئینہ رو کی طرح
پیش اسکندر کرون تحقیر پشت آئنہ

تمنی انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئنہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
بیٹھہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئنہ

روی آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کی
دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئنہ

بیٹھہ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئنہ

دل ہی میری وصف تم پوچہو صفای پشت کے
آج طوطی سی سنو تقریر پشت آئنہ

تیری نظارہی کو عکس آسا ادہر آئی نکل
ہی برخ آئینہ پر تصویر پشت آئنہ

پشت لب سی مثل خط ظاہر ہوی حرف سخن
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئنہ

عکس روی صاف ادہر سے صاف جا نکلا ادہر
خود نمائی نی کیا تصویر پشت آئنہ

آبروِ تصویر اگر چہو لو فلک پر ہو دماغ
چرخ پر چڑہ جاے یہ شمشیر پشت آئنہ

ہاتہ کیا رکہا لگائی تیر دستی آپ نی
بنگئی ہر ایک انگلی تیر پشت آئنہ

تہا جو گہر چاندیکا اب وہ ہنگیا سونیکا گہر
دست رنگین مین پڑہی توقیر پشت آئنہ

١٢٩

اپنی بیگانی ہوی ہین ای وزیر اب کیا عجب
روی آئینہ کری تحقیر پشت آئنہ

١٧

ہم تو مسافر ہی ہین کچہہ سفری ہی آنکہ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکہ

کیا کرتی ہی دلکش سخن ای شک پری آنکہ
لو سیکہہ گئی طرز کلام بشری آنکہ

اون آنکہونمین صانع نی بہری کوٹ کی موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکونسی بہری آنکہ

باتین جو کرو ناز سی تم منہ کو چہپا کر
سننیکی لیی کان ہوا ای شک پری آنکہ

آیا ہی مری دل کا غبار آنسوونکی ساتہ
لو اتہو ہوی مالک خشکی و تری آنکہ

ابتک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
ہم مر گئی اسپر بہی یہ کافر نہ مری آنکہ

تیار کیا خامہ ہوا اپنی مژہ سی
کہینچی گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکہ

نرگس پہ نظر کیجی دوبارہ کہ وہ کنجا ہی
ہو جای نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکہ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
باتون کو زبان مثل سخن منہ سی نکل جاے

تیر مژہ یار کو مژگان ہے سمجھتے
رفتار تو دکھلا کی زخود رفتہ بنا دو

دامن کی طرح چاک ہوی آنکھ کی پردے
جو اہل نظر ہین کبھی خودبین نہین ہوتی

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوے نازل
کشتی وہ لیی نوح کی مانند چلے آئین

عینک ہوا گر سبزہ نہ ہو جای ہری آنکھ
نظارے کو ہو پای نگہ سی سفری آنکھ

کس آنکھ سی لڑتی ہی سدا اہل پی جری آنکھ
نرگس کیطرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

او دست جنون سیکھ گئی جامہ دری آنکھ
دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سی بری آنکھ

ڈرہی نکری دعوی پیغامبرے آنکھ
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۴

رہتی ہین وہ نیر اشک کی جا ٹکڑی جگر کی
انروزون ہوی کان عقیق جگری آنکھ

۱۳

دم بھر جو ندیکھی تجھی ای اشک پری آنکھ
جم جای تصور جو تری بوٹا سے قد کا

لی لیجیی شیشی ہین سفید اشک نہین ہین
جاؤ جو چمن کو تو کری فرش رہ ناز

دیکھا جسی بسمل کیا تماکا جسنے مارا
جنبش او دہر اوسکو ہی تو گردش ادہر اسکو

کیا دید کی قابل تری کوچی کی زمین ہے

مژگان کی زبانون سی کری نوحہ گری آنکھ
ٹہرا کی نہی صاف عقیق شجرے آنکھ

تم بادہ کشی سیکھ گئی شیشہ گری آنکھ
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

اوس آنکھ سی ڈرپی جو خدا سی نڈرہی آنکھ
ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ پہری آنکھ

ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جہاں تک ہی ہو یہ تمہین تاک رہا ہی
کیون دیدۂ روزن پہ اجی لگتی دہری آنکھ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکہ کی بلبل
رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دہری آنکھ

ای ماہ یہ سب چشم فلک کی ہین اشاری
ایسی تو نہ تہی مائل بیداد گری آنکھ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو
ہر رنگ مین دکہلانی لگی جلوہ گری آنکھ

کد کا کہین وہ سرمہ کا دنبالہ اوٹہائی
ہی دست مژہ مین لیی پتلی کی پہری آنکھ

دیکہی وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز
نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

۱۳۱ **ولہ** ۲۰

تیغ عریان پہ تمہاری جو پڑی میری آنکھ
چشم بر ہم سی اجی خوب لڑی میری آنکھ

نہ ہٹی پیٹ پر اوسکی جو پڑی میری آنکھ
بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ

اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب
کیا بناتی ہی یہ پہولونکی چہڑی میری آنکھ

تم رہی بام پہ یان لگ گئین آنکھین چہت سی
رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکھ

اس خجالت نی ابد تک مجہی سونی نہ دیا
ہجر مین لگ گئی تہی ایک گہڑی میری آنکھ

دُر دندان کی بہلا آئنہ کیا جانی قدر
اسکو دکہلاو مبصر ہی بڑی میری آنکھ

خط رخسار نہین پای نگہ کی ہین نشان
عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکھ

یاد آئی جو تری تیغ کا مالا قاتل
رو کی بہیا کری موتی کی لڑی میری آنکھ

رخنہ دیوار مین معمار بنا تا کیا تہا
تو تی روزنکی عوض کیون نہ جڑی میری آنکھ

زندگی مین تو کیا مردم آبی مجہکو
دیکہون اب کیا ہو مری ساتہ کری میری آنکھ

زلف کیطرح سی زنجیر ہوی جاتی ہی نرم
پڑگئی ہی جوشش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ

کیا اسی نی یہ کیا مطلع ابرو موزون
تھم جو کہتی ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ

چشم مین سرمی کا دنبالہ بنا کر نولی
کیون عصا ٹیک کی ہوجای کھڑی میری آنکھ

نخل نرگس نہین تربت پہ نظارہ کی لیی
آئی دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ

نظر آئی گی زمین کشتی دریای فنا
دیکھ لینا جو مری ساتہ گڑی میری آنکھ

باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچی کی
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
کیا بنا دیتی ہی مسی کی دھڑی میری آنکھ

آہی تیرا جو تصور بہی تو بہر تعظیم
کیا عجب پای نگہ سی ہو کھڑی میری آنکھ

دل پر داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا
اوگی نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

۱۳۲

یاد آتی ہین مجھی حضرت ناسخ جو وزیر
کیا لگا دیتی ہی اشکونکی جھڑی میری آنکھ

۱۶

چیتی جے بس وہ بت رہا ہمراہ
اٹھو بندے کی ہے خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون
دشمن اک دوست کی کیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا نشان
لی گئی کیا یہ نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی ہی رسوائی
رہے گر مجسا پارسا ہمراہ

تجھی دیکھا جدہر نگاہ نے گئے
تہا تصور ز بس ترا ہمراہ

رنج تنہائے لحد نہ رہا
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتہ تو مشعل
کبہی تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہو ہی بعد اپنے بیوفا عشاق
لی گئے یان سی ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا مین کشتہ ہون
قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکہ سکے
اگر اوس بت کی ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئی اے قاصد
ٹہہر اتنا کرون دعا ہمراہ

اوسنی تنہا مجہے نہ جانے دیا
غم فرقت کو کر دیا ہمراہ

ناتوان ہے بہت غبار مرا
تو ذرا رہیو اے صبا ہمراہ

رہی یان گردش اور جامہ دری
کاش لاتی نہ دست و پا ہمراہ

گالیان جیسی دین ہین دل لیکر
جا ہی گا یہ دیا لیا ہمراہ

١٣٣

جا نہ تنہا تو اے شہ خوبان
ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ

١٢

سائل کا ہاتہ چوم لی دست خدا کی ساتہ
آیا ہی بادشہ تری در پہ گدا کی ساتہ

قاتل تلک پونہچ ہی گیا مین قضا کی ساتہ
بہولی کبہی نہ راہ جو ہو رہنما کی ساتہ

رونی پہ میری رحم کیا پر جفا کی ساتہ
بجلی گرائی خندۂ دندان نما کی ساتہ

جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کی ساتہ
ناآشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتہ

ڈہونڈ ہا ہی جسنی اوسکو تو پایا ہی آپ مین
دیکہو کہ قرب بندی کو ہی کیا خدا کی ساتہ

ساقی کی آنی کی یہ تمنا ہے بزم مین
دست سبو بلند ہی دست دعا کی ساتہ

وہ ناتوان ہون ہو رجو لیجای اےجنون — کہنچ جاؤن مین بہی دانۂ زنجیر پا کی ساتھ
چپ رہ کہ گفتگو ہی سی پڑتا ہی تفرقہ — ہوتی ہین دو نو ہونٹھ جدا اک صدا کی ساتھ
دربان کی ضد سی دل مین ہے مگر ابہی ہون خاک — سو بار جاؤن روزن در سی ہوا کی ساتھ
اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ وتاب — نسبت نہ دینی تہی ہمین مشک خطا کی ساتھ
ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خطِ شوق — آخر ہمین چلی سے گئے باد صبا کی ساتھ

١٣٣ — ١٧

بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای وزیر
غیر از کفن نجای گا شاہ و گدا کی ساتھ

مرتبہ پاتا ہے دست سیمبر مین آئنہ — صاف آتا ہی نظر چاند کی گہر مین آئنہ
کون دیکہی گا الٰہی اپنی منہ کو وقت صبح — غم ہی سی ہی تمنّای سحر مین آئنہ
دیکہ دل اوس سنگدل کو سخت پچتاتا ہون مین — کیون دیا مینی کف بیداد گر مین آئنہ
جوہرون نی اسکی ای قاتل مجہی دہوکا دیا — صاف مین سمجہا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ
ذوق ایسا خود نمائی کا ہی روی یار کو — بنگیا مصحف رجب مین اور صفر مین آئنہ
میری قاتل کو ہوا ایسا ہی خود بینی کا ذوق — اب عوض خنجر کی رکہتا ہی کمر مین آئنہ
پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی — آنکہ ہو تو دیکہ ہر برگ شجر مین آئنہ
گہر مین اوسکی جابجا عاشق ہین یون حیران کہڑے — نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ
یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نے — جا کی رکہ آیا ہین اوسکی رہگذر مین آئنہ
صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ — یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکی لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بنا کر اپنی گہر مین آئینہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا رسوا ہوا
ناتوان ہین بن گیا سبکی نظر مین آئینہ

پڑ گیا گر پرتو آب در دندان یار
ڈوب جائی گا ابہی آب گہر مین آئینہ

پڑ گیا جو عکس ابروا سپہ قاتل نی کہا
دیکہ لو رکہتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئینہ

لکہ سکا خط مین نہ جب وصف صفائی رخ کوئی
دہی دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئینہ

رکہکی عارض اوسپہ سویا تہا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بہر مین آئینہ

۳۵
خال رخسار صنم دیکہا تہا اک دن ای وزیر
آج تک رکہتا ہی داغ اپنی جگر مین آئینہ
۱۷

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئینہ
اب ید بیضا ہوا سبکے نظر مین آئینہ

جوہر آئینہ آئی گا نظر ہوے کمر
امتحانا آپ رکہ دیکہین کمر مین آئینہ

صاف جب اوسکا شکم دیکہا کمر کی متصل
ہوگیا دہوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئینہ

خوبرویونکی بہی یان ہوتی نہین یکسان نصیب
کاٹہ کی گہر مین کوئی چاندیکی گہر مین آئینہ

دیکہتا ہون اوسکو پہرتی دست خوبانمین سدا
گہر سی گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئینہ

دیکہکر قد رخ ترا دیکہا تو حیرت ہوگئی
ہی عوض گل کی نمایان اس شجر مین آئینہ

خوبرو ہوتی ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکہ لی ہوتا ہی ای دل سبکی گہر مین آئینہ

تو دکہائی گا اگر روی عرقناک ای صنم
اشک بہر لائی گا اپنی چشم تر مین آئینہ

جا نہین سکتی مری حیرت سرا سی چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئینہ

ایکدم پہیرا جو منہ اپنا دکہا کر یار نی
بیقراری سنی نہ ٹہہرا اپنی گہر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسی آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپہر مین آئنہ

چشم بد سی دیکہی گر سوی در دندان یار
ڈوب جائی ای خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکہا نہین
تول لیتا ہی اوسی اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چہپ گیا ان طوطیونکی مشت پر مین آئنہ

ہاتہ مجہ بیخود کا سرکا دی نکیون عارض سی وہ
کوئی بہی دیتا ہی دست بیخبر مین آئنہ

ہاتہ وہ رخسار پر رکہی ہوی بیٹہا جو تہا
مین یہ سمجہا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

۱۳۶

رکہیو وحشت مین قدم اپنا سنبہلکر ای وزیر
ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ

۱۵

شوخی تو دیکہو کہتی ہین اپنی چہپا کی ہاتہ
ہین آج دست غیب تری آشنا کی ہاتہ

اس مین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کی ہاتہ
ہین مصحف عذار پہ مجہ پارسا کی ہاتہ

آپہونہچی صبح اپنا گریبان پہاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹہا کی ہاتہ

چہوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سی کا ہ لگ گئی ہی کہربا کی ہاتہ

پونہچا ہی ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجای چونچ مین جو نہین ہین ہما کی ہاتہ

کہتا ہی دل مرا کف رنگین پہ رکہکی ہاتہ
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کی ہاتہ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کی نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لی اوڑا کی ہاتہ

محشر مین میرا ہاتہ گریبان سے آپ کا
دامن ہی اتہو جاتی ہو نہ میری چہوڑا کی ہاتہ

چاہی اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
موسیٰ کو دی دیا ید بیضا جلا کی ہاتہ

اوٹہین جو آستینین تو اک صف اولٹ گئی
تیغ برہنہ ہو گئی اوس دلربا کی ہاتہ

مین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر
ساقی ادہر بہی ایک پیالہ ثربا کی ہاتہ

ہی آرزو ہی قتل اجی دم ندو مجہی
چہوٹا ہی تیچہ تو لگا و ثربا کی ہاتہ

دیکہو تو کیا ہی دست نگر تجکو کر دیا
کس نا زسی وہ کہتی ہین مجکو کہا کی ہاتہ

تیری دہن کی مجسی مضامین نہ بندہ سکی
جاتی رہی ہین غیب کی مضمون آ کی ہاتہ

۱۳۷ — دیندار ہم اوسی کو سمجہتی ہین ای وزیر
دنیا سی جو کہ بیٹہہ رہا ہی اوٹہا کی ہاتہ — ۶

خط کو جانباز ونلی در کا ہی کب سر نامہ
میرا مکتوب ہی عطار کا بی سر نامہ

گم ہوا لکہتی ہے حال تن لاغر نامہ
بنگیا نقطہ موہوم سمٹ کر نامہ

دیکہی خط یہ نہین چاند سی رخسار وں پر
دو نو آئینوں پہ لکہا ہی سکندر نامہ

گم ہوا ضعف سی ہین کہین ڈہونڈہی نلا
قاصد یار لیی پہرتا ہی گہر گہر نامہ

ہی مزا اگر بطامی خط سوی ساقی لیجای
لطف ہی پڑہ کی سنادی لب ساغر نامہ

نہ اوٹہا ضعف کی مضمون سی زمین گیر ہوا
بنگیا سایہ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸ — ردیف یا — ۱۷

وہ پریزاد منانی ہی خفا ہوتا ہے
اب سلیمان بہی اگر آئین تو کیا ہوتا ہے

آنکہین وہ دیکہ کی دم اپنا فنا ہوتا ہے
آج بیمار سی بیمار جدا ہوتا ہے

آبلی روئی مین خون رنج برا ہوتا ہی | کوئی کانٹا جو کف پاسی جدا ہوتا ہی
ترک مطلب سی جو مطلب ہی مرا ہوتا ہے | ہاتہ اوٹہاتا ہی مجہی دست دعا ہوتا ہے
آئنی کی و برن کہل جاتی ہی نمار سی قلعے | تیری چہری کی مقابل جو ذرا ہوتا ہے
قفس تن مین نہ گہبرائیو ای طائر روح | جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی
جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی | بولا فرہاد کہ مرنی مین مزا ہوتا ہی
نہین معشوق بہی آزاد گرفتاری سی | ہاتہ مہندی ہی کی حیلی مین بندہا ہوتا ہے
راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم | کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہے
کونسی جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون | مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی
یا تواتی ہی نہ تہی آئی تو کرنی لگی قتل | وصل مین بند سی یان بند جدا ہوتا ہی
ہون وہ لاغر کف جانان پہ جو کہتا ہون مین ہاتہ | طائر رنگ حنا رشتہ بہ پا ہوتا ہے
توڑ کر آئنۂ دل کو بناتی ہو عبث | اب سکندر بہی اگر آئی تو کیا ہوتا ہی
دم بہی آتا ہی مری لب پہ تو بس رک رک کر | ایکدم بہی وہ اگر مجسی رکا ہوتا ہے
کوئی ہم چشم نہین میری سیہ بختی کا | مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سی گرا ہوتا ہے
شاخ طوبی اسی کہتی تو بجا ہی مطرب | خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

۱۳۹
سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین وزیر
سیکڑون بار اجل آئی تو کیا ہوتا ہے
۱۱

جو کہ طائر تری صدقی مین رہا ہوتا ہے | ای شہ حسن وہ اوڑتی ہی ہما ہوتا ہے

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہے
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین
روز دھڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجھی تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

او بھی صاف ہوئے چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین تو جو ملائی ہین کیا ہوتا ہی

پوچھلی تو دہن زخم سی میری اکدن
پھل مین تلوار کی قاتل جو مزا ہوتا ہے

صورت ماہ نو آتا ہی مہینی پیچھے
انہین باتو نسی تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذری کو نہین ہوتی ہی جنبش بیحکم
بت جو پھر جاتی ہین اللہ پھرا ہوتا ہی

جان کر میرا تن زار وہ ٹھکراتے ہین
گو ہی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہے

سبکے نظرون سی گراتا ہی دلا دست سوال
ہاتھ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۴ ولہ ۱۹

ہی خیال گیسو جانان تری تاثیر سی
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سی

ہم وہ پیاسی ہین کہ اپنی پیاس کے تاثیر سی
آب جاری ہوا بھی قاتل تری شمشیر سی

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سی
کاٹ ڈالین گی گلی کو ایکدن شمشیر سی

کون خوش چشم اسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین
بیشتر آہو بھی دیکھی ہین بندھی زنجیر سی

وصف گلرو یان کیا کرتا ہو مین رنگین بیان
عندلیبو پھول جھڑتی ہین مری تقریر سی

پردہ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتہ مین شمشیر تیز
ہوا ہی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سی تری کہاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہی ای پری زنجیر سی

مجھسے پیری مین وہ ہو جو نو جوانون سی نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹہائی آپ ہی
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنی لگتی ہین نخچیر سے

رات بڑہ جائی جو یاد زلف مین نالان ہون مین
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

بر جہان مارین نگہ نی زلف نی پہینکی کمند
تیغ سی ابرو نی مارا او مژہ نی تیر سی

باندہتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہو گیر سے

ابر سی پانی جو مانگی اپنی کشت آرزو
آگ برسانی لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بہی ہین نثار
انس بلبل کو بہلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو خوبرو کہتی ہین وہ ہی ہمارا سرنوشت
قتل ہونگی ایکدن ظالم تری شمشیر سی

ای ستمگر تیری ابرو کی ہزارون کشتی ہین
اس کمان کو دیجیی نسبت قضا کی تیر سی

۱۴۱ ۶۱۹

ہمسری کی تہی جو اوس ساق بلورین سی **وزیر**
شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے

کی مری ہاتہون نی بیعت حلقۂ زنجیر سی
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہی ای نشۂ وحشت تری تاثیر سی
دور ساغر ہوی پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سی
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجہ وحشی بدمست کی تاثیر سی
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکہون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندہ دی زنجیر سی

طفلی مین لکہتا تہا تیرونکی بنا کر تو قلم
تہی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنی لگون
شمع بہی خاموش ہو جائی مری تقریر سے

تہک گئی ہین پاؤن او رجاتی نہین سر گشتگی
سر مرا پہرنی لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکہتی ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکہی کب ہم بغل ہوتی ہین اوسکی تیر سے

جب صفت وحشت مین کے اوس شک شمع طور کے
لن ترانی کی صدا آنی لگی زنجیر سے

ہاتہ مین لی گا کمان و تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہوگی خانی مین کمانکی تیر سی

منفعل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکہتا
مانگتا پروانہ کو زاغ کمان پر تیر سی

گر نہ بدخلقی سی کچہ ہو مار رکہی خلق سی
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانانکی تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر مارا نجائی تیر سے

کشتہ ہوتی ہین عدو سنکر مری اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سی

میری مشت خاک پر آتی جو وہ جاتی نہ پاے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سی

اسقدر تیر افگنی کر ای مری ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجای چوب تیر سی

قصۂ فرہاد کی دہوکی مین حال اوسنی سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنی بہی کس تدبیر سے

۱۲۴۳

گیسوۂ پرپیچ کی پہر پیچ مین آیا وزیر
صاف ہم پر کہل گیا او جہی ہوئی تقریر سے

۱۲

حنا سی سرخ جو تیری کف کلاہی سرو رعنا ہے
عیان ہی پشت پا سی رنگ یہ لطف کف پا ہے

نگہ بیتاب ہو کر یون سو خال سیہ دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سی دانی پہ گرتا ہی

بھری ہین اشک چشم تر مین پر روتا نہین ہین
بچشم غور دیکھو بند اک کوزی مین دریا ہے

ادا سی پنجہ پر نور رہا تھی پر نہین رکھا
یہ اوسنی لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہی

زمین شعر مین بڑہ بڑہ کی نیری اپنی گڑتی مین
قلم تی یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہی

خجالت دی رہی ہی کمرشی عہد جوانی سے
قد خم گشتہ سی ہر پیر اپنی پاؤن پڑتا ہی

نکیون ہو سنبلستان شبت دود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہے

نگہ دزدیدہ سوی غیر یون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بدپرہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے
ہر اک دانت اوس سے یون بیساختہ کہلائی دیتا ہے

عیان ہین صاف مروارید درج لعل ہی گویا
نمایان چشمہ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ ہی چاندنی مین یون تری اکت سے
کہ گویا گوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہے

۱۴۳

ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت
وزیراب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہے

۱۱

کیا ہی گناہ جام مین گر یان شراب ہی
زاہد فلک کی شیشے مین بھی آفتاب ہی

انکھونکو کب ہی تاب وہ دیکھین بی نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بی حجاب ہی

ریگ روان کی طرح نہین ایکدم قرار
ہم خاک ہو گئی یہ وہی اضطراب ہی

نقل مثال قطرہ باران ہین سطر برف
مضمون اشک چشم سی نامہ سحاب ہی

اے طفل نے سوار نجا اور ایکدم
ہنسی جو رات ہی تو ستاری ہین اوسکی دانت
دنیا کو کچھ ثبات نہین مثل نقش آب
جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو
کرتی ہین جس سی بات وہ دیتا نہین جواب
بی عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا

یان شہسوار عمر بہی پا در رکاب ہی
سلمہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی
چشم فنا سی دیکھ کہ دریا حباب ہی
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی
ہر اک سخن ہمارا مگر لا جواب ہے
گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

٢۴

جس شی کو دیکھ آنکھ سی خواب و خیال جان
بیدار ہی اے وزیر یہان عین خواب ہی

٢۴

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نی ہاتھ کی تل سے
لبون پر دم ہی اور عشق مژہ جاتا نہین دل سے
جو وہ لیلی منش آیا کدورت ہٹ گئی دل سے
لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سے
پہونکا جاتا تہا میرا جسم سوز آتش دل سے
مری محفل مین بہر میکشی وہ آفتاب آیا
عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلی سے
رہین گر دور محبوب انس کچہ انسی نہین ہوتا
بغل مین مارہی دیوانی کیا پہرتا ہی صحرا مین

مسخر کر لیا ہی عالمونکو ایک قلقل سی
چوائی آب خنجر منہ مین کہہ دو میری قاتل سے
ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سی
شکر رنجی نہین باقی تو بیتی ہی مری دل سے
بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سی
فلک سی مانگون اب شیشہ تہ ساغر ماہ کامل سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سی
نہین پروانی کو الفت چراغ ماہ کامل سے
صدا یہ آرہی ہی اپنی زنجیر در دل سی

بچھی ہی چادر مہتاب ورس کی جھپر کہٹ مین
بجاہی مانگی گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سی

ہمین ہر طرح سی پاس ونکی ہی مد نظر خاطر
چمن مین دیکھتی ہین وی گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاہتی ہی یہ ہماری سنگ بہ تن کو
مزا اسکا کوئی پوچھی زبان تیغ قاتل سی

نظر کی اہی پری جسپنی ہوا تیرا وہ دیوانہ
اثر مین نقش پا افزون کہین ہے نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر اہی طفل کہاتا ہون
ترا چہوٹا سا یہ مکہڑا نہین ہی کم حمائل سی

ہماری سلسلے سی کوہی دیوانہ نہین باہر
ہی مجنونکو بہی بیعت اپنی ہاتہونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہی سبکی دوستی کا حال کہلتا ہی
پہر آئی آشنا ساری ہماری پہلی منزل سے

عبث لکہوا رہا ہی اہی پری تعویذ الفت تو
مکان تیرا نہین کم خانہا ی نقش عامل سے

نہایت میری اشکونکی جہڑی پر غیر ہنستی ہین
گرنی بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سی

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہی گردن پر
خدا جانی ہی الفت مجکو کس زہرہ شمائل سے

یقین یہ ہی مری تاثیر وحشت سی وہ مجنون ہو
کوئی لیلی بنائی گر دل دیوانہ کی گل سی

جنون تہہرین مرنی پہ بہی یہ بہید ملتی ہی
دہرا ہی پہول چہاتی پر تو وہ بہی کم نہین سل سے

ہوی بدنام ناحق یہ ہماری دلکی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نی محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکہین ہجر کی شب مین
نکلتا ہی عوض اشکونکی روغن آنکہ کی تل سے

۲۴۵

تصور جلوہ فرما ہی وزیر اوس روی خندان کا
صدا ہی خندہ گل آرہی ہی گلشن دل سے

ے

مری پر بہی ساتہ رنج گردش افلاک ہی
خاک ہو آرام چرخ سفلہ پر نپاک ہی

سبزۂ خط جلوہ گاہ روی آتشناک ہی | چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی
بادہ خوارونکی لیی یہ گردش افلاک ہی | مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہے
کسقدر مرنی پہ دل بیتاب زیر خاک ہی | ہین ملک ساکن زمین مین گردش افلاک ہی
خاکساری زیر کردیتی ہی ہر غمزہ ور کو | دیکہلو اسی سرکشو گردونکو زیر خاک ہی
چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکہین ہین نرگس کے پہول | برگ نرگس ہین بہوین اور شاخ نرگس ناک ہے
ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار | چشمۂ خورشید تابان دیدہ نمناک ہی

۱۳۶ ولہ ۲۵

سولائی قصہ خوان فرقت کی شب سو یہ کہانی ہے | تری زانو ہی کی تکیی پہ مجکو نیند آئی ہی
ہوی پوشیدہ ہم نظرونسی ایسی ناتوانی ہی | شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہی
حنائی ہاتہ کی تاثیر سی کیا سرخ بانی ہی | مری قاتل کو ہاتہونکا بہی ہونا خون فشانی ہے
کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی | پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونی کا پانی ہی
کتابی رخ ترا ای جان جان قرآن ثانی ہی | تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی
ہرا کچہ حال کہکر ذکر مجنون کرتی ہین عاشق | کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی
دلایا فاتحہ قاتل نی اکثر آب آہن پر | پس مردن بہی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہے
مین اب چہلی کا چہلا یار کی اونگلی مین پہنا دون | بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہے
عجب اوس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری | زمین پر ہر نشان پا چراغ آسمانی ہی
ہنسی ہی رات اگر تو ہین ستارہی دانت سب اوسکے | جو مکہڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسی دیتی ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ مین ہین
لگی ہین آج جو ساقی کی جو زعفرانی ہی

نہین آتا ہی ہیجانی مین اب مینا سی ساقی
مچا دی شور قلقل اب یہ کیا نیبہ ہانی ہی

وہ نالان ہون اوڑی جب رنگ آواز آتی نالونکی
مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہے

رہی ہم ہجر مین بیٹھی کنارے گور کی پونہچی
دلا عمر رواں مین صاف کشتی کی روانی ہے

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تاب نفس ہی مجکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی اوسکی گہر جانی کا مینی اشتیاق ایسا
صبا کی طرح از خود میری نامی مین روانی ہے

طمع یار کیون ہی اس تری مچہلی کی چہلی پر
مگر چاندی کی مچہلی کی لیی سونی کا پانی ہے

توانائی کبہی نزدیک اپنی آ نہین سکتے
ہماری ضعف کو اندر وزون حکم پاسبانی ہے

کہین گل سی زیادہ سرخ ہی رنگ دوش ہی تش کا
اگر ساقی کو بہی دیکہو تو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گی نہ تڑپین گی
ہمین بہی ناتوانی آج قاتل کو دکہانی ہے

مری حالت یہ جہوٹون بہی بت روئی تو سچ جانون
جو بارش مینہ کی ہو سمجہون خدا کی مہربانی ہے

جدائی درمیان مین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیری ہونٹونکی زبانی ہے

حقیقت جو ہی میری نقش پا سی میری ظاہر ہے
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سی منہ ملاتی ہو یہ منہ دیکہی کی الفت ہی
زبان منہ مین نہین دیتی فقط الفت زبانی ہے

۱۴۷

مین وہ طوطی نہین گویا کوی آئینہ جو مجکو
وزیر الطاف ایزد سی یہ میری خوش بیانی ہی

۲۴

آنکہین لڑائین ہم نی جو اک خانہ جنگ سی
آئی صدا شکست کی چہرہ کی رنگ سی

گھبرا کی یون وہ اوٹھ گئی میری پلنگ سی
جیسی کوئی غزال کری رم پلنگ سی

زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سی
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہی عشق مری خانہ جنگ سی
اوڑتا نہین ہی دیکھ لو طوطا تفنگ سی

سمجھا ہون میل سرمہ اسی مجکو دیکھنا
آنکھین رگڑ رہا ہون تمہاری خدنگ سی

اللہ ری ادب کبھی نام بتان نہ لون
جبتک مین کلیان نکرون آب گنگ سی

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑھیی نماز کر کی وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میری پھول زیادہ ہی سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئی
نکلی شراب تاک سی او شیشہ سنگ سی

کاٹی گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مری مرقد کی سنگ سی

دیکھی جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑی
آئینہ گر بنی مری مرقد کی سنگ سی

ساقی سی ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنی بھی سنگ سی ٹوٹی بھی سنگ سے

دل چین زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچھ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سی

باہم اگر ہون شیشی تو خوف شکست ہی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سی

وحدت بجای غم سی اگر دین دوئی کو چھوڑ
سرگشتگی کو کام نہین پای لنگ سی

چھوڑی جو اپنی ہاتھ سی وہ شوخ مست ناز
آواز قلقل آئی صدای تفنگ سی

ہوتی ہین دانت گوش صدف چہرہ حسین بحر
کچھ کم نہین ہی گیسوی پر خم نہنگ سے

مطرب بجای آب ہون گر مجھ حزین کی اشک
آواز گریہ آئی تری جلترنگ سے

جا نکلون کوی یار مین سو بار گر ہون دفن
کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سی

مانند شمع پونہچی عدم کو گہڑی گہڑی
استادگی ہماری فزون ہی شلنگ سی

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
بجلی گرا دی شعلۂ آواز زنگ سی

بلبل نکل قفس سی کہ آپونہچی فصل گل
پرواز سیکہہ لی مری چہری کی رنگ سی

وہ صید ہون اگر مین دکہاؤنگا اپنی زخم
چلائیگی کمان بہی زبان خدنگ سی

١٤٨
اوس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای وزیر
چلتی تہی جسکی سایۂ شجر پا ہی لنگ سی
٢٩

ہرگز نہ بہر رزق پہری عار و ننگ سی
گر آسیا بنی مری مرقد کی سنگ سی

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سی
ما تلون کا [illegible]

روشن چراغ دیکہ کی جا لپٹی چنگ سی
پروانون کو شب او سنی اڑایا پتنگ سی

بہردی حوض شراب کی ساغر کو بنگ سی
گاڑہی چہنی ہی ساقی ابک سبزہ رنگ سی

الفت جو ہی مژہ سی دکہا دون مین یار کو
سرمہ لگاؤن میل کی بدلی خدنگ سی

تیر افگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگا دی آنکہہ مین میل خدنگ سی

گرمی سی خال رخ پہ تمہاری عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سی

وہ رحم دل ہون دل ابہی پہلو مین چور ہو
شیشہ بہی ٹوٹی گر مری مرقد کی سنگ سی

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد
یا رب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹی وہ سنگ سی

ٹوٹی نہ دانہ بہی اثر ضعف سی مرے
بالفرض آسیا بنی تربت کی سنگ سی

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رویا لپٹ لپٹ کی مین تربت کی سنگ سے

آیا ہی میکدی مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پہوڑتی ہین شیشی سنگ سے

پتھر پڑین جنون کہ نہ مینی شراب پے
شیشی نہ جب تلک بنی لڑکونکی سنگ سی

ان آئنہ رخونکا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بنائی جو آئینہ سنگ سی

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو ہونسی انس
کیا رابطہ ہی دیکہو ترازو کو سنگ سی

دیوانی ہونگی دیکہ کی بادام چشم یار
از خود سر اپنا پہوڑینگی بادام سنگ سی

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبا سی یار
غنچی کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سی

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشۂ مے کی ترنگ سی

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سی

ہون وہ پتنگ شبکو نہ آون جو بین تو شمع
تا صبح جستجو مین پہری پا می لنگ سی

اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کی نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سی

اے موت جلد آکہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سی اور مجکو جنگ سی

کسطرح سے بچین مری بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے

اے شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید
آپونہچی صبح مرگ تری اس درنگ سی

گرمی کی اوسنی ہی تجھی اللہ ری ناز کی
جلنی لگین ہتیلیان مہندیکی رنگ سی

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسی یار
صیقل ہاس آئنی مین نظر آہی زنگ سی

کہو لیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑ کی آئیگا طوطا تفنگ سی

تیرا ادا ادہر لب معشوق ہو گیا | منہ کو ادہر لگایا جو تونی تفنگ سی

١٤٩ — ٣٠

ہر آن ضعف سی ہی دگرگون وزیر رنگ
تصویر نہیں کہنچے گل رعنا کی رنگ سی

مری تربت پہ شور بلبلان ہے | چراغ قبر شاید گلفشان ہے
سگ جانان کی خاطر استخوان ہی | ہما تو نے بلایا میہمان ہے
بدن وہ روح کا جسپر گمان ہی | گلی سی پان کی سرخی عیان ہے
بدن مین اوس سہی قد کی ہو گیا تل | الف مین دیکہہ لو نقطہ کہان ہے
اگر دیکہی اودہر تنکی چنے برق | ہمارا اوس چمن مین آشیان ہے
جہان ای ماہ تو ہے جلوہ فرما | زمین کا ہیکو ہے وہ آسمان ہی
بہا دریای خون زخمون سی ایسا | جنازہ خود بخود میرا روان ہے
چمن مین نوچے ہین صیاد نی پر | بہار گل ہے اور اپنی خزان ہے
سبکروحی سی بوی گل بنا ہون | وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہے
زبس رہتا ہے تیرا نام لب پر | دہن پر میری خاتم کا گمان ہے
عجب انداز سی بیٹہا ہی وہ ماہ | کہ کرسی پر گمان آسمان ہے
کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین | نہین خط گرد اوسکی کاروان ہی
کوئی ڈرتی ہین سرکشی سی ہم مست | کہ سر شیشی کی گردن پر کہان ہی
کرون نالہ تو دم بلبل کا پہڑکے | برنگ برگ گل میری زبان ہے

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا
دوپٹا آسمانی آسمان ہے

ہین ایسی کفش پای یار مین گل
جہان وہ پاؤن رکھی بوستان ہی

ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو
تری تلوار شاخ زعفران ہے

ہماری ہڈیان کہانا سمجھکر
ہما آخر تری سب ے استخوان ہی

رہی ہم اس چمن مین خانہ بر دوش
وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

۱۵۰

وزیر اسنے نہ کی کچہ دستگیری
ہمارا ہاتہ ہے اور آسمان ہے

۱۷

دی مجہی خلعت شہادت کا خدا کی واسطی
تیر کا دستہ تہنگا میری قبا کی واسطی

شاخ سی گل نکلی تیری کفش پا کیواسطے
باغ مین کنگہی اوگی زلف دوتا کیواسطی

کی سگ جانا نکی خاطر استخوانکی احتیاط
قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطی

بعد مردن قبر مین بہی لائی بوی زلف یار
ایک دورہ وزن بنا دینا صبا کی واسطی

ہم فقیرونکی نہ کہائی سگ بہی ہرگز استخوان
ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کی واسطی

اوڑنی دین کسطرح ای ظالم لگیرین ہاتہ سے
دام ہین یہ طائر رنگ حنا کی واسطی

چاندنی چہٹکی ہماری اشک کی سیلاب سے
رات کو روئی جو ہم اک مہ لقا کیواسطے

ہون وہ میکش گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن
ہر سبو نی ہاتہ پہیلائی دعا کی واسطی

پیرہن بہی گر رنگی اپنا تو مٹی مین رنگی
خاکساری چاہیئی اتنی گدا کی واسطی

کر دیا ہی غم نی کاہیدہ مجہی کیا ہی عجب
استخوان تن سی جو نکلین کہربا کیواسطی

اوسکا سنگ آستان کیونکر چہٹی ہمسی جنون / سنگ مقناطیس ہی زنجیر پاکی واسطی

ہون وہ پیاسا اشک کرتی آنکہونمین پہون / ہاتہ پہیلاؤن نہ مین آب بقاکی واسطی

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچہ آرزو / گر دعا مانگی تو ترک مدعاکی واسطی

ہوگوارا رنج اونہین جنکو ہو آرایش پسند / ہاتہ بند ہوائین حسینون رنگ حناکیواسطی

روؤن جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفانکا / ناخدا دینی لگی مجکو خداکی واسطی

ہوکی زخمی اپنی قاتل سی یہ مین اوٹہی ہوا / سیکڑون ہنتہ ہوگئی پیدا دعاکیواسطی

۱۵۱۰ بخشش دی اپنی کرم سی ای خدا جرم فرید / مصطفے کی واسطی اور مرتضی کیواسطی ۲۵

کعبہ ابرو کہا او بت خداکی واسطی / شکل مژگان ہاتہ اوٹہائی ہون دعاکیواسطے

یارب آئی باغ مین وہ گل حناکی واسطی / ہاتہ پہیلائی ہین شاخون نی دعاکیواسطے

ضعف نی ایسا گہلایا ہی اوسی ملتی نہین / استخوان میری ہوی عنقا ہماکی واسطی

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی / چاہیی دستہ ستارونکا قباکی واسطی

ہون وہ دیوانہ مرا چہلا جو لی تو ہاتہ مین / ای پری وہ طوق ہو وزرحناکیواسطی

سیکڑون گل پس گئی او بلبلونکا خون ہوا / جب گیا گلشن کو وہ ظالم حناکی واسطے

کیا برابر میری سینی پر لگائی اونسی تیر / بس یہی دستہ مناسب تہا قباکیواسطے

لاکہ دروازہ کری تو بند خط بہیجینگے ہم / روزن دیوار ہی دہ ہی صباکی واسطی

تیری راہ شوق مین اسد جلا غر ہوگیا / بنگیا مژگان مین چشم نقش پاکیواسطی

دستگیر و نکانہ احسان ضعف نی ہونی دیا — ہاتہ اوٹہ سکتا نہین میرا عصا کیو اسطی
جو کہ قانع ہو وہ بچ جائی فریب نفس سے — دام کب صیاد پہیلائی ہما کی واسطی
بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہون چور — سنگ ہی سایہ ہما کا مجہ گدا کی واسطی
اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکھون کبھی — استخوان تن سی نکل آئین ہما کیو اسطی
ای پری پیکر ہلا دون عرش کی زنجیر کو — جب کرون نالی تری زلف دوتا کیو اسطے
سچ تو یہ ہی آدمی سا کوئی خود مطلب نہین — کی عبادت بہی تو حور مہ لقا کی واسطی
خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہی — برق کی خاطر ہی کب ہی آسیا کیو اسطے
اوسکی بتخانی سی کعبی کو اگر جانی لگون — برہمن دینی لگین مجکو خدا کی واسطی
ڈہانپتی ہین منہ کو اپنی چادر مہتاب سی — روتی ہین راتو نکو ہم اوس مہ لقا کیو اسطے
زندگی تنگ ہی یہان اہل سعادتکی بہی قدر — بعد مردن ہی مگس رانی ہما کی واسطی
اونکی آرایش یہان ہی جو کسی قابل نہین — ہی حنا اس باغ مین بید ست و پا کیو اسطے
زخم کہاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون — غیر کا احسان تہ لون آب و غذا کیو اسطی
ہجر کی شب صبح ہونی کی کرون گر آرزو — پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کی واسطی
دینی گردنکو جہکائی ہی مہ نو دیکھ لے — خوب رو پیدا ہوی شرم و حیا کیو اسطے
کفش نو گر تو پہن کر روندے قبر عاشقان — سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیو اسطی

١٥٢

اشک خونین سی ہی گلگون رخت عریانی وزیر
رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کی واسطی

١٦

منزلت ہی مثل کعبہ ابروخمدار کی
طوف گردش نہی کیا کرتی ہین آنکہین یار کے

بل بی گرمی آتش رنگ حنای یار کی
بنگئی نَی ہاتہ مین منقار موسیقار کی

کرتی کچہ تعریف تیغ ابروخمدار نے
گر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا یا ہی گلگون سی ہماری قبر کو
چادر گل نقش پا ہی یار نی تیار کے

عکس دندانسی بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سی پوچھیی قیمت تری تلوار کی

آستین بنی گرہوی باہر مری دست جنون
دہجیان اوڑتی پہرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سی ستاری جہڑتی ہین وقت خرام
سیر دیکہو اب زمین پر کوکب سیّار کی

دخل کیا ہی حشر تک چمکی جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دہوم ہی اوس مغربی تلوار کے

روزن آتی ہین نظر اشکو نمین موتی کی طرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئی جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقی ہون پہر پہر کی تصویرین در و دیوار کے

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب ہین
بی تری روتی ہین یہ آنکہین نرگس بیمار کی

اپنی قد کا وہ لب جان بخش ہی کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتی روتی سر سی گذرا ہجر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کفِ دریا ہی یان دستار کے

دیکہی دریا مین سکندر کی جو پتلی وہی وہ
پتلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر ہر عضو سی
آئی گی آواز یا غفار یا غفار کے

۱۵۲

بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر
دہوم ہی ملک معانی مین مری اشعار کی

۱۵

کچھ حقیقت سنئے میرے دل سے چشم یار کی
پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جبر پڑتی ہی کسی میخوار کے
ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کہا کی زخم نوک مژگان ہونگا ابرو سے شہید
نیزہ بازی ہو کی نوبت آئی گی تلوار کی

ہو گئی صیقل سے ظالم پارہ بہی رکہی گئی
تو جو بگڑا ہمسے بن آئی تیری تلوار کی

گر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی

اوسکی رخکو میرے داغ دل کو باندہین آفتاب
لکہین تعریف ایک شاعر نور کی او زنار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار ہی مرنی لگے
برہمن زنار پہنا دہی کفن کی تار کے

چشم مین پتلی کی بدلی ہی کسی بت کا خیال
آنکھ کی ڈوری پہ اب پہنچی کہون زنار کے

راتکو بہی جیب کی اوسکی گہر مین جا سکتے ہین
چاندنی چہٹکی ہوئی ہی سایہ دیوار کے

ہون ہین وہ بلبل قفس مین ہے نہ بہولا یاد گل
جب اوڑتی جہری ہی نگہت راہ لی گلزار کے

مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے
کہین ہین بین نی منتین ہی منتین معمار کی

ساز سی بی یار آئی کیون نہ رونیکی صدا
تار مین صورت ہی مطرب آنسوونکی تار کے

ہی وہ میر اکفر جسکی ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کے

تب مزا ہی ہو ہماری منہ مین قاتل کی زبان
اور دہان زخم مین بہی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جہڑتی جو ہین چنگاریان
نے بنائی تو نی کیا منقار ہو سیقار کے

۱۵۴ ولہ ۲۲

یاد گیسو مین جو آتا ہی کبہی ہوش مجہے
سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجہے

سر پٹکتا ہون پلا دی می سرجوش مجھی
ساقیا دڑ کہ پہر آنی لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بی سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھی

نہ سنون کوئی بہی آواز سوا قلقل کی
ساقیا پنبۂ مینا دی پی گوش مجھے

اسقدر پہول سا کہڑا ہی ترا سرخ و سفید
گل تری آگی نظر آ ہی سیہ پوش مجھے

کاسۂ ماہ کو دی پٹکون خم گردون پر
ساقیا آ ہی جو مستی مین کبہی جوش مجھی

لن ترانی جو کہو گی تو سنو گی تم بہے
ایسا نظر و نسی کیا ضعف نی روپوش مجھے

نہ سنون کوئی بہی آوازِ انا الحق کی سوا
چاہیی پنبۂ منصور پی گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسی کیا دکہلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف ہی روپوش مجھی

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکہلاتی ہے
غم فردا ای قیامت ہی فراموش مجھی

صورت آبلہ بس زیر قدم ہو گردون
آ ہی گر عالم وحشت مین ذرا جوش مجھی

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہونگا
یاد دکہلا ہی گا پہر صبح بنا گوش مجھے

شور قلقل وہین کچہ یاد دلا دیتا ہے
بہول جاتی ہین جو یاران قدح نوش مجھی

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نی کیا بزم مین بیہوش مجھی

فرقت گیسو سائی مین جو غم کہاتا ہون
کہتی ہین سارے سیہ مست بلا نوش مجھی

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل دُر گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پر ہے عکس
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھی

ساغر عمر تلک ہوا ہی لبریز شراب
صورت مے اگر آجا ای ذرا جوش مجھی

نالی سنکر مری تنگ آ گئی وہ بت کہنی لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نی گرانگوش مجھے

اوٹھ گیا پھر مری پہلو سی وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانی لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلائی کمان دو نشہ جو آ
شکل سوفار ملی ہین لب خاموش مجھی

ساغر عمر کو اللہ نی لبریز کیا
جام تونی نہ دیا ای بت مے نوش مجھی

۱۵۵ وله ۱۹۱

ایسا اک جام دی ای ساقی مے نوش مجھے
دونون عالم نظر آنی لگین بیہوش مجھے

پھری چپ رہنی سی ظاہر ہوا عشق نہان
لب اظہار ہوی ہین لب خاموش مجھی

دیکھکر بزم مین ساعد کو تری مرنی لگی
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھی

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھی

نالۂ مرغ سحر ہوگی صریر خامہ
لکھنے ہی اب صفت صبح بنا گوش مجھی

بیخودی مین ہی جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہی بزم ہوش مجھی

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر درکار
شکل آئینہ بنایا ہی نمد پوش مجھی

بار سر او ترا گئی بار ہوا پھر پیدا
شمع سان کر نسکا کوی سبکدوش مجھے

مرہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئی گا کسی مہ کا در گوش مجھی

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بہی حکمت ہی بنایا ہی جو خاموش مجھے

پھر کی اشک آنکھو نمین ساغر سی گری آتی ہین شراب
یاد کرتی ہین بس مرگ جو مے نوش مجھی

ہی یقین چرخ کلی اس تفرقہ پردازی سی
قبر ہی دیکھہ سکی گا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
شرمگین چشم نی کسکی کیا لنگا خاموش مجھی

ہی ہر اک شام کی ای ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کی دکہا صبح بناگوش مجھی

کہتی ہی شمع زبانسی بہی ای رشک چمن
گل ہون مین تو جو کری بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بی سر پہری ہاتھون پہ سدا الاش مجھے
شیشی کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سری کی دنبالی کا شکوہ تری آنکھ
دیکھو آہو سی بنایا ہی سیہ گوش مجھی

سنگ مرقد سی مری شیشی نوہ بنوایا ہی
نہ کیا مرنی پہ ساقی نی فراموش مجھی

١٥٦

گرچہ ہون اپنی زمانی کا فغانی مین وزیر
دو ہی باتون مین کیا یار نی خاموش مجھی

٣٤

برق و باران جسکو کہتی ہین مرا افسانہ ہے
کچھ حقیقت رو گئی کچھ حال بیتابانہ ہی

گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہے
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشاہی نہی ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش پا ہی ساقی مدہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سی روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شب تاب جو پروانہ ہی

صاف کہہ دیجی کہ دل مین جلوۂ جانانہ ہے
لامکان جو شوخ تہا اب وہی صاحبخانہ ہے

صورت قلقل نوای بلبل اب مستانہ ہے
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگ کوی بتان کہتا نہین دیوانہ ہے
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج می ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یا لہہ تیری حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہے

دور ساغر کو جو ہی تیری حنائی ہاتھ سے
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہے

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گرمیان
شمع مینا بنگیا ہی جام مے پروانہ ہی

دیکھ لیتی ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی
جام جم کہتی ہین جسکو کیا ہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت درد
مثل دور جام مے گردش مین ہر اک دانہ ہے

توڑتا ہی شیشہ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہے

شمع عکس روی روشن آئنہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

اہی صدف تیری طرح محتاج نیسانی نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہی

اہی صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلی ہی ایک کعبہ لاکہ جا بتخانہ ہی

ملتی ہین ہر ہشت کی نقشی سی تری نقش قدم
پاؤن کا تیری نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہے

برسون گذری ہین خیال یار ہی آیا ہین
ہم ہین اور تنہائی ہین کیا اندنون یارانہ ہے

یاد کرتی ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہی چشم مکتب خانہ ہے

کرمک شب تاب کی مانند اوڑتی ہین چراغ
تیری دیوانی کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

خوشۂ پروین پہ اہی دہقان چرخ اتنا نہ پھول
برق خرمن ہی ہماری کشت کا جو دانہ ہے

مین جو آنکھو نسی لگاتا ہون اوچھ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان تری گیسو کو مثل شانہ ہے

جو حسین ہی اوسکا ہرجائی بھی ہونا ہی ضرور
شمع ماہ و مہر سی روشن ہر اک کاشانہ ہے

شیشہ و ساغر لگائین مجکو پتھر کی عوض
کہدو لڑکون سی یہ دیوانہ تو کچہ مستانہ ہے

دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پر کہین بجلی گری — میری نامی مین رقم کچھ حال بیتابانہ ہی
داغ سوزانسی ہی مثل شمع روشن دل مرا — کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی
لی اوڑی ہی حسرتِ دیدار روی یار کے — شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی
ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی

۱۵۷ ۲۰

ایسی مری یوسف کی ہی رخسار مین گرمی — جلتی ہین خریدار ہی بازار مین گرمی
تم آہی نہین داغ دل زار مین گرمی — ای میری خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی
کانٹا جو چبھی پاؤن مین ہو آبلہ پیدا — ایسی ہی مری وادی پر خار مین گرمی
ہو سی کی طرح مردم چشم آئینہ بنین — بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمے
سردی نفس سرد مین ہی آنکھو مین ہی ساتت — رہیتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی
قد صاف ہی سانچی مین ڈہلا شمع کیصورت — ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی
مچھلی مری بازو کی بنی شکل سمندر — ایسی تب غم سی ہی تن زار مین گرمی
غیرون پہ گری شعلہ آواز سی بجلے — اللہ ہی کیا ہی تری گفتار مین گرمی
حمام کرو خانۂ دل سوختگان مین — آہو نسی ہی سقف و در و دیوار مین گرمی
قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بہی ملی آرام — پیدا ہو تری سائۂ دیوار مین گرمے
تنخالی پڑی ہیتی ہی خون تہا یہ مرا گرم — پیدا ہوی ظالم لب سوفار مین گرمی
پہل برق ہی اور قبضی مین سعی بج کی کرن ہے — قائل ہی سراپا تری تلوار مین گرمے

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سی
ہی نبض کی صورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کی چمن مین نہ لگی آگ
بجلی کی طرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کری سامنا ہو جای سیہ رو
خورشید سی ہی تیری سیہ کار مین گرمی

خلخال یہ ہی شعلہ جوالہ کا دہوکا
آن شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھی تو ابہی جلنی لگی خرمن مہ بہی
بجلی سی فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجہی صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دون شمع سی تشبیہ تو اکدم مین پگہل جای
گیا آتش غم سی ہی تن زار مین گرمی

١٥٨ تا سو مین تبی صفت شمع ہی سوزان ١٤
ایسی ہی [illegible] دل افگار مین گرمی

آہ نسی ہی اب [illegible] مین گرمی
چلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹہا تہا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمہاری در و دیوار مین گرمی

مُنہ پہیر لی مژگان کی طرح ابر جو دیکھی
ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتے ہین یہ آنکھین مری جہانکو جو کبہی مین
پیدا ہو تری روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ سے بنے شمع
نالون سی مری زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالون سی جلا دون مین چمن کو
ققنس کی طرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر
اب میری سبب سی ہی مری یار مین گرمی

یون جسکی گرمی سی تری جلتی ہین آنکھین
جسطرح ہو تپ سی تن بیمار مین گرمی

بل کہائی نہ کس طرح سی موی کمر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹہی کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیری در و دیوار مین گرمی

ای جان تری نقش قدم سی ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتی ہی تری پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دہوان شعلی ہین وہ دست حنائی
نر سی کف پا تک ہی مری یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سی ہے گرم
ہون برق زبان ہے مری اشعار مین گرمی

۱۵۹ **وله** ۱۷

آنکہین کہلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہے

کچہ حال اپنی زلف کی دیوانی کا نپوچہ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہے

دل خانۂ خدا ہی نہ دی ان بتون کو جا
اوبی تمیز کچہ بہی تجہے امتیاز ہے

محراب تیغ یار سی پہیرا نہ منہ کبہی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہے

کہتی ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہے

یہ تہر گداز ہونی سے بنتا ہے آئنہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہے

گردون سی ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہے

دانی ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہے

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئی
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہے

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام می بہ تنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہے

ٹپکی جو میری زخم کی انگور سی شراب
گرم نظارہ کیا وہ مراست ناز ہی

پونہچا دیا ہی عشق بتان نی خدا تلک
کیا عزد بان بام حقیقت مجاز ہے

دیکہو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنی لگی صدا کہ در توبہ باز ہے

موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہ ہون
دریا مین جلوہ گر وہ مراست ناز ہی

١٦٠
جہک جای کیون نہ شاخ ثمردار ای وزیر
افتادہ جو کوی ہی وہی سرفراز ہی
١٠

ابروی یار کعبۂ اہل نیاز ہے
آنکہین کہلے نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل ہر ایک شیشہ ہی کہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مراست ناز ہی

آئینۂ عذار بتان کیا بناے صاف
ہاتہ اوسکی چومیی عجب آئینہ ساز ہے

کیا کیا نہ ہمکو اپنے عبادت پہ ناز تہا
بس دم نکل گیا جو سنا بی نیاز ہے

آیا ہزار پیچ سی بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جا کر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیی یار کو بندہ نواز ہے

لگتی ہین ایک جنبش مژگانسی لاکہ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہے

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یا رب ہمارا جسم ہی یا کوی ساز ہے

رونی لگین چلی جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہے

۱۶۱ ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پہ ہی مگر یہ
لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے ۱۹

تری سر میکی دنبالی پہ جسینی آنکھ ڈالی ہی
تو پہر شاخ غزالا نمین بہی شاخ اوسنی نکالی ہی

فراق یار مین جو گل ہی رنگ و بو سی خالی ہی
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہی

چمن مین آج نرگس پر جو توفی آنکھ ڈالی ہی
کوی شاخ اوسمین شاید چشم بد دور نکالی ہے

ہمیشہ ٹہوکرین کہاتا ہی صرف پائمالی ہی
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہے

تری جانی ہی مطرب نعرہ زن تصویر قالی ہے
شال تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہی

کہلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نی
کہ تیغ آفتاب ہی ماہ انور روز دن ہلالی ہی

ترے زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاندنی مارے
سپہر مین بہی ہے چاند او تیغ بہی تیری ہلالی ہے

تجہے دیکہا جو چشم بد سی ہوی تغیر گلچین نی
نہین توڑی یہ نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہے

بچہائین بلبلون نی آنکہین آیا تو جو گلشن مین
زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہے

نہین بیوجہ رونا زار زار ابر بہاری کا
تمہاری کانکی بجلی یہ ہمپر گرنی والی ہی

تصدق ہوتی ہین پہر پہر کے دیوارونکی تصویرین
مکان اوس شمعرو کا شکل فانوس خیالی ہے

ہہ تو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہم سی
فقیر اک ماہ کی ہین اپنی کشتی بہی ہلالی ہے

وہ میکش ہون نہ کہون رات بہر اوسکی طرف گر کے
فلک بی آفتاب کی مری مینای خالی ہی

یہ کس میکش نی دیکہا چشم کم سی اسکو ای ساقی
پیالہ بادہ گلگونکا نظرون مین پیالی ہی

لگا مضمون ہاتہ اوس کانکی بالی کی مچہلی کا
یہ ہمنی چشمہ خورشید سی مچہلی نکالی ہی

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سنا او محتسب تو عقل اور دانش سے خالی ہے

سبو ہی می اگر ٹوٹی پیالہ می کا بنجائے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جائی پیالی ہی

پڑی ہین شیشی خالی ایک دن ساقی نہ آ نکلا
مہینا اس برس جو سے مری نظرون مین خالی ہے

۱۶۲ غزل ہمشکل کہتا ہون وزیر افضال ایزدی ۱۸
نہ میری طبع عالی ہی نہ میری فکر عالی ہے

ترائی وصل مین اوس جنگجو سے ہونی والی ہی
کٹاری گلبدن کی پاپجامی نی نکالی ہی

قدم رکہنی سے تیری نقش حب نقش نہالی ہی
گل افسون دمیدہ ہر گل تصویر قالی ہی

مسلمانونکو تیرا روی روشن روی یوسف ہے
تری زلف سیہ آگی ہر اک ہندو کی کالی ہی

ہر اک معشوق یان ہی تشنۂ خون اپنی عاشق کا
نہین شعلہ زبان شمع نی باہر نکالی ہی

می گلگون ہی ساغر مین گلابی دست ساقی مین
صنم پہلو مین ہی ایمان کا اللہ والی ہی

بنایا مجھکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکہنی سے میری خندہ زن تصویر قالی ہے

نہین ہی شمع یہ تربت پہ کہدو میری قاتل سے
امید قتل مین پہر قبر سی گردن نکالی ہی

نکالی مجھ پہ گر تلوار تو ای غیرت گلشن
وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہی سنہرا رنگ و س گل کا ہی کندن سا
چمن مین سرخ ہین گل پہ کہان شبنم مین لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون مین یار رگ جان سے
اگر وہ موشگافی ہی تو یہ نازک خیالی ہی

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل می مین
فلک ہی اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہی

ہما کی سائی ہی بہتر کملی ہم فقیرون کی
ہماری پشم سے رومال اگر منعم کا شالی ہی

ادا سی گالیان دیتی ہی اپنا دم نکلتا ہے
ہمین میٹھی کھری یہ ای شکر لب تیری گالی ہے

بنایا آنکھ کا ای جان تل تیری کف پا کا
قدم رکھنی سی اپنا دیدۂ تصویر قالی ہی

گلی ہی چک ہی قاتل کی چمکتا ہی صدا اوسکی
ہی ٹہنی گل کی تلوار او سپر پھولونکی ڈالی ہے

برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی مینڈ اوسکی بھی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہی

ملا دی لب سی لب ساقی لگا دی منہ سی شیشے آ سمائے
ہمین رند لاؤبالی ہون تو مست لاؤبالی ہے

١٦٣

جبینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہے
مرینگی دیکھ کر تلوار اگر اوسکے ہلالی ہے

١٦٤

نگہ کی چل سہی ہین تیر اور مژگان صف آرا ہے
جسی سب تیر باران کہتی ہین اوسکا نظارا ہے

نمایان جبین گیسو سی جو تیرا گوشوارا ہی
منجم کہتی ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہے

برنگ گل مری زخم بدن جتنی ہین خندان ہین
مری قاتل نی ہنس ہنس کر جو تلوار اوسی مارا ہے

سجاب آتا ہی جراحونکو زخم دل دکھانی سی
نگاہ شرمگین سی تیر کسنی دل پہ مارا ہی

ہمارا حال خفیہ لکھکی پہنچاتا ہی جانان کو
رقیب روسیہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی

ہنسی جب برق چمکی جب ملی مستی گھٹا چھائی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہے

کمال عشق تب ہو جب کنارہ گور کی پہنچین
لحد کہتی ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی

تمنا ہی عبث دلکو ہماری بات کرنی کی
دہان تنگ مین اوسکی سخن کا کب گذارا ہے

بلا سی دیجی تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تمہاری سر پہ ای رشک پری سایہ ہمارا ہے

تعجب کچھ نہین تیغ تو جو آنکھین پھیر لی ہم سی
ہماری بخت کا ای ماہ گردش مین ستارا ہے

لکہا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد | زبانی کچہ جو پوچہی کہو خط سی آشکارا ہے
تری ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم | قبا مہتاب گر ہی او سمین چہیت چاند تارا ہے
دل پر خون ہی شیشہ دان حسرت ساغر مے | نہین ہی تو جو ساقی اب ترا غم مجلس آرا ہے

۱۶۴
رولایا ای وزیر اسدرجہ شوق ہمکناری نی
کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہے
۹

جو مجہ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہے | گری گی چاند ماری ای صنم فوج نصارا ہے
کیا واعظ کو محو دختر رز لاکہ افسون سی | پڑہی جن کو مری ساقی نی شیشی مین اوتارا ہے
سر آنکہونسی کرین سجدہ جدہر ابرو ہلائی وہ | جدا کچہ کفر اور اسلام سی مذہب ہمارا ہے
تری قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہے | مثال سایہ ہی وان سرو جسجا تو خود آرا ہے
بیابان گرد ایسی ہین نچہوڑا ساتہ گردش نے | پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہے
ہوا ہی اوس پری کا جلوہ گر دل لاکہ افسون سے | سلیمانکی قسم دیدی کی شیشے مین اوتارا ہے
کوئی شمشیر ابرو کا بہی قاتل وار ہو جائے | مژہ نی برچہی ماری ہی نگہ نی تیر مارا ہے
بر عنقا دہن کو سے کہیے خط کو سایہ عنقا | دہن کو باندہیی عنقا نیا یہ استعارا ہے

۱۶۵
ہزار افسوس انروزون وزیر اک ماہ تابان کو
برنگ آسمان ہمنی بہی شیشے مین اوتارا ہے
۱۶

کون جیتا ہے ای صنم مر کے | آؤ تو دیکہ لین نظر بہر کے
شکر ہی ان بتون کی کوچے مین | پوچہتے ہین ہم خدا اکر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم
لطف بہولی نہین ہین ٹہوکر کے

ساقیا چشم یار یاد آنے ئے
دی مجہے ساغر اجل بہر کے

منہ دکہائی کا کسنی وعدہ کیا
منتظر ہین جو روز محشر کے

کیا بجہائی ہماری دل کی لگی
صدقے اوس آبدار خنجر کے

ای جنون آپ کاٹ ڈالون سر
کہین گردن سی بوجہ تو سر کے

دیکہے دنکو برخ سی کیا ٹہہرے
زلف کی میہمان ہین شب بہر کے

اُس خرابی سی کاٹی ہی شب ہجر
اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے

یاد آیا چمن مین جب قد یار
صدقے ہونے لگے صنوبر کے

خاکساری مین نقش پا کیطرح
رہنما ہین ہر ایک رہبر کے

نامہ اوس طفل کو مگر پونہچا
کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے

ای صنم ایک تو ہی غیرت گل
بخدا ورنہ بت ہین پتہر کے

ہین جو ابروے یار پیوستہ
خوب مصرع ہین دو برابر کے

نقشہ یار کہینچ یون ملنے
چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

١٦٦

کرے طوفان بپا وزیر بحر
لکہون مضمون جو دیدہ تر کے

٢٠

ایک عالم نے جبہہ سائی کے
ای بتو تمنے بہی خدائی کے

عاشقون کی لہو کے پیاسے ہین
پہلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا
پیچ مین رخ پڑا صفائی کے

مرغ بی بال و پر ہون اے صیاد
آرزو ہے کسی رہائی کے

ای جنون دشت کو چلین گی ہم
ہی قسم اس برہنہ پائی کے

سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا
آئی جب گفتگو جدائی کے

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر
بخت برگشتہ نے برائی کے

سیکڑون جامے تجھ پہ پھٹتے ہین
دھوم ہے تیری ہرزائی کے

تجھ سے تو ہمکو اے خم ابرو
تھی نہ امید کچھ ادائی کے

کوے قاتل کے راہ بھولا تھا
ای اجل تونے رہنمائی کے

دل کہین اور سے ہمنے اٹکایا
بیوفاؤن سے بیوفائی کے

نہ گئی زاہدون کی پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی کے

شہر مین جاے گی مری پاپوش
قدردان کیا برہنہ پائی کے

صاف ہی آئنہ تن پہ نور
ہی دلیل اسپہ خودنمائی کے

کاسہ ماہ کیون نہو پر نور
برسون اوس کوچی کی گدائی کے

کعبہ دل مین ہے مقام کیا
ای بتو تمنے کیا رسائی کے

خط کے آنی پہ سبھی مکدر ہے
صورت اب کون سی صفائی کے

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کے

کس کی کوچے کے راہ نہ بھولا ہون
خضر نے بھی نہ رہنمائی کے

تمام

١٦٧ — ١٣

شاہ کہلائی ہر طرح سے وزیر
بادشاہی نہ کے گدائی کے

ہمیشہ دل مین جو اپنی خیال زلف وکاکل ہے — تو سینی مین نفس ہر ایک پیچ بوئی سنبل ہی
فسان ہی سخت جانی میری تیغ ناز قاتل کو — کہ یان جتنا ہی رنج تیغ اوتنا وان تغافل ہے
مجھی کو کچھ تو اپنی کوچی مین آنی نہین دیتا — وگرنہ ہی ستم ایجاد ہر گلشن مین بلبل ہی
تری مینای گردن کی صفت کی ہی جو ای ساقی — مری آواز کو کہتی ہین سب آواز قلقل ہی
وہی دل ہی بہرا ہو نشاہ جسمین جام وحدت کا — کہ ہی چہاتی کا تہہ بزم مین شیشہ جو بی دل ہے
مری جو سوز غم سی جلکی ہو وہ نیک نام آخر — چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتی ہین سب گل ہے
دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نی — پریشانی ہی سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے
لکہی ہین وصف یان تک نرگس مخمور ساقی کے — ہی خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہے
بڑہا کر ربط کیونکر کم نہ منہ دکہلای وہ مہرو — ہوا جب ماہ کامل دن پہ دن اسکو تنزل ہے
بہاتی ہی کہین بہی موج نقش بوریا خس کو — ندی گانا تو انکو رنج جو صاحب تحمل ہی

قطعه

کہا اس گل نی کل سامان گلشن ہے یہ کہتا ہون — جو عاشق ہی مرا نالو نسی وہ ہمچشم بلبل ہی
خط و رخسار و چشم و زلف دکہلا کر لگا کہنے — یہ ریحان ہی یہ گل ہی اور یہ نرگس ہے یہ سنبل ہے

١٦٨ — ١٤

خیال زلف جانان مین جو روؤن تو اوگی سنبل
وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہی

جب سے آغوش سی جدا تو ہے — میری پہلو مین درد پہلو سے

زلف سی ہم اوبجھتے اسبے رخ یار
سیکڑون گھر ڈبو دیے پل مین
کھینچے ہی جب سی ماہ نونی شبیہہ
رگ گل سے کمر ہے کچھ نازک
پھیر لیتا ہے دم مین وہ آنکھین
دل ہے اک ماہ کے تجلے گاہ
صفحۂ چرخ پر ہلال نہین
چھان ڈالا تمام کعبہ و دیر
کہتے ہین حق بتون کو سب کافر
فکر رہتے ہے بیت ابرو کے
چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ
غم نہین پھیری گر وہ پھیری آنکھ

کیا کرین ور ہیسان مین تو ہے
یہ وہ خانہ خراب آنسو ہے
آسمان پر دماغ ابرو ہے
فرق دونو مین اک سر مو ہے
چشم بد دور کیا ہے بد خو ہے
اپنے غنچے مین یار کے بو ہے
مصرع انتخاب ابرو ہے
اے ہمارے خدا کہان تو ہی
بت تجھی کہتے ہین خدا تو ہے
اِندنون سر کو ربط زانو ہے
جی کا جنجال دام گیسو ہے
قطعہ
تو ہے خوش چشم کیا پریرو ہے

۱۶۹
رہے آباد دامن صحرا
وان لڑانے کو آنکھین آہو ہی
۱۱

ہماری اس وفا پر بھی دغا کے
وہ مشت استخوان ہون اہی سگ یار
لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا

قسم کھائی تھے اوکا فر خدا کی
اگر کھلائے سعادت ہی ہما کے
مری اوسکی شکر رنجی رہا کے

وفا سے میں بھی اب ہاتھ اوٹھایا
ہوی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ
فقیرون کی قدم لیتی ہین سلطان
تصور بندہ گیا جب اوس ثرہ کا
خدایون جسکو چاہی دی سعادت
نہین اوٹھتا ہی بسر سجدی سی میرا
کہون جب مین کہ بی تیری ہون مرتا
نہ آیا ہنتون سے یار جسدم

قسم ہے مجکو اپنے بیوفا کے
ملا جب دل تو آنکھ اوس سی لڑا کی
یہ ہی تاثیر نقش بوریا کے
تو پہرون دل پہ برچھی سی لگا کی
وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی
مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کے
تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کے
تو پہر کیا کیا اجل کے التجا کی

١٦ ولہ ١٥

ظاہر ہی شوق دید مری جسم زار سی
ہون نخل شمع کام نہین برگ وبار سی
ازبس ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سی
افزون برش مژہ مین ہی خنجر کی دہار سی
آئی گا کون گل جو خوشی ہو گی ای صبا
مرجائین دود آہ اگر ضبط کرسکے ہم
میکش وہ ہون کہ شیشی سی پیدا ہو جام مے
ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب

تار نگہ بنا ہون غم انتظار سی
نکلین گی شعلی گل کی عوض شاخسار سے
راحت اوٹھاتی ہین غم لیل ونہار سی
ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سی
جہڑتی ہین پہول میری چراغ مزار سے
ہرگز دہوان نہ نکلی چراغ مزار سی
رکہتا ہون مین سند یہ دل داغدار سی
شب ہو گئی تہی تذکرہ زلف یار سی

گرم خرام یار ہی اور اوسمین پیچ و تاب | او بھی کہین نہ ہوی کمر زلف یار سی
ٹکڑا پری ہی زلف سیہ سایۂ پری | خط رخ کی گرد کم نہین ہر گز حصار سی
اوس گل بغیر سنگ پہ ہم پٹکون کب تلک | آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سی
مرتی پہ بھی نہ دیکھنی دین سوی یار ہم | ہو خاک چشم غیر مین اپنی غبار سے
ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو | ٹانکی اگر لگین تری کاکل کی تار سی
کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ | دو گام چلنا کم نہین کچھ ذوالفقار سی

١٧١

شاداب رہتی ہین یہ گل زخم ای وزیر
تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے

١٤

زائل بہار حسن ہوی خط یار سی | اس باغ مین خزان نظر آئی بہار سی
گرتی ہین لخت دل مژۂ اشکبار سی | یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سی
زنجیر ہو قلم ہو جو تصویر بھی کھینچی | وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سی
دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ | پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سی
آنکا ہین دل اوس ہی جہان رنج رشک ہو | وہ گل نہ ہم چہوین جسی ہو ربط خار سے
اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین | آتی ہی یان خزان بھی عجب اک بہار سے
رسوا وہی ہی جو کہ نہ رسوای عشق ہو | ہی عار مجکو ننگ سی او ننگ عار سی
مژگان پہ اشک سرخ سی طرفہ بہار ہی | گل بھی کسی نی پہولتی دیکھی ہین خار سے
پاؤن کی بدلی آنکھوں سی صحرا کو طی کرون | یا دم مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نه ره سکے
کیونکر نکالی جائین نه ہم کوی یار سی

کہتا ہون کس خوشی سی وه آیا پیامبر
اوٹھا اگر غبار ره انتظار سے

گل سی ہزار درجی ہی بہتر وه رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسنے نرگس مخمور کی صفت
پڑہوا اون خط جام کسی باده خوار سے

مر جائین ہم جو تیرا ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیری شکار سی

۱۷۲ — وله — ۱۳

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئے

مجنون سی کہدو کہتی ہین جوش جنون اسے
آتی ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی

کڑوی مہو مثال اگر انگبین سی نہی
فرہاد و شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوے
افسوس ایک ہاتہ مین گردن نه کٹ گئے

وه تو مری گلی نه لگا لیکن اے جنون
زنجیر اوسکی پیر سی گلی سی چمٹ گئی

اوسنی نگاه کرتی ہی بس آنکھ پھیر لی
برچھی لگی تہی سینی پہ لیکن اوچٹ گئے

کرتا ہی کیا اشارے یه ابروی یار پر
یارب سنو نمین اونگلی مه نو کی کٹ گئی

بولا وه سنکی شب مری ہجر ایون کا حال
کیسی یه داستان تہی مری نیند اوچٹ گئے

شرمنده صبح ہو گئی عارض کی ذکر سی
گیسو کا تذکره جو بڑہا رات گھٹ گئی

جسپر نگاه کی اوسے بس مار ہی رکھا
جنبش جو دی مژه کو تو اک صف اولٹ گئے

مرتا ہون مین تو ہای اسی کہتی ہین حیا
تصویر یار سامنی سی میری ہٹ گئی

بیتاب ہون سی تیری تعجب ہوا مجھی
اے دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئے

۱۷۳

کہتی ہین آسمان ہی تہ خاک ابی وزیر
بیتاب ہون سی میری زمین کیا اولٹ گئی

۱۹

چھانتا ہی خاک کیا تو گھر بنانی کی سیلیے
فکر رہنی کی نہ کر آیا ہی جانی کی سیلیے

اور کو کیا رنج دون راحت اوٹھانی کی لیے
ایک تنکی کو نہ چھیڑون آشیانی کی سیلیے

برق تھی بیتاب میری آشیانی کی سیلیے
ابر سی بھی پیشتر آئی جلانی کی سیلیے

کام آئی مرغ گلشن کی مری کاہیدگی
لی گیا تنکا سمجھکر آشیانی کی سیلیے

اس چمن سی گل چلی بلبل گریبان پھاڑکر
ہی جنون تنکی جو چنیی آشیانی کی سیلیے

ہمنی کیون مانگی تھی گلشن مین دعای جوش گل
اب جگہ ملتی نہین ہی آشیانی کی سیلیے

خاک ہون تو دانہ تسبیح بنوائی فلک
سو طرح کی گردشین مجھکو دکھانی کی سیلیے

پھر وہی ہم تھی وہی تم تھی محبت تھی وہی
صلح کر لیتی اگر آنکھین لڑانی کی سیلیے

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونی لگون
کچھ بہانا چاہیی آنسو بہانی کی سیلیے

سایہ پڑجاوی اگر زلف دراز یار کا
پھر کھون مین بھی تسلسل ہی زمانی کی سیلیے

ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنونکی شبیہ
میری مٹی لین اگر لیلی بنانی کی سیلیے

پونہچی ہی شانی تلک کیا یار کی زلف رسا
درد کیون پیدا ہوا ہی میری شانی کی لیے

جملہ تن ہی چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہین تیری فسانی کی لیے

یون مری قسمت مین تھا پرواز کرنا یا نصیب
نوچتی ہین طفل پر میری اوڑانی کی لیے

کون ہوگا تیری تیرونکا نشانہ میری بعد
خاک لیجانا مری تو وہ ہنسانی کی لیے

بزم عالم مین کہڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین
سیکہ لی ہی شمع سی رفتار جانی کی لیی

کیون دل بیتاب کو دکہلایا خال زیر زلف
دام مین مچہلی نہین آنی کی دانی کی لیی

ہوا گر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گہر بنانی کی لیے

۱۷۴

اب کسی گلرو کی دل مین کیجیی گہر ای وزیر
گیا چمن مین تنگی جنبی آشیانی کی لیے

۲۱

پہر نکل آؤن لحد سے سر کٹانی کی لیے
بہیج دیکہو عمر رفتہ کو بلانی کی لیے

تنگی ای گل چن رہا ہون آشیانی کی لیی
آتو ابری تیغ سی بجلی گرانی کی لیے

انہو میری قتل پر بیڑا اوٹہایا چاہیی
نقد دل تمکو دیا ہی پان کہانی کی لیی

جسکو آتی دیکہتا ہون ای پری کہتا ہون مین
آدمی بہیجا نہو میری بلانی کی لیے

تا نہ میری استخوانونکا نشانہ چوک جاؤ
پر ہما کی لاؤ تیرون مین لگانی کی لیی

اوٹہ گئی بعد اپنی رسم نامہ و پیغام بہی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانی کی لیی

ہوکی کاہیدہ ہوا ہون سبزۂ رخسار پر
لاش میری کہربا آئی اوٹہانی کی لیے

ہو اگر جرّاح واقف میری شوق قتل سے
جای مرہم آئی تلوارین لگانی کی لیے

دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیی اب آشیانی کی لیے

جا کی میری پاس پہر آیا نہ وہ جان جہان
سیکہ لی کیا عمر سی رفتار جانی کی لیے

چاہیی غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجکو قاتل نی جلانی کی لیے

روئی ہم فرقت مین دریا کیا ہی برآئی مراد
یار آیا نا وہنت کی چڑہانی کی سیلیے

میری تربت پر اگر وہ پہول لاتا خار تہا
انگلیتی تم کبہی تیوری چڑہانی کی لیے

خواب آئی بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنی کی لیے

دی بہو ونکو اونسنی جنبش اب کوئی بچتا ہو نہین
ابری تلوارین چلین بجلی گرانی کی لیے

ہی ابہی جراح باقی زخم کہانی کی ہوس
بانڑہ کا ڈورا منگا ٹانکی لگانی کی لیے

ہو بپا طوفان ای حداد آب تیغ سے
میری آنسو لی جو تلوارین بجہانی کی لیے

لیکی میری وحشت سی ہنی کیا مجنونکو خلق
خاک کو ہی یار لی لیلی بنانی کی لیے

کاسہ سر ہاتہ مین لیکر مین نکلون قبر سی
اب بہی گر ساقی بلائی می پلانی کی لیے

برق پہر چمکی گرونگا پہر تڑپ کر خاک پر
پہر اوٹہا ابر شب فرقت رولانی کی لیے

۱۷۵
چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر
آئی ہندو جیسی دریا مین نہانی کی لیے
۱۳

تری رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہے

پہرا ہے آپ وہ مہر وہ ہمارا
ترا ای آسمان شکوہ نہین ہے

نہین ایسا نہوا وٹہے نہ تلوار
یہی ڈر ہے کہ قاتل نازنین ہے

نہ پوچہو میرے آنسو تم نہ پوچہو
اٹہی گا کوئی تمکو خوشہ چین ہے

ادب سی پا برہنہ پہرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہے

ترا سب دشمنون کا چاہتے ہین
مین خورش ہون جیسی دل اندوہگین ہے

رہی مضمون غم کی طرح اس مین
ہمارا گہر ہی یا بیت حزین ہے

جہان ہی جلوہ گروہ غیرت ماہ
الٰہی آسمان ہے یا زمین ہے

بنایا تجکو ایسا خوب صورت
کہ نازان تجہ پہ صورت آفرین ہی

ہین عشق زلف مین اعضا بہی دشمن
ہمارا ہاتہ مارِ آستین ہے

نہ نکلا بی تری مین گہر سے باہر
نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی

فلک جو چاہی ہمپر ظلم کرلے
ابہی تو ضبط آہ آتشین ہے

۱۷۶

پڑا ہی تفرقہ لیتا ہون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

۱۹

شانی مین پیچ سی پاون تو نکلا جو بن دیکہی
پاؤن ہم چہو نہ سکین ہاتہ برہمن دیکہی

جیب صد چاک کری جو ترا دامن دیکہی
خواب کم آئی جو کمخاب کی چپکن دیکہی

سمجہی خورشید جو تیرا رخ روشن دیکہی
ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکہی

جان دی گال جو گوری وہ فرنگن دیکہی
آپہی قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکہی

ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین
سیکڑون سبحۂ صد دانہ کی خرمن دیکہی

آئی انجیل مسیحا پہ ہوی ہے نازل
دیکہکر لب جو خط یار فرنگن دیکہی

گر پڑی پہولونکی خرمن پہ یکایک بجلی
نازسی ہنسکی جو تو جانب گلشن دیکہی

داغ سوزان مرا آتا ہی نظر پہاہی ہی
آئی پروانہ چراغ تہ دامن دیکہی

بوی گل رہتی ہی پوشیدہ قبا ہی گل مین
کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکہے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ ای صیاد
ہین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی گلشن دیکھی

دہن یار مین ہستی کی اوداہٹ دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھی

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہی سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھی

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب
نگہ گرم سی گر تو سو گلشن دیکھے

سر کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین دفن ہووے
ایک عاشق کی تمہاری کئی مدفن دیکھی

سیمبر مرغ نگہ سونی کی چڑیا ہو جاے
آنکھ اوٹھا کر جو طلائی تیری جوشن دیکھی

رخ کو قرآن کہی زلف سیہ کو کالے
مکر سی شیخ تو چیلی نہ بنے برہمن دیکھی

چار نعل آپ کی شبدیز کی ہین چار بلال
چاندنی سمجھی جو گرد سم توسن دیکھی

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل
نظر آجای چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷
چمن کوچہ دلدار مین رہتا ہون وزیر
دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھی
۲۴

ہو رہا ہے ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

گیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر اوسکی کم نہین نخچیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتھ آئی جو ہی شیر سے

لیتی ہین وہ لی کی دل مجھ پیر سے
مچھلی ہاتھ آئی ہی جو ہی شیر سے

ای جنون مینا بی کی تاثیر سے
برق نکلے دانہ زنجیر سے

ابرو پر جسم عرق افشان ہوی
بہ چلا پانی ترے شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکہون کیا شوق وصل
ہی فزون تقریر سی تحریر سے

بندہ گیا ہین وحشی نازک مزاج
موج بوے زلف کی زنجیر سے

گر نہین ساقی تو قاتل لاےگا
جام طاق ابرو و شمشیر سے

نرم ہی کیا تیرے ابرو کی کمان
کہنچ رہی ہے خامۂ تصویر سے

تشنہ لب ہون تیر باران سے کیجیے
پانی گردے تیے نہین شمشیر سے

باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین
خامشی بہتر ہے اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب
جام مے بدلون نہ جام شیر سے

یون کرینگے تیری ابرو کی صفت
مانگ لین گی ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سی نادان ہون مین
شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بلبلی ذوق وصل و فرط اتحاد
خون نہ چہوٹا یار کے شمشیر سے

بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا
تیر نے مارا ہمین شمشیر سے

آتش گل کے لکہون مضمون گرم
پہلجہڑے خامہ ہی تحریر سی

اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر
ہوگئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال
پوچہیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سی ہٹا دو تو کہون
چہوٹی یوسف جائۂ زنجیر سے

کم نہین شب سے مرا روز سیاہ
کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

کیونکر ارباب تعلق پہر سکتے ہین
فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

۱۷۸ ۱۶

ہجر مین مرتا نہین ہین اے وزیر
منفعل ہون موت کی تاخیر سے

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے
جیسی کاغذ ہو سیہ تحریر سے

کیا چُھٹی وہ نوجوان مجھ پیر سے
مل کی شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل
اس کمان نے توڑ سیکھا تیر سے

آہ آتش بار ہے تیر شہاب
شعلے بنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکھائے آئنہ
گر بنائین آہن شمشیر سے

ہی لب رنگین سی برگ گل خجل
منفعل ہے بوی گل تقریر سی

چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار
جیب پھاڑون دست دامنگیر سی

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری
بید مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا
می ٹپکنے لگتی ہے تقریر سے

کھیل پر اوس طفل کی مرتا ہون مین
قتل کرتا ہے گلے شمشیر سے

تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھاے
نکلی پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتی داغ انگارون کیطرح
پھاہی اوترین کیون نہ آتش گیر سی

لاسکے مرغ جنون کو دام مین
کھینچے دانے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق ہلال
لیکی اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کردیا
کم نہین گل بلبل تصویر سے

۱۷۹ — ۱۷

جام سان چلبی جو وحشت مین وزیر
آئی قلقل کی صدا زنجیر سی

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے
نازکی کہتی ہی یہ بار گران دور رہے

گہر کیا دلمین تری پر غم دوری نہ گیا
اب بہی کہتی ہین کہ ہم جا کی کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہی ہوس گفت و شنید
ساغر گوش سی مینا کی زبان دور رہے

میری ہوتی تو بہا سکتی نہین غیر کو پاس
یہ خیال آپ کی دلسی مری جان دور رہے

پہول بہر بہر کی گلابی مین پلاتا ہی مجہے
چمن محفل ساقی سی خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آ ہی ہمای ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژۂ کج کیطرح سی رہ ناوک پہر جای
وہ نشانہ ہون کتی تیر کمان دور رہے

میری پہلو مین ہمیشہ رہی سفاک کا تیر
ایسی محبوب سی آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد اجی اور کوئی
شست سی تیر تو چلّی سی کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دی اے ضعف
پیرہن جسم سی اور جسم سی جان دور رہے

چہوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئی تا در دوست
منزلین قطع ہوین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار بہی ہی
نہ کری آج سبک خواب گران دور رہے

جو سنی مین مسی لب کی دعائین مانگین
کالی مرہم سی نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سی بہی ہی تنگ تر اے ضعف کنار
کیون نہ آغوش سی وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جا کر سر بازار بکی
مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

١٨٠

جب کہون حال جدائی کوی سمجھی نہ وزیر
حرف سی حرف سخن وقت بیان دور رہے

١٣

کانٹی پڑ جائین زبان سی جو زبان دور رہے
خون تھوکی جو دہن سی وہ دہان دور رہے

عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جاے
چاندنی خاک پہ لوٹی جو کتان دور رہے

جنبش لب سی کہی اونکی نزاکت بس بس
حرف مطلب سی ابہی نوک زبان دور رہے

لی اوڑا ایسا ہی مجہی ای مری بیتابی دل
گردسان قافلہ تاب و توان دور رہے

بید ماغی سی وہ گلگشت چمن کرتی ہین
غنچی منہ بند رکہین بوی دہان دور رہے

خط کی تائید سی دل چاہ ذقن سی نکلی
کبہی اس کانٹی سی یارب کنوان دور رہے

چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد
چار جوہر سی بہی آئینہ جان دور رہے

دوست ہین ہین کی عدو قتل کیا کرتی ہین
پنبہ ماہ سی بہی داغ کتان دور رہے

شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب
شمع سی شعلہ تو شعلی سی دہوان دور رہے

دست بی فیض سی ہو پیر و جوان کو نفرت
قبضہ شل سی سدا تیر و کمان دور رہے

عمر بہر کوچہ جانان مین پونہچنا ہی محال
جب تلک جیتی ہین گلزار جنان دور رہے

جو رہو جاؤ نگاہین نشاہی ہی ناز کی ل ہون
ساقیا پہول بہی ہی بار گران دور رہے

١٨١

دو دخط یار کا قرآن کی سورہ ہی وزیر
نسخ مصحف عارض سی دخان دور رہے

١٨

ہی نقش درم جو نقش پا ہے — آپ آئی تو گہر درم سرا ہے
دل جلوہ تراد کہسار ہا ہے — شیشہ یہ مرا پرے نما ہے
سلطان جہان ہی جو گدا ہے — تیمور ہر اک شکستہ پا ہے
انسان سبہے قدرت خدا ہے — کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے
شیرین ہی دہن کرو شکر خند — ہنسنے مین تمہارے اک مزا ہے
مضمون پروانے ہنکے آئین — شبدیز قلم چراغ پا ہے
یاران گذشتگان سی ہی انس — زندہ مردون پہ مر رہا ہے
آیا نہین خود فروش ہیرا — گویا مجہے مول لے لیا ہے

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرتِ گل — گلگشت چمن کو جو گیا ہے
گلزار ہوا ہے پانو پانو — بلبل پانو کا بلبلا ہے
جو چلتے ہیے عشق مین کیا وہ — ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے
ہی جہوٹہ کہون جو راست ہی قد — یہ توسن حسن الف ہوا ہے
منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ دہان آسیا ہے
توبہ کا نہ در ہو بند یارب — جب تک در میکدہ کہلا ہے
ہی شیشہ سبز گرم قلقل — طوطی ہستون کا بولتا ہے
کیا جسم ہی صاف اوس پری کا — گویا قد آدم آئنا ہے
بیگانہ کوسے نظر نہ آیا — آئینہ سبہے صورت آشنا ہے

۱۸۲ — کیا خوب گنہ وزیر کو ہو
حامی سلطان انبیا ہے — ۱۱

رنگین لب لال کی صدا ہے — کیا خوب یہ لال بولتا ہے
سنبل گلشن مین کہ رہا ہے — یکتا ہی وہ زلف کو دوتا ہے
ہم وحشیون کا کبوتر اے سرو — قمری کی طرح سی طوقیا ہے
آپونہچا ہی اوڑکی استخوان تک — ناوک مین بگر پر صبا نے ہے
دانے کی طرح سے پیس ڈالا — کیا گردش بخت آسیا ہے
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون — نظرون مین وہ مجھکو تولتا ہے
یوسف جو کہا او نہین تو بولے — کیا آپ سے مول لی لیا ہے
آئی ہے بہار کیا جو ساقی — شیشے مین پہوٹل بہر رہا ہے
پونہچے مری ہاتہ تک تو جانون — تم کہتے ہو زلف کو رسا ہے
نکلی نہین رات کو ستارے — شبنہ یہ فلک چراغ پا ہے

۱۸۳ — ایسا مین کہلا وزیر غم سے
خار کف پا مرا عصا ہے — ۶

کیا سنگ رزق خوش ہوا گر ماہ عید ہی — یان بستگی قفل کے باعث کلید ہی
گہر پونہچی ہین لحد اسی کہنا بعید ہے — یار و جواب نامہ نہین ہی رسید ہی
خط دیکہلو وزیر عبث شوق دید ہے — لکہلہ ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

دکھلاؤ زلف و رخ تو خوشی ہو کی ہین کہوں
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی

لب وا جو ہو گئی تو در خرمی کہلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی

قاتل بجای گل تو چڑہا دی حسین بند
یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہے

۱۸۴ وله ۹

اوٹہتا ہی جای شعلہ دہوان و لگی داغ سے
تاریک ہو گیا ہے مرا گہر چراغ سے

پیدا کرینگی داغ جگر دل کی داغ سی
گر لینگی ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادہر قفس نبی چہٹی تو ادہر نسیم
گلدام موج نکہت گل لائی باغ سی

ہو جای وجد دیکہی اگر استخوان مری
پتلی نکل کی رقص کری چشم زاغ سی

ہی دم قدم کی ساتہ یہ گردونکی بحر وہا
اوترو مسیح ایسی خبر بیدماغ سی

گیا ہجر مین ہی ہو نفس و دلسوز داغ دل
دنکو فزون ہی ہول ہی شبکو چراغ سی

گریان تری گلی ہی ہم ای رشک گل چلی
جاتی ہین ہوتی جہیل لیی عیش باغ سی

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے
مثل صدا نکل گئی منقار زاغ سی

دیکہا دہن کو خندہ دندان نما سی رات
گم لعل تہا ملا گہر شب چراغ سی

۱۸۵ وله ۹

لذت درد سراپا مجہی حاصل ہو جاے
آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے

وہی بیتابی وہی درد اوسی حاصل ہو جاے
ہاتہ جس عضو پہ رکہدو وہ ابہی دل ہو جاے

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جاے
پاؤں رکہی وہ جہان نقش قدم دل ہو جاے

ہم اسیرون کی طرف آئی اگر نکہت گل
خون عشاق کی ہوتی جو لگائی مہندی
آئی بی پردہ جو لیلائی خیال جانان
کوچہ زلف ہی کچہ مصر کا بازار نہین
چال افتادگی اشک سی سیکہی ہمنے
فاتحہ کو جو وہ بت ہاتہ رکہی مرقد پہ

پیچ پڑ جائین کچہ ایسی کہ سلاسل ہوجائے
یار کا ہاتہ بہی بندۂ حنائی کی قابل ہوجائے
دل پہ بالیدہ خوشی سی ہو کہ محمل ہوجائے
آئی یوسف جو ادہر قید کی قابل ہوجائے
لغزش پاسی پا بہی قطع منازل ہوجائے
ہو یہ بالیدہ انگوٹہی کا نگین سل ہوجائے

۱۸۶ — ولہ — ۵

کاکل جو اوسکی شعلۂ رخ سی سرک گئی
پونہچی نہ اوسکی کان تلک آہ نارسا
ٹکڑی ہوئی ہماری گریبان صبر کی
بیٹہی جو آہ سرد بہری اونی ہنس دیا

کالی گہٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی
کیا فائدہ زمین سی اگر تا فلک گئے
انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی
گل کی کلی نسیم سحر سی چٹک گئی

۱۸۷ — ۹

بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ ای وزیر
پونہچانی اونکو روح مری دور تک گئی

پردہ کدورتون سی کیا آج یار نی
چہیڑا چمن مین یہ مژۂ اشکبار نی
گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے
دکہلائی تی سواری لڑکپن مین یار نی

دیوار گرد کہینچی ہی دل کی غبار نی
آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے
افیون باغبان کو دی کوکنار نے
دوڑایا اپنی پاؤن سی گہوڑا سوار نے

رفعت دکھای کوچۂ گیسوی یار نی — لی راہ آسمان کی زمین تتار نی
کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے — سولی پہ مجھکو کھینچ دیا نوک خار نی
پانی نہین یہ آپ کی عاشق کا ہی لہو — کیون خون پیکی گوڑہی دکھائی کٹار نی
پھینکا جو مینی اپنا گریبان پہاڑ کر — دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نی

۱۸۸

دیکھین جو ای وزیر مری بیقراریان
کی آرزوی صبح شب انتظار نی

۲۰

مے دی کہ نہ دی بادۂ اطہر تو نہین ہی — کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے
کچھ معجزہ تبسم آپ کی لب پر تو نہین ہی — عیسی ہی تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے
جب میان سی نکلی تو مری دلمین سمائی — تلوار تری سرح دو پیکر تو نہین ہے
قائل ہی گمان معجزۂ شق قمر کا — جوزا کی طرح تیغ دو پیکر تو نہین ہے
میخانی کو سجدہ کیا ہی کعبی نی جھک کر — اوس چشم پہ ابروی نگون سر تو نہین ہے
داغ اوس پہ کہان تھی یہ گلی ہو کی بہر آئی ہے — بھیجا تھا جسی یہ وہ کبوتر تو نہین ہی
پیری مین جوانونسی ملون جھک کی مین کیونکر — قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی
ہی سرمی کا دنبالہ تری آنکھ مین سمائی — ساغر سی تری موج یہ باہر تو نہین ہی
مین آنکھین بچھاؤن وہ پئہ حسن اگر آئی — درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہے
منہ اوسکو دکھاؤگی تو مین تنگ ہی کرونگا — آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی
اوراق خلائق نظر آتی ہین پریشان — یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہے

کیون دیکہتا ہون وصل مین خم اب شب فرقت
سرخاب کا یکہی مین کوئی پہ تو نہین ہے

او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی
چہوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہے

کس شوق سی آیا ہی گل زخم کی جانب
اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہے

قبضی کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی
اب باڑہ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی

خالی ہو تو از خود عرق شرم سی بہر جاے
منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہے

عریانی کی جامی کا گریبان بنا ہے
بیکار گلی پر ترا خنجر تو نہین ہے

کہتی ہو مجہی خواب مین معراج ہوی ہے
جبریل کا یکہی مین کوئی پر تو نہین ہے

کیون اوڑہ گئی پای صف مژگان کج ادای
فرمائیے بہاگا ہوا لشکر تو نہین ہی

رسوا نہ کریگا تمہین یہ دیدۂ حیران
پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

۱۸۹ ولہ ۱۳

تم جو تہرا او کرو کو رہبی بینا ہو جای
منہ پہ پہر جو لگی آنکہ کا دہبیلا ہو جای

گر میان کہیچی جو جوبن یہ زیادا ہو جای
نکل آئی جو عرق حسن کا دریا ہو جای

گردش چشم کا تیری اثر ایسا ہو جای
گرد اوڑی پای نگہ سی تو بگولا ہو جاے

ذبح کرنی مین جو ہو در تری رسوائی کا
رنگ اوڑ جای ابہی خون پسینا ہو جاے

سرمہ دینی مین نکل آئین جو تیری آنسو
ہر گل اشک ابہی نرگس شہلا ہو جاے

چشم مخمور سی دیکہی جو وہ بت کعبی کو
می سی محراب کا لبریز پیالا ہو جای

پہنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکہی نبض
کف عیسی ابہی جل کر کف موسی ہو جاے

نشأ ہی مین پاؤن جو تم سبزۂ تر پر رکھو
حال کچہ اونکی تلوّن کا نہ مجھسے پوچھو
رنگ کندن سا تمہارا ہی عجب کیا ہی اگر
تم جو اک ہاتہ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون
سرمگین آنکہ کی گر یاد مین تہرا جائی

ہو یہ بالیدہ ابہی صورت مینا ہوجائی
عکس جس گل پہ پڑی وہ گل عنا ہوجائی
طوطی سبزۂ خط سوئی کی چڑیا ہوجائی
ابہی دو ہاتہ کا ای جان کلیجا ہوجائی
سنگ سرمہ یہ مری آنکہ کا ڈہیلا ہوجائی

۱۹۰ درِ دندان نبی کی جو رولائی الفت
ای وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہوجائی ۷

دیکہکر مجہ زار کا مردہ وہ بولی ناز سی
کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سی
دیکہنی والون مین تیری وہ بہت اچہی رہی
چاندنی کی ٹکڑی تری تلوی ہین او خورشید رو
درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہی
تیری دیوانی کو ایسا شور وشر سی تنگ ہی
بیردی کانونکی پہٹی جاتی ہین بل بی فرط ضعف

غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سی
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سی
قتل کرڈالا جنہین تیغ نگاہ ناز سی
چاندنی نکلی نکیو نکر فرش پا انداز سی
چاہیی ایدل جگر واقف نہو اس راز سی
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سی
ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سی

۱۹۱ وله ۸

ای جان تو ہو دور تو کسطرح نکل پڑی
کرتی ہو ذکر میری دل بیقرار کا

نزدیک ہی کہ منہ سی کلیجہ نکل پڑی
منہ سی کہین زبان نہ باہر نکل پڑی

دامن ترا پکڑنیکو یہ مضطرب ہوی
ہاتہ اپنی آستینون کی باہر نکل پڑی

ہوتاہی انس لڑکون کو لڑکو نسی واقعے
اوطفل تجکو دیکہ کی آنسو نکل پڑی

پہنسنا تہا دل کو گیسو پیچان مین پہنس گیا
قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑی

ایسا کسی کو شوق شہادت نہوی گا
گردن جہکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکہنی لگا حقیقت گریہ جو یار کو
میری طرح قلم کی بہی آنسو نکل پڑی

باتین جو چکنی چکنی سنی میری یار کے
زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پہسل پڑے

۱۹۲ وله ۵

اوسکی تلوار کی رومال کا پہاہا تو نہین
آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہے

چشم خونریز مین سرمی کا نہین دنبالہ
اپنی نظرون مین ہرن یہ کف قصاب مین ہے

نازسی آنکہ اگر بند وہ کر لیتے ہین
کہتی ہین فتنہ بیدار ابہی خواب مین ہے

گر پڑی ہین مگر آنکہون سے مری گرم آنسو
کرہ نار کا عالم کرہ آب مین ہے

بیٹہی نظرونسی مجہی دیکہ کی کین بند آنکہین
زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہے

وله

ہوا ہی عشق تازہ ابتدا ہی آہ ہوتی ہے
مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہی

ملا جب درہم داغ جنون گہبرا کی دل بولا
یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہے

بیان کرتا نہین دل صفحہ وسطی مخطط کا
خدا کی گہر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظالم چرخ گردان سے
جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہے

۱۹۳ غزل در نعت سرور کائنات ۶

مرحبا احمد بے میم محمد لقبے | عین ربی بحقیقت و مجاز اعربے
گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو | آمدہ عیسی مریم پی درمان طلبے
ہجر تو مرگ وصال تو حیات ست حیات | جسم را جانی و جانانی و عیسی لقبے
گر بگویم کہ ایازی ز خدا محمود ست | بسر عشق کہ این ہم نبود بی ادبے
یا حبیبے ارنی گفت خدا اشل کلیم | حق پسند این چہ جا لست باین بوالعجبے
بر وای خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست | نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبے

متفرقات

مر گئی ہم وہ روانہ ہو گئے | رات بہر جاگی تھے دن کو سو گئی
قتل بی شمشیر او ظالم کیا | آئنہ دکہلا دیا دو ہو گئے
یا علی تم اور نبی تو ایک ہو | چشم احول مین مگر دو ہو گئے

ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئے | بات سیدہی بہی جو کی ٹیڑہی ہوئی
بی ہوا اوڑنے لگا مشت غبار | طبع اپنی خاک کے بادی ہوئی
سو کہکر کانٹا ہوا دست جنون | خار دار اب ہاتہ کی مچہلی ہوئی

ولہ

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے | ای فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

ای بتو خوبی قسمت ہی گلا کیا تم سی
جسنے راحت تمہین دی اوسنی ہمین رنج دیے

کیون نہون کوچۂ محبوب مین عاشق نالان
اس گلستانکو یہ مرغان نوا سنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون ابہی چین نہین ہے
پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہی زمین ہے

بی تیری مجہی دید کا کچہ شوق نہین ہے
تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی

آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے
آئینہ بہی پر تو ہی مری چین جبین ہے

ولہ

جسطرف تم ہو اودہر سر مرا جانا ہو جاے
پائینی قبر کی بیٹہو تو سرہانا ہو جای

یار جاتا ہی کہو دل بہی روانا ہو جاے
ساتہ اچہا ہی اگر ایسی مین جانا ہو جاے

کبہی مجہ پہ نگہ غیر مری جلتی سجے
تیر مین آپکی کہاؤن وہ نشانا ہو جاے

ولہ

دیکہ پچہتا ہی گا اوبت مری ترسائی ہی
اوٹہ کی کعبی کو چلا جاؤنگا بتخانی سے

وہ مسیحا جو چلا ہاتہ سے پہر اگر شب وصل
نبضین ہے چہوٹ گئین ہاتہ کی چہٹ جانی سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کی آنسو ہماری گر پڑی
آسمان ٹوٹا شب فرقت ستاری گر پڑے

ہاتہ سے نکلی تہی زاہد کی گل شیشی کی گردن توڑ کر
آج سنتی ہین کہ مسجد کی مناری گر پڑے

ولہ

صحرا کبھی ہین پیدا اٹھکر غبار دل نی ‌ ‌ پہینکا ہی دور ہمکو اس وشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنس دل کی طینت سی ‌ ‌ نہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سے

ولہ

سلنے پہ میری زخم ہین کیا ہی نشان لگی ‌ ‌ جراح ہاتہ ملتا ہے پہاہا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکہا کر ہنی وہ کہتی ہین شوخی سے ‌ ‌ نکل آیا ہی دیکہو لال یہ دانتو نکی کہڑکی سی

ولہ

یاد مژگان ہین مری آنکہ لگی جاتی ہے ‌ ‌ لوگ سچ کہتی ہین سولی پہ بہی نیند آتی ہے

ولہ

صدا ہی نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے ‌ ‌ چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سی

ولہ

چمن سی توڑ کی پہولو نکو باغبان چلی ‌ ‌ تمہاری سنتی کو باتین گلو نکی کان چلی

ولہ

زلف کے چال صبا چلتے ہے ‌ ‌ کیا پریشان ہوا چلتے ہے

ترجیع بند

صبا کبہی جو ترا کوی یار مین ہو گذر ‌ ‌ نہ بہولیو تو پیام وزیر خستہ جگر
یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین ‌ ‌ فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹہ پہر
پہنچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک ‌ ‌ گذر گیا ہی بس اب سر سی آب دیدۂ تر
کبہی ہی ہوش اوسی گاہ فرط بیہوشی ‌ ‌ کبہی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سی باہر
ہر ایک کوچی مین پہرتا ہی صورت وحشی ‌ ‌ کبہی ادہر سی اودہر اور کبہی اودہر سی ادہر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ ترپتا ہے | عجیب حسرت و ارمان ہی ہاتھ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی ابکی یہ فیض مسیح باد بہار
چمن مین دیدۂ نرگس تلک نہین بیمار
رہا چمن مین نہ آزار دیدہ بلبل کو
پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار مین ہے اثر
نہ کسطرح سی ہو زائل تپ درون چنار
وفور عیش سی بزم نشاط ہی گلشن
کلی جو چٹکے تو آئی صدای نغمۂ تار
عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطے
نہال شمع تلک سبز ہو کی لائی بار
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی
بنی وہین ترگل سنگ سی جو نکلی شرار
نظر پڑی گل نارستہ شاخسار سی یون
عیان ہو شیشی سی جیسی شراب سرخ اہی یار
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہو گئی خم
جھکی ہین شکر کی سجدہ کو باغ مین اشجار
چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا
جگہ نہین جو کرے عندلیب و منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماندہ جای کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سی رنگ بوقلمون
چمن مین دیکھی جس گل کو اک گلستان ہی
زبان حال ہی کہتی ہی موج نکہت گل
اب اندنون تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان پہ
نہ سایۂ گل تر ہے ہو مثل گل احمر

تہی پیالی ذرا داغ دل مین لالی کی
لگائین مرہم کافور یاسمن لیکر

رہی چمن مین نہ بیمار آج نرگس بھی
بغیر لطف پریشان نہووی سنبل تر

خدا کی فضل سی صحت ہوی ہی آج اوسے
ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر

صبا سی کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے
چمن کی سیر کو آئیگا آج وہ گل تر

رہین قرینی سی مرغان باغ ہر جانب
نہ کوئی آئی ادہر اور نکوئی جای اودہر

گمان سبکو یہ ہوئی یہ فرش بلبل چشم
بچہائین بلبلین آنکھین میان رہگذر

چمن سی آئین نکل نخل بہر استقبال
ادب سی نذر گل اشرفی کرین لیکر

ہر اک نثار کری آج مال و زر اپنا
یہان تلک نہ رہی مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سی ہوی ہین یہ جبان
مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان

وہ جسکے درد سے تھا علیل دور ازجان
قسم خدا کی نہ تھی بس ہماری جسم مین جان

بر رنگ نرگس بیمار دم تہا آنکھون مین
یہ تیری رنج کا تہا رنج ای مسیح زمان

تری شفا کی دعا مانگتا تہا سب عالم
ہر ایک موئی تن خلق بن گیا تہا زبان

خمیدہ غم سے تھی محراب کی طرح زاہد
دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن

مدام کرتی تھی شیشی بھی نالہ قلقل سے
بنا تھا ساغر لبریز دیدہ گریان

دعائین مانگتی تھی ہاتھ اوٹھا اوٹھا کی سبو
جھکی تھی سجدی مین ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا رو رو مسیح
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالہ سوزان

مریض دیکھ کی تجکو یہ حال تھا اپنا
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دلمین تاب و توان

زفرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصای مژگان بود

ہزار شکر خدا نی تجھے دی جلد شفا
وگرنہ دامن تسلی تھا اور ہاتھ مرا

تو بہر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
مسیر مہر درخشان ہی برج آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیری غسل صحت سے
کہ تیری سائی تلی رہتی ہین ہزار ہما

خدائی آج تجھی جان تازہ بخشی ہے
ہزار جان گرامی کرون مین تجھپہ فدا

جھکا کی سجدی کو سر سب نہ کیون دعا مانگین
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجھی آسمان لطف و کرم
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانی کو تیری صحت سے
ہی اس چمن مین سوا تیری کون ابر سخا

چمن مین دیدہ نرگس بھی اب نہین رنجور
تجھی شفا جو ہوئی بس کوئی مرض نہ رہا

زصحت تو چنان اعتدال راست مدار
نشد کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سی ہر ایک ہی زر دار
بہری چمن نی گل اشرفی ہی جیب و کنار

جو نام لیکی ترا توڑی گل کوئی گلچین
تو ہاتہ مین ہو زر گل طلای دست افشار

ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہے
ہر اک فقیر کا گھر اسطرح سی ہو طیار

بجای آب ہو آب گہر کا صرف اوسمین
خمیدہ این سونی کی اینٹین بنائین گہر معمار

ضعیف ایسی قوی ہین تری زمانی مین
او لجہ کی چاک کری خار دامن کہسار

سوای دُر نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم
ہوا مسیح زمان تو اجل ہوی بیکار

جو دیکہ لی تری تلوار ماہے دریا
تو اپنی پوست سی بہاگی نکل کی صورت مار

دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری
کبہی نہو تو مسیحا کی طرح سی بیمار

سوا تری کرم و لطف کی یہان اپنا
نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
برای نام وزیرم ولی فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی گلی پہ تیغ ستم
زبان پہ آہ ہی آنکھوں مین اشک لب پہ ہی دم

ہوا ہون خنجر غفلت سی کشتہ مین پر غم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوند ست

تری وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم
جفائین بڑہتی ہین تیری وفائین گہٹتی ہین

غلام پریہ عتاب اپنی بندہ پریہ ستم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

کچھ اپنی واسطی کہتا نہیں ہی یہ پر غم
بہی ہی ڈر تری بندہ نوازیون کی قسم

کبھی نہ بیکس و بی یار مجھکو اک عالم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

قطعہ

نکر عوض مری جرم و گناہ بیحد کا
الٰہی تجھکو غفور الرحیم کہتی ہین

کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھی محتاج
یہ اونکی بندی ہین جنکو کریم کہتی ہین

قطعۂ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب
اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل

نائب مہدی دین شاہ شہان عالم
غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل

چون صدف پر ز گہر چشم تہیدستان شد
ہست دریای سخاوکرمش بی ساحل

بر در دولت این تخت نشین زر بخش
ہمچو خورشید شود کاسۂ دست سائل

مثل خورشید درخشندہ و کف ہمت او
روی تابندۂ او غیرت ماہ کامل

حبذا باغ لطیفیکہ دروبکشادہ
دفعۃً قافلۂ فصل بہاری محمل

نکہت نسترن و یاسمن و نسترنش
جان تازہ بدمد چون دم عیسی در دل

باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بر در
تا ابد باد خزانی نتوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید | می شود زندگی تازه بهر دم حاصل
همچو این گلشن جان پرور و راحت افزا | نیست از روم و حبش تا بحد چین و چگل
غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد | عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل
نذر گلدستهٔ تاریخ بیاورد وزیر | قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود | عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا
هر صبح و شام از پی شاه زمن ز شاخ | دارد بلند دست دعا باغ کربلا
پا از سر ادب نهد اینجا ملک که هست | گلزار سید الشهدا باغ کربلا
چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب | مثل صباست عقده کشا باغ کربلا
نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ | دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا
کردم هوا و چه نسبت گلزار خلد گفت | ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا
رویش بسوی کعبه و سویش رخ جهان | هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا
کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر | بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر | که هست او به بحر شرف بی بها در
کف همتش غیرت ابر نیسان | که آن آب می بارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد بهیجا | چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زآب شمشیر او بند ‌ ‌ حسودان نشانه پی تیر او بند
ز پیلان او هست یک پیل گردون ‌ ‌ سبق برد رخشش بشبدیز و گلگون
به ایثار گنجینه هامی دهد او ‌ ‌ به اصرار پشمینه هامی دهد او
نه مغموم شد هیچکس از در او ‌ ‌ نه محروم شد هیچکس از زر او
رفیق جناب وزیر معظم ‌ ‌ فقیر محمد امیر مکرم
صد و بست سالش بود زندگانی ‌ ‌ باقبال و با جاه و با کامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم ‌ ‌ قرینش بود عشرت و میمنت هم
بود لطف نظمش به از آب گوهر ‌ ‌ زبان شست لاریب از آب کوثر
محیط جهانست فکر رسایش ‌ ‌ که شد دور دبره هر زبان شعرهایش
کلام فصیحش بلاغت نظامست ‌ ‌ بدیع و بیان را از وانتظامست
ز مضمون چشمان بیمار جانان ‌ ‌ شده دفترش غیرت نرگستان
چو فکری در اشعار رنگین نموده ‌ ‌ ز حد رتبهٔ گلعذاران فزوده
به از ابرو حور هر بیت دیوان ‌ ‌ نقط غیرت خال رخسار غلمان
به از نسر طائر طیور مضامین ‌ ‌ ز کیوان بلندست معنی رنگین
ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست ‌ ‌ ز رنگینیش جیب گل چاک گشتست
دوا تش خم و کلک او باده نوشست ‌ ‌ مضامین او همچو مستی بجوشست
چو مائل بترتیب و تالیف آن شد ‌ ‌ بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

نه تالیف و ترتیب دیوان نموده که او نخلبندی بستان نموده
بگفتند سالش زمه تا بمانه هی که ترتیب دیوان همایون الهی

قطعهٔ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسمعیل خان از ره صدق و صفا همسایهٔ بیت الحرام
بهر تاریخش مصلی ها بگفتند ای وزیر کعبهٔ ایمان ما این هست بیشک و السلام

ایضاً

ساخت اسحاق خان و اسمعیل مسجد دویمی ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر شد دگر کعبهٔ شریف بنا

قطعهٔ تاریخ تولد شاهزاده مرزا خورشید شکوه

از فطرت شهزادهٔ خورشید شکوه تر شد دهن خشک من از آب مراد
از یمن قدم زمین چو شد رشک فلک خرم گردید و سر پایش بنهاد
گل خنده زن است و بلبلان نغمه سرا شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بهار عیش و عشرت چه عجب گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیه رقم کرد وزیر جاوید جوان بخت جوان طالع باد

خاتمة الطبع

هدیهٔ سپاس فراوان او تحفهٔ حمد بی پایان لائق بارگاه بدیع الارض و السماوات

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بناکر علم معنی و بیان سکھایا اور لآلی ثنای بی شمار اوس عالم امی لقب کی لیی سزاوار ہی کہ جسنی اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتاکر استعارہ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتی تہی دلائل بینہ سے باطل فرمایا اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہی کہ جن کی ظہور کی برکت اور فیض ہدایت سی کنایہ معرفت ذہن مین آیا ہے بعد خاکسار کج مج زبان امیدوار افضال ایزد منان محمد عبدالواحد خان خلف محمد مصطفی خان ابن حاجی محمد روشن خان خلہما اللہ فی دارالجنان اہل انصاف کی خدمت مین صاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سی خیال انطباع کلام بلاغت نظام افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمن دانای اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین سند المتاخرین اشرف شرفای ذیشان افضل نجبای ہندوستان جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بی نظیر جناب خواجہ محمد وزیر ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر تہا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سی کہ لازمہ اہل کمال ہے سوای احباب بتلامیذ کی ایک پرچہ بہی مصنف کی پاس کبہی ندیکہا الحمد للہ کہ اس ایام جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان دلی سید ہادی علی اور سید محسن علی صاحب سی کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

اور سردفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب مین یه گلدستهٔ سخت جگر که
ورق ورق اور پرچه پرچه اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراهم اور مرتب هو کر موسوم به دفتر فصاحت هوا اور باهتمام
خاکسار مین مشک ریزی خامهٔ عنبرین شمامهٔ مشتاق خفی و جلی شیخ
اشرف علی سی اونتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجه سنه ۱۲۷۲ هجری کو مطبع مصطفائی
واقع شهر لکهنو محله محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شهرت هوا تها
اب که سنه ۱۲۹۲ هجری مین اس شاهد معنی کے هزارون ارباب سخن مشتاق
نظر آئے اور بسبب نایابی و کمیابی کی اطراف و اکناف سی سیکڑون
خط اصحاب کی برابر آئی لهذا بارهٔ دیگر قلم مشکین رقم خطاط مشهور آفاق
مولوی محمد عبد الرزاق صاحب سی لکهوایا اور بکمال صحت
و تحقیق کے ساته کاغذ صاف و عمده پر چهپوایا احباب
کو فکر تازه کے تکلیف دینی مناسب نجانے
بطور یادگار قدیم تاریخون سے
صفحات خاتمه کو زیب
دے فقط *

* * *

تاریخہای طبع دیوان بلاغت مشحون نتائج افکار شعرای برگزیدہ روزگار

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر برق تخلص شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

مطبوع طبائع خلائق بجہان / منظوم وزیر باکمال ہند ست
تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق / دیوان کلیم بیمثال ہند ست ١٢٦٢

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر / ہی ہر مصرع مین ماہ نو کی تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکہا مین نے / ہی نسخۂ برگزیدہ دیوان وزیر ١٢٦٢

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران وحید عصر / یکتا بفکر بودہ و مشاق لاجواب
دیوان شدہ چو طبع بگو سال ای قبول / این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب ١٢٦٢

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر کہ ببیند این را / دوستان طبع نمودند چہ دیوان متین
سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید / منطبع گشتہ چہ دیوان کلام الحجی این ١٢٦٢

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتی ہین سب ... کیون نہ خاقانی ہوا کنج لحد مین گوشہ گیر
مہر لکھہ و تم یہی بس مصرع تاریخ طبع ... صاف منشور معانی ہی کہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

از لالہ رام سہامی صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر پادشہ شاعران شد از دنیا ... مدام بروضۂ رضوانش خوابگاہ بود
بخاندان نبی و علی شود محشور ... دعا قبول بدرگاہ حق الٰہ بود
ندیدہ است کسی شاعری چنین خوش فکر ... فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش ... کہ حسن مطلع او رشک مہر و ماہ بود
نبشت مصرع تاریخ طبع آن رونق ... طلسم عشق پسند وزیر و شاہ بود ۱۲۷۲

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

مدحت شیرین زبانی شہ دین ورد داشت ... زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت ... طبع دیوان وزیر ہیچو خاقانی بعہد ۱۲۷۲

ایضاً

آن خواجہ وزیر متوفی ... خاقانی دیگر برہمن شد
دیوان شد و مطبوع و بگو سال ... مطبوع ہمہ طبع سخن شد ۱۲۷۲

ایضاً

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو ... انہین کی واسطی تہی شاعری موضوع
چھپی جب نظم کیوان نی کہی تاریخ ... قبول سراج خاقانی ہوئی مطبوع ۱۲۷۲

از منشی اعظم علی صاحب ذرّہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر ۔ چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرّہ ۔ سخن یادگار سحر آمیز
۱۲۷۲

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا ۔ فصیح بندش تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
گرون جو عشقی مین اسکی مدحت مرے زبان مین تہ طاقت ۔ مزہ اوٹھائیگی روح شوکت ہی جن مین ایسا ہر استعارا
بس اسسے بہتر یہی کہ ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہے یہ شایان ۔ زبان شیرین کلام رنگین کمال زیبا کمال ز بیا
۱۲۷۲

از سیّد کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے ۔ ہر روش ہی گلشن بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہے رقم ۔ شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر
۱۲۷۲

از میر ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش بہجہ مرتب این دیوان ۔ پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت ۔ ہمہ کلام وزیرست شاہ کل کلام
۱۲۷۲

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع ۔ کسطرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب نے کیا بر سر انصاف ہین حاسد ۔ تعریف کی ہر سمت سے آتی ہے صدا آج
ترتیب سے اور چھپنے سے جو بن نکل آیا ۔ ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف ہی سب نقش نگار اوسکی جو دیکھی
مانی کہی ارژنگ کا بہی رنگ مٹا آج

کیا نور کی گل بوٹی ہین کس حسن کے بیلین
ہی قابل دید اس چمنستان کی فضا آج

تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب
گویا کوہی آراستہ معشوق ہوا آج
۱۲۷۲

ایضاً

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج
جسکی ہر صفحی پہ ہی عالم ریاض خلد کا

مردمک حرفونکی نقطی ہین دوائر چشم حور
دید کی قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا

کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین
زلف غلمان جنان کا صاف دہوکا ہو گیا

لکہ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر
سنبلستان لطافت کیا یہی ہی واہ وا
سنہ ۱۲۶۳

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چہپی نظم وزیر افصح
نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ

مدح کرتی ہین عدو صورت احباب اسکی
ایک ادنی اثر سحر بیانی ہے یہ

کیون نہ سمجھی اسی دستور عمل ہر نامی
چل بہی حضرت استاد نشانی ہی یہ

ولولہ دیکھنی سی اسکی نکیون ہو پیدا
حاصل فکرت ایام جوانی ہے یہ

لکھی ہی عشق مجازی کی حقیقت نساز
دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ

موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحی مین
طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ

چہرۂ انور دیوان نظر آجاے اگر
بی تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہای مضامین عدو	باغ حاسد کی لیی باد خزانی ہے یہ
بلبل کلک قلق نی یہ لکھا طبع کا سال	طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہے یہ

از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سی نکلا در شہوار وزیر	کرتی ہین بحر کمالات کی غواص پسند
مصرع مادۂ طبع یہ لکھ ای محسن	اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند

ایضاً

چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور	اب بدخشان پر یقین ہی لکھو ہو طعنہ زن
جوہری طبع محسن نے لکھا یہ سال طبع	مطبع سنگین سی آج آیا دلالعل سخن

از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر سپہر تخلص خلف اوسط
جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخۂ روشن چھپا	بنکی پروانہ کرینگے سب پسند
چنکی حرف بانقط لکھ ای سپہر	نور کی ہے شمع مضمون بلند

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہوچکا مطبوع دیوان وزیر	دوستون کا دل نہایت شاد ہی
شعر سب ہین سکۂ کامل عیار	کیا ہی نظم حضرت استاد ہی
ہین رعایا گر مضامین لطیف	ہندشش خوب اونکی خانہ زاد ہی
کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع	ملک مضمون وزیر آباد ہے

از منشی مرزا محمد رضا صاحب عجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد	ہر سخن فہم کی دلکو ہی اسی سمت رجوع
خوب تاریخ لگی ہاتھ لکھو ای عجز م	گیا ہی یہ نظم دل آویز ہوئی ہی مطبوع ۱۲۸۲

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد	شد طبع بحسن شوکت و شان
در گلشن این جہان فانی	چون نکہت گل بدہی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت	دیوان وزیر ہست بستان ۱۲۸۲

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان بمثلی بہ آئین رنگ آرایش	چو لعل بی بہا از مطبع سنگین بدر آمد
چنین در صفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود	چو در شاہوار ایندم بسلک طبع در آمد ۱۲۸۲

ایضاً

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج	ہر سخنور مثل بلبل ہی ثناخوان وزیر
کلک شاخ گل سی یہ تاریخ ای بیخود لکھو	بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر ۱۲۸۲

ایضاً در سال فصلی

صد شکر دہ کلام بلیغ آج چھپ گیا	رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب	اس نظم کی ہی سبکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسی بندہی ہین اس مین مضامین نو کئے	گرتی ہین کسب نور سدا جن ہی مہر و ماہ

ہون آشنای بحر سخن غوطہ زن اگر
برسون نہ آب گوہر مضمون کی پائین تھاہ

مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہے
کیونکر ہو نہ روح خسرو و شاہی سی باج و جاہ

باندہی ہوا یہ فیض بہار کلام نے
اوڑتی ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ

لکھی ہین اسکو سحر بیانی کہ وقت دید
بی اختیار کہتے ہین حاسد بہی واہ واہ

خوشحرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب
جو دائرہ ہی یوسف دل کی لیی ہی چاہ

نقل ہماسی کم نہین ہر حرف کا سواد
شاہین ہی جو آی ادہر طائر نگاہ

پرنور اسقدر ہین نقاط حروف شعر
ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ

صفحون پہ خط عیان نہین بین السطور کے
گویا یہ ہی قلمرو معنی کی شاہراہ

بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی
سطرین عروس نظم کی ہین گیسوی سیاہ

بیخود لکھوگی اسکی صفت تم کہان تلک
فصلی کا سال خوبی دیوان پہ ہی گواہ

فردوسی دی رہا ہی لب گور سی صدا
ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ
۱۲۶۳

ایضاً در سال عیسوی

چھپا ہی وہ دیوان بی مثل آج
سند جانتی ہین سخنور جسے

نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہے
عجب کیا جو صفحی پہ دل کی چھپے

مضامین کی ہین بندشین صاف صاف
کہ تیغ سخن مین ہین نصب آئنے

اثر ہی یہ اعمال کے شوق کا
ہزارون ہی مضمون مسخر ہوے

عدو نقد دل دیتے ہین رونما
جمال عروس سخن دیکھ کے

نقوش معانی دلکش نہین — یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی — پڑہی کلمہ حاسد اگر دیکہ لے
مسیحی ہین بیخود یہ لکہ سال طبع — عجب نقش تسخیر چہاپے گئے
۱۸۵۴

ایضاً در سمت

کیا خوب چہپی نظم جناب استاد — محل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اسکا — اک قطعۂ دلکش ہی یہ دیوان گویا
اس رنگ کی ہر حرف نی پائی ہی نشست — دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش — ہر دائرہ معشوق کی رکہتا ہی کشش
جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلای سخن — ہر دائرہ ہی دیدۂ عذرای سخن
یہ اوج پہ ہی اختر تقدیر نقاط — خورشید سی دہ چند ہی تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم — دل نی کہا سمت مین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا — یہ خوب ہی دفتر فصاحت چہاپا
۱۹۱۲

از سید آغا جانصاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کی اشعار ہوی ہین مطبوع — ہر سخن فہم ہی مجنونکی طرح سے شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہی لکہوای ضبط — محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا
۱۲۷۲

ایضاً

چہپا کیا صاف دیوان وزیر افصح و اکمل — بیاض صبح بہت گرا سی کہی تو زیبا ہی

فلک ہی ہر ورق تارہی حروف اوپر کہکشان سطرین
خط جدول نہین یہ خیط ابیض آشکارا ہی

دکہایا جوہر حسن صفا اس نظم نی ایسا
کہ ہر اک صفحی پر آئینہ قدرت کا دہوکا ہی

نہین سطرین صفین ہین شاہدان ماہ سیما کے
بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی

تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے
کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی

جو سہل ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسے
کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے

صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ
جو کچہ ڈہونڈہو خدا کی فضل سے اسمین مہیا ہے

وہ گرما گرم ہین مضمون عالی جنکی دیکہی سی
کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سی پہنکتا ہے

ہوی اس نظم سی منسوخ دفتر خود پسندونکے
جو کہی ناسخ دیوان اعدا اسکو زیبا ہے

جنہین بے شک کلام خواجہ ہو کہدی کوی آ کر ایسے
خدا کی دین مین ای حاسدو کسکا اجارا ہے

کہین گی منصفان اہل معنی دیکہکر اسکو
ہنر سی ہی یہ مملو عیب سی بالکل مبرا ہے

جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سی آئے
مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چہا نا ہے
۱۲۷۲

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع
کہ از رنگ کا جس پہ ہے اشتباہ

مضامین کی نقشی وہ دلکش کہنچے
ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ

لکہا خامہ ربط نے سال طبع
مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ
۱۲۷۲

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر
جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیرشہ اقلیم سخن — روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا
آبدار ایسی ہین اشعار فصاحت انگیز — صاف آب در مضمون کا بہا ہی دریا
نعت کی شعر جو پڑہتا ہی کوی کہتا ہے — خوب دیوان ہی یہ صلّ علی صلّ علی
بندشین عارض گل سی بہی سوا ہین رنگین — بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا
جا کی گلشن مین پڑہی شعر اگر اسکی کوی — ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہی خوب کہا
بلبل خامۂ تسنیم نے یہ لکہہ طبع کا سال — اب کہلا ہی گل مضمون نہین دیوان یہ چھپا
١٢٤٢

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سیّد ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر — لِلّٰہ الحمد آج طبع ہوا
حسن روی عروس مضمون ہے — دل عالم ہے محو آئنہ سا
بندشین اسکے صاف ہین ایسی — دوست رکہتی ہین جسکو اہل صفا
طبع کا سال لکہواے سالک — اب یہ دیوان بے نظیر چھپا
١٢٤٢

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ ارحیم تخلص شاگرد سیدہادی علی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور — ہی برای استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ
ای رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع — دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج واہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سی آج وہ دلکش کلام — جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام
کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا — خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر — دل کی صفحے پر ہوا سب نقش دیوان وزیر ١٢٦٢

ایضاً

چھپا ہے اے محمد اب وہ دیوان — صفت کرتا ہے جسکی ہر سخندان
وہ دلکش ہے بہار باغ مضمون — دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون
ہیں خوش تقطیع سب اشعار یکسر — ہے موزون اور موزون بہ برابر
عیوب قافیہ سے ہے مبرّا — نہ اس میں دخل اقوا ہے نہ ایطا
ہر اک بندش ہے اسکی قابل دید — نہیں ہے نام خارستان تعقید
وہ رنگین ہے ہر اک مصرع کی بندش — کہ جس پر ہے گل مضمون کو نازش
جب ایسا گلشن بیخار دیکھا — لکھوں تاریخ مجھکو دھیان آیا
سنا مصراع بلبل کے زبان سے — یہ گلشن پاک ہے کیسا خزان سے ١٢٦٢

ایضاً

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا — کیون حاسدون کی لکو نہ صدمہ کثیر ہو
نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہیں جواب — سحبان لحد میں جا کے نہ کیون گوشہ گیر ہو
لکھ اے محمد اب سن فصلی کا مادہ — مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ١٢٦٢

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا مطبع مصطفائی میں طبع — کلام آج استاد بے مثل کا
یہ تاریخ اے خلد لکھ طبع سے — کہلا باغ معنے کا اب واہ وا ١٢٦٢

از مولوی نعیم الله صاحب نعیم تخلص شاگرد سید هادی علی بیخود

ہوا طبع فضل خدای جہان سے — کلام وزیر سخندان بی مثل
نعیم اسکے تاریخ کی فکر اگر ہے — یہ لکھو چھپا خوب دیوان بیمثل

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر — مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سالش از سپہر بخت — قالب مطبع چہ جان تازہ ای دل یافتہ

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان ای متین چھپا — ایک عالم کا دلپذیر یہ ہے
ملک معنی مین ہے اسیکا رواج — نسخۂ حضرت وزیر یہ ہے
پوچھی ہاتف سی مینے جب تاریخ — کہا دیوان بی نظیر یہ ہے

از جناب مرزا محمد اصغر علی خانصاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل و یکتای وقت خواجہ وزیر — چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش — زمان زمزمہ ها عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن — اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان
بسال طبع دلم ای نسیم ایما کرد — بگو کلام وزیر ست لائق شاہان

از احمد حسین صاحب عرف امیر الله تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی
کہ از مصرعۂ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑہا یہ مرتبہ نظم وزیر رشک سحبان کا
ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سی دیوان کا

نگاہین گدگداتی ہین دم نظارۂ مضمون
ہوا جوش صفا سی صفحہ عارض حور و غلمان کا

عدد جب دیکہتی ہین بندش الفاظ گتہی ہین
اشارہ ہی مصرع برجستہ مین شمشیر عریان کا

زبان معترض باب سخن مین کہل نہین سکتے
ہوا قفل خموشی نقطہ لبہا سی سخندان کا

عیان ہی بسکہ شان حسن ہر مضمون عالی سے
لقب ہی شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نی لیی بوسی دہان نکتہ پرور کی
بلاغت سی ہوا اعجاز باطل ذکر سحبان کا

چہپا جس دم مرتب ہوکی یہ افسون بیتابی
رکہا جمعیت دل نام اجزای پریشان کا

شکست پای خامہ سی صدا تاریخ کی نکلی
سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا

١٢٦٢

ایضاً کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی برمی آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال
شہرتش ارباب فن را مژدۂ دیدار داد

شد تماشای تمنا فکر کردم بہر سال
ابر نیسان طبیعت گوہر شہوار داد

ہجری و فصلی ازین مصراع تو تسلیم گفت
ای کمال فکر برتر رفعت اشعار داد

١٢٦٣ ١٢٦١

از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان زید اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ وزیر
بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر
کشند توتیائی بچشم خیال

نوشتہ پی سال او کلک مہر
طلسم مضامین صاحب کمال

١٢٧٢

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبیع آمده کلام وزیر | شد از و لذت آشنا هر دل
گرد تاریخ آفتاب رقم | شاهد فکر شاعر کامل ۱۲۷۰

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیر بیست گلشن ز طبیع | سخن فهم عالم ازو کامگار ۱۲۷۰
رقم کرده اشرف پی زیب سال ۱۲۷۲ | جگر گوشهٔ فکر عالی وقار ۱۲۷۰

ایضاً فصلے

چو دیوان وزیر از فضل یزدان | شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سر بلند بسیار ساند | معانی کرد پیدا احسن دیگر
سواد او سواد کاکل طور | ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر
بنقد دل همه عالم طلبگار | بجانش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلے | شعاع آفتاب طبع انور ۱۲۷۳

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

بتوفیق خداوند یگانه | بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمود ایما پی سال | بگو دیوان دلکش گشت مطبوع ۱۲۷۲

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

گرد در طبع رنگ سبزه بهار | چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس | گفت چه گلشن خیال وزیر ۱۲۷۲

از مرزا محبوب بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان استاد کامل	کہ فکرش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش	زہی ریای طبع و زہی زیست این در

۱۲۶۲

از وارث علی صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالی
وصال از روی بہجت کن رقم سال	زہی گلدستۂ نازک خیالی

۱۲۶۲

نثر خاتمہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بیمثل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہی + اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہی + لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہی + نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہی + نہ اسکی تحریر کا یارا ہی اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہی + بشر تو انسان ہی + فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہی گناہ ہی + خاموشی بہتر ہی کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہی + اور اوسکی نعت کی رمز کون پاوی جسکا سایہ تک نظر نہ آئی + اگر انصاف فرمائیی تو ایک بات فقیر کی ذہن مین آئی ہی + طبع آزمائی ہی + کہ سایہ ہما خصال اوس رحمت ذو الجلال کا تمام عالم کی سر پر سایہ گستر ہوتا ہی + ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہی + جب پہلی مرحلی مین رہجاتی ہی + تو کیا نظر آوی + مصلحت یہ ہی اوسپر اور اوسکی آل اور اصحاب پر سلام بھیجی درود پڑہی + زیادہ بکھیڑی مین نہ اولجھی طبیعت سی نہ گڑہی + یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک بین خود غلط سراپا قصور رجب علی بیگ سرور نئی خبر اظہار کرتا ہی جسکے
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی یعنی عنایت فرما تہا کی شفیق بحر رحمت پروردگار
کی غریق شاعران حال مین یکتا بی نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تہے
کئی برس گذری ہین کہ سرای فنا سی اونکا انتقال ہوا بہت تحیر مآل ہوا شیخ امام بخش
ناسخ کی شاگرد رشید تہی دیدہ تہی نہ شنیدہ تہی جو باریک بین اس فن سی ماہر بلند نگاہ
ہی وہ بنظر انصاف دیکہ لی کلام اونکا گواہ ہی مرد قانع وضعدار غیور تہی نزدیک دور
مشہور تہی بظاہر منحنی مشت استخوان باطن مین شیر ژیان مرد میدان راست
باز ونسی فلک کج نہاد ازل سی ٹیڑہا رہا ہی جو وضع کی پابند ہین اونکو بکہیرا رہا ہے
کہین سی کچہ معین تہا بی تردد معاش تہی قناعت کی یہ معنی ہین اسپر تلاش تہے
کچہ دنون فقیر محمد خان گویا سی صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تہی جلسی ہمدگر تہی آخر کو
شکر رنجی ہوی صحبت برہم ہو گئی رہ و رسم کم ہو گئی گوشہ نشینی مین سالہای
دراز اوقات بسر کی گرم و سرد زمانہ دیکہا شام غم خوش ہو کی سحر کی بسکہ سبکبار
تہی ہر دم سفر کو تیار تہی اونکی مرنی سی دوستونکو تو ملال ہوا بلکہ دشمنونکو رنج بدرجہ کمال ہوا
ہزار ہا غزل کہی طبیعت کی پریشانی سی جمع کرنی کا کبہی نہ دہیان کیا دیوان کو مرتب
نکیا عمدا پریشان کیا اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سی بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب
محسن تخلص کہ خوب شاعر ہین اس فن سی بہت ماہر ہین وضعدارون مین انتخاب ہین
بیمثل ہین لاجواب ہین انہون نی بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سی غزلین بہم پہونچائین اور جناب

سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بھی بڑی ہوشیار ہین جوان رعنا
وضعدار ہین اونکی سعی سی بہت ہاتہ آئین جب دیوان تیار ہوا تو جناب محمد مصطفی خانصاحب مغفور کے
صاحبزادی عبد الواحد خان کہ وہ بھی اپنا ہمسر نہین رکہتی طبیعت بہت عالی انتہا سی فی ہین بنائے
اونکی کارخانی مین یہ دیوان چہپا ہی کاغذ بہت سفید ہی جیسے چہرونکی عارض کا نمونا مسلسل سطرون مین
عنبرین مو یونکی لعت ہی حسن دونا ہین السطور کشادہ تنگ کہکشان کا ڈہنگ سیاہی مین یہ چمک کہ ایک
عالم روشنائی کہی سفیدی سیاہی مین ذرات کا دہوکا ہی اور تکلف یہی ہی کہ یہ کیا چہپا چہپا نہین
سب کہ پر کہلا ہی رنگ ڈہنگ سب کچہہ نیا ہی گو فرمانروائی مین کوئی جولان قوی ہیکل نہین لیکن اشعار مین
کل نکل چلتی ہی روانی مین کلکل نہین اور رونق مرمر کی جمع تہر کئی ہین خانصاحب نے شفافی
مین آئینہ سکندر کئی ہین خفی جلی اوپر جو کچہہ لکہا جاتا ہی کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہی لہا ہے
دراز رہی گا بہ ستور رہی گا اگر حسود پڑہی گا درود پڑہی گا منصف مرحبا کہی گا وہ جو شاعری کا
حاصل ہی اس دیوان سی پیدا ہی رمز کنایہ جو چلا ہر شعر مین ہویدا ہی معانی بندی مین
گنجلک نہین صحت الفاظ اور محاوری مین شک نہین ادابندی کا عالم کچہہ اور ہی مطلع سی مقطع
تک ہر غزل مین ناز و نیاز ٹپکتا ہی جا بجا غور ہی مشکل زمینون مین طبیعت کا زور آزمایا ہے
صنعتونکا زور شور دکہایا ہی آپس کی چہیڑ چہاڑ کا لطف عجائب ہی مثال کو جو دیکہی دیوان
صائب ہے جس جگہ طرز عاشقانہ مین منہ کہولا ہی بلبل شیراز کا گہر بولا ہی قند گہولتا ہی سرای فانی ڈیرہ دو نکلے
زندگانی اور اسی پریشانی مین کیا دلجمعی کا کام کیا زمانہ جوانی مین پیران جہانگردسی زیادہ نام کیا
خلق و مروت آشنای بامزہ حاضر و غائب ایک تہی اللہم اغفر وارحم بہت صاف باطن مرد نیک تہی تمام شد